

تمیشتہ لایف
 امام احمد رضا رحمہ اللہ

عقلمانیوں کی حقیقت کیلئے



میں سے سب سے زیادہ

مُتَبَرِّعُ الْعَيْنِ

تَقْطِیلُ الْإِجْهَامِ

مُتَبَرِّعُ الْعَيْنِ



میں سے سب سے زیادہ

رسالہ

مُنِيرُ الْعَيْنِ فِي حَكْمِ تَقْبِيلِ الْإِيْهَامَيْنِ

(انگوٹھے چومنے کے سبب آنکھوں کا روشن ہونا)

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دینی اس مسئلہ میں کہ اذان میں کلمہ اشہد ان محمدًا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد انگوٹھے چومنا آنکھوں سے لگانا کیسا ہے؟ بیٹھا تو بیٹھا۔

فتویٰ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي نور عيون المسلمين بنور
عين اعيان المرسلين، والقسلة و
السلام على نور العيون سرور القلب
المحزون محمد الرفيع ذكره في
الصلاة والاذان، والحبيب اسمه عند اهل
الايمان، وعلى السبيل وصحبه

تمام خوبیاں اللہ کے لیے جس نے گرد و انبار و مرسلین کے
سربراہ کے نور سے تمام مسلمانوں کی آنکھوں کو روشن
بخشی، صلاۃ و سلام ہوا اس پر جو آنکھوں کا نور پریشان
دلوں کا سرور یعنی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جن کا ذکر
اذان و نماز میں بلند ہے۔ جس کا اسم گرامی اہل ایمان کے
ہاں نہایت ہی محبوب ہے وہ آپ کی آل و اصحاب پر

المشروحة صمد ورهم لجلال اسوارہ و
 المفتوحة حیونهم بجمال انوارہ، واشہد
 ان لا اله الا الله وحده لا شریک له،
 وانت محمدا عبده ورسوله
 بالهدی ودين الحق ارسله
 صلی الله تعالی علیہ وعلی
 آلہ وصحبہ اجمعین، وعلینا
 معہم ونہم ولہم یا ارحم الراحمین
 آمین۔ قال العبد الذلیل للمولی العلیل
 عبد المصطفی احمد رضا محمدی النقی الحنفی
 القادری البرکاتی الیدیلوی، نور اللہ حیونہ و
 اصلہ شیونہ مستعین ارب الفلق من شر
 ما خلق وحاصل اللہ علی ما اللہ ووفق۔

جی کے مبارک سینے آپ کے اسرار و رموز کے جلال کیلئے
 کھیل دئے۔ اور ان کی آنکھوں کو آپ کے انوار جمال
 سے سوراخا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے
 سوا کوئی معبود نہیں وہ وحدہ لا شریک ہے اور حضرت
 محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اس کے برگزیدہ بندہ
 اور رسول ہیں جن کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ مبعوث
 کیا اللہ ہم پر بھی رحمت برسان کے ساتھ، ان کے سبب
 اور ان کے صدقہ میں یا ارحم الراحمین، مولیٰ جلیل کا بدلیل
 عبد المصطفیٰ احمد رضا محمدی النقی، حنفی، قادری، برکاتی، یدیلی
 کہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی آنکھوں کو منور فرمائے اور اس کے
 تمام احوال کی اصلاح کرے درانحالیکہ وہ رب الغلو کے پناہ
 میں آتا ہے تمام مخلوق کے شر سے اور حمد کہتا ہے اللہ کی
 اس پر جو اس نے عطا کی اور اس کی توفیق دی۔ (ت)

الجواب

حضرت پیر شیعہ یوم النشور صاحب دلائل صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا نام پاک اذان میں سننے وقت انگوٹے
 یا انگشتان شہادت چوم کر آنکھوں سے لگانا قطعاً جائز، جس کے جواز پر مقام تبرع میں دلائل کثیرہ قائم، اور خود اگر
 کوئی دلیل خاص نہ ہو تو منع پر شرع سے دلیل نہ ہونا ہی جواز کے لیے دلیل کافی تھا، جو ناجائز بتائے ثبوت دینا انکی
 ذمہ ہے کہ قائل جواز تمسک باصل تھا یا دلیل نہیں، پھر یہاں تو حدیث و فقہ و ارشاد علما و عمل
 قدیم سلفہ صحابہ کچھ موجود۔ علمائے محدثین نے اس باب میں حضرت فقیہہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سیدنا
 صدیق اکبر و حضرت ریحانہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سیدنا امام حسن و حسین و حضرت نقیب اولیائے رسول اللہ صلی
 تعالی علیہ وسلم سیدنا ابوالعباس عقیل علی البیہیم و عظیم جمیع الصلوة و التسلیم و غیرہ اکابر دین سے عیشیں روایت
 فرمائیں جس کی قدر سے تفصیل امام علامہ کس الدین سخاوی و رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب مستطاب مقامہ حسنہ میں ذکر فرمائی
 اور جامع الرموز شرح نقایہ مختصر الوقایہ و فتاویٰ صوفیہ و کفر العباد و رد المحتار حاشیہ در مختار وغیرہ کتب فقہ میں اس
 فعل کے استحباب و استحسان کے معلق تصریح آئی، ان میں اکثر کتابیں خود مانعیں اور ان کے اکابر و علماء مثل مسکن قزوینی

وغیرہ کے مستندات سے ہیں اور ان حدیثوں کے بارہ میں اُنی محدثین کرام و محققین اعلام نے جو تصحیح و تضعیف و تحریر و توثیق میں دائرہ مسئلہ ال سے نہیں نکلے اور راہ تساہل و تشدد نہیں چلتے حکم اخیر و خلاصہ بحث و تقریر یہ قرار دیا کہ خود حضور اللہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جو حدیثیں یہاں روایت کی گئیں باصلاحِ محدثین درجہ صحت کو فائز نہ ہوں، مقاصد میں فرمایا،

لَا يَصِحُّ فِي الْمَرْفُوعِ مِنْ كُلِّ هَذَا شَيْءٍ۔
بیان کردہ مرفوع احادیث میں کوئی بھی درجہ صحت پر فائز نہیں۔ (د)

مولانا علی قادری علیہ رحمۃ الہیاری موضوعات کبریٰ میں فرماتے ہیں،
کل ما يروى في هذا اخلا يصح سرفعه البتة۔
اس بارے میں جو بھی روایات بیان کی گئی ہیں ان کا مرفوع ہونا صحیح نہیں۔ (د)

علامہ ابن عابدین شامی قدس سرہ السامی و المتآثرین علامہ جمیل جزائی رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل فرماتے ہیں،
نقصيص في المرفوع من كل هذا شيء۔
بیان کردہ مرفوع احادیث میں کوئی بھی درجہ صحت پر فائز نہیں۔ (د)

پھر خادم حدیث پرودہ نے کہ اصطلاح محدثین میں نفی صحت نفی حلیٰ کو ہی مستلزم نہیں نہ کہ نفی صلاح و تمامہ صلاح تنسک ذکر و عزی وضع کذب، تو محققین ان احادیث پر بھیجے باصلاحِ محدثین حکم صحت صحیح نہیں یونہی حکم وضع و کذب بھی ہرگز مقبول نہیں بلکہ تصریح اکثر نفی کثرت طرق سے جو نقصان متصور آدہ حل علماء قبول قد احادیث کے لیے قوی دیگر آدہ سی تو نقصان اعمال میں حدیث ضعیف بالا جماع مقبول، اور اس سے بھی گزریے تو بلا شبہ یہ فعل اکابر دین سے مروی و منقول اور سلف صالح میں حفظ صحت بصورت دشنامی چشم کے لیے مجرب اور معمول، ایسے عمل پر بالغرض اگر کچھ نہ ہو تو اسی قدر سند کافی بلکہ اصلاً نقل بھی نہ ہو تو صحت تجربہ وافی کو آخر افس میں کسی حکم شرعی کا ازالہ نہیں نہ کسی سنت ثابتہ کا اعلان اور نفع حاصل تو منہ باطل، بلکہ انصاف کیجئے تو محدثین کا نفی صحت کو احادیث مرفوعہ سے خاص کر انصاف کہہ رہا ہے کہ وہ احادیث مرفوعہ کو غیر صحیح نہیں کہتے پھر یہاں حدیث موقوف کیا کم ہے، لہذا مولانا علی قادری نے عبارت مذکورہ کے بعد فرمایا، قلت واذا ثبت سرفعه الى الصديق رضى الله یعنی حدیث اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی اس لحاظ کا ثبوت

ملہ المقاصد المحمّدیہ حرف الیم حدیث ۱۰۲۱ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ص ۳۸۵
ملہ الاسرار المرفوعہ فی الاخبار الموضوہ (موضوعات کبریٰ) حدیث ۸۲۹ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ص ۲۱۰
ملہ رد المتآثر باب الاذان مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۲۹۳/۱

الرداء الثاني المتصوفون في كتابه موجبات الرحمة
وعزائم المفارقة تستد فيه مجا هيسل مع
انقطاعه عن المحضر عليه السلام انه قال
من قال حين يسمع المؤذن يقول اشهد ان
محمد اسر سول الله ، مرجا يحييني وقر عيني
محمد بن عبد الله صلى الله تعالى عليه وسلم ،
ثم يقبل انهما ميه ويجعلهما على عيني
له من ابل ايه

٤٤٩

ثم روي بسند فيه من لم يعرفه عن اخيه
النفيع محمد بن البايقما حكى عن نفسه
انه هبت مريم ، فوقعت منه حصاة في عينيها
فاغياها وروجها والنسب اشد الاثر والاعتراف
لما سمع المؤمن يقول اشهد ان محمدا رسول
الله ، قال ذلك فخرجت الحصاة من قوسه ،
قال الرضا رحمه الله تعالى ، وهذا يسير
في جنب فضائل الرسول الله صلى الله عليه
عليه وسلم .

1463

وحكى الشمس محمد بن صالح المدي في كتابها
وخطبها في تاريخه من المجد احد القدماء
من المصريين ، انه سمعه يقول من هو لي

روایتی معنی ہے اپنی کتاب ”مرجبات الرحمۃ“ و غیرہ ائمہ المغفرۃ
 میں ایسی سند ہے جس میں مجاہد ہیں اور متعلقہ بھی ہے
 حضرت سیدنا خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت
 کی کہ وہ ارشاد فرماتے ہیں جو شخص موتی سے اشد ادا
 محمد رسول اللہ سن کر حجاب حبیبی و قسوة
 حبیبی محمد بن عبد اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم کے چہرہ دونوں انگوٹھے چوم کر انگوٹوں پر رکھے
 اس کی آنکھیں کبھی نہ بند ہوں۔

یعنی پھر اسی سند کے ساتھ جس کے بعض رواۃ کو میں نہیں پہچانتا فقیر بن ابیہا کے صفاتی سے روایت کی کدو اپنا حال بیان کرتے تھے ایک بار ہوا چلی ایک لکڑی ان کی آنکھ میں پڑ گئی نکالتے تھک گئے ہرگز نکلے اور نہایت سخت درد پہنچا یا انہوں نے مؤذن کو اٹھند ان محمد از رسول اللہ کہتے ہوئے ہیں کہ فدا کر اعلیٰ گئی رداد و جہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل کے حضور اتنی بات کیا چیز

یعنی شمس الدین محمد بن صالح مدنی مسجد مدینہ طیبہ کے امام و خطیب نے اپنی تاریخ میں جو مصری سے کہ سلف صالح میں تھے نقل کیا کہ میں نے انھیں فرماتے سنا

جو شخص نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر یا کہ اذان میں
سُن کر لڑکی اُننگی اور لڑکا ٹھٹھا سے اور انھیں دوسرے
دسے کہ آنکھوں سے لگائے اُس کی آنکھیں کبھی نہ
دیکھیں۔

یعنی ابن صالح فرماتے ہیں میں نے یہ امر فقید محمد بن زندی
سے بھی سنا کہ بعض مشائخ عراق یا عجم سے راوی تھے اور
اُن کی روایت میں یوں ہے کہ آنکھوں پر کس کرتے وقت
یہ درد و مرض کرے صلی اللہ علیہ وسلم یا سیدتی یا
مَسْئُولُ اللہ یا حَبِيبُ قَلْبِي وَاِنْ نَزَلَ بَعْضُ رِيْ
وَاِنْ قَرَأَ قُرْآنًا عَرَبِيًّا ، اور دونوں صاحبوں یعنی شیخ مجدد
فقیر محمد نے مجھ سے بیان کیا کہ جب سے ہم یہ عمل کرتے ہیں

یعنی امام ابن صالح مجدد نے فرمایا اللہ کے لیے حمد و
شکر ہے جب سے میں نے یہ عمل اُن دونوں صاحبوں
سے سنا اپنے عمل میں رکھا آج تک میری آنکھیں
نہ دیکھیں اور امید کرتا ہوں کہ ہمیشہ اچھی رہیں گی اور میں
کبھی اندھا نہ ہوں گا اِنْ شَاءَ اللہ تعالیٰ۔

یعنی یہ امام مدنی فرماتے ہیں فقیر محمد سید خولانی سے مروی
ہو کہ انھوں نے فرمایا مجھے فقیر عالم ابو الحسن علی بن محمد
بن حدید حسینی نے خبر دی کہ مجھے فقیر زاہد بلالی نے

علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذ اسمع
ذکره فی الاذان ، وجمعه اصبحیہ المسبحۃ
والایہام وقلیلا وصرح بہما عینیہ لہ
یومداہدا۔
پھر فرمایا :

قال ابن صالح ، «سمعت ذلک ایضا من الفقیہ
محمد بن الزبیر زندی عن بعض شیوخ العراق
او العجم انہ یقول عند ما یسمی عینیہ ، صلی
اللہ علیک یا سیدی یا رسول اللہ یا حبیب
قلبی ویا نور بصیرتی یا قرۃ عینی ، وقال فی کل
منہما من ذلک لہ ترمد عینی»

پھر فرمایا :

قال ابن صالح وانا ولله الحمد والشکر من ذلک
سمعتہ منہما استعملتہ ، فلہ ترمد عینی
واسرجوات ما فیہما تدوم وافی اسلو من
الصی ان شاء اللہ تعالیٰ

پھر فرمایا :

قال وروی عن الفقیہ محمد بن سعید الخولانی
قال اخبرنی الفقیہ العالم ابو الحسن علی بن محمد
بن حدید الحسینی ، اخبرنی الفقیہ الزاهد بلالی

الى الجنة كذا الى كنز العباد.

میں ہے۔

علامہ شامی قدس سرہ السامی اسے نقل کر کے فرماتے ہیں، و نحوه في الفتاوى القوقية يعني اسکا تسلسل
امام فقیر عارفت باللہ سیدی فضل اللہ بن محمد بن ابیہ سروروی تلمیذ امام علامہ یوسف بن عمر صاحب جامع المنہات
شرح قدوسی قدس سرہ اسے قادیانی صوفی میں فرمایا شیخ مشائخا خاتم المتقین سید الطہار الخفیفہ بکرم الخیر مولانا جمال بن
عبد اللہ عمر مکی رحمۃ اللہ علیہ اپنے قادیانی میں فرماتے ہیں،

سئل عن تقبيل الالبها مين ووضعها على
العينين عند ذكر اسمہ صلى الله تعالى عليه
وسلم في الاذان، هل هو جائز ام لا اجبت
بما نصہ نعم تقبيل الالبها مين ووضعها على
العينين عند ذكر اسمہ صلى الله تعالى عليه
وسلم في الاذان جائز بل هو مستحب سرور
بہ مشائخنا في غير ما كتب.

علامہ محدث محمد قاسم قسری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اجماع بخارہ فرماتے ہیں، دروی تجربہ ذلك عند كثير من
لکھتے ہیں، دروی تجربہ ذلك عند كثير من

فقیر عجیب غفر اللہ تعالیٰ لہ کہتا ہے، اب طالب تحقیق و صاحب تدقین، افادات چند نافع و سود مند
پر لکھا کرے، تاکہ بول اللہ تعالیٰ چہرہ حق سے نقاب اٹھے اور مرد کلام میں جن لطیف مباحث پر ہم نے نہایت اجمالی
اشارہ کیے اُن کی قدر سے تفصیل زبور خوش سامعین بنے کہ یہاں بسط کامل و شرح کامل کے لیے تو دفتر و صیغہ،
بلکہ جملہ بسط و ذکر و اللہ العوفی و نعم المعین فاقول و باللہ التوفیق و بہ الوصول الف
طری التحقیق.

اقاۃ اول (حدیث صحیح نہ ہونے کے یہ معنی نہیں کہ غلط ہے) محدثین کرام کا کسی حدیث کو فرمانا کہ
صحیح نہیں اس کے یہ معنی نہیں ہوتے کہ غلط و باطل ہے، بلکہ صحیح اُن کی اصطلاح میں ایک اصلی و درجہ کی حدیث ہے

جس کے شرائط سخت و دشوار اور بواطن و علانی کثیر و بسیار، حدیث میں اُن سب کا اجتماع اور ان سب کا ارتقاء کم ہوتا ہے، پھر اس کی کے ساتھ اس کے اثبات میں سنت و قیاس اگر اس مبحث کی تفصیل کی جائے کلام طویل تحریر میں آئے ان کے نزدیک جہاں ان باتوں میں کہیں بھی کوئی فراموشی ہے یہ حدیث صحیح نہیں، یعنی اس درجہ علیا کو نہ پہنچی، اس سے دوسرے درجہ کی حدیث کو ضعیف کہتے ہیں یہ یا انکہ صحیح نہیں پھر بھی اس میں کوئی قباحت نہیں ہوتی ورنہ حسن ہی کیوں کہلاتی، فقط اتنا ہوتا ہے کہ اس کا یا بعض اوصاف میں اس بلزمرے سے ٹھکا ہوتا ہے، اس قسم کی بھی سیکڑوں حدیثیں صحیح مسلم وغیرہ کتب صحاح بلکہ عند التعمیق بعض صحیح بخاری میں بھی ہیں یہ قسم بھی استناد و اجتماع کی پوری قیامت رکھتی ہے۔ وہی علماء جو اسے صحیح نہیں کہتے بلکہ اس پر اعتماد فرماتے اور احکام حلال و حرام میں حجت بناتے ہیں، امام متقی محمد محمد بن امیر الحاج علی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ شرح میں فرماتے ہیں:

ترمذی کا یہ فرمان کہ اس باب میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کوئی صحیح حدیث نہیں آئی تھی جس اور اس کے مثل کی نفی نہیں کرتا اور ثبوت مقصود کچھ صحیح ہی پر موقوف نہیں، بلکہ جس طرح اس سے ثابت ہوتا ہے یونہی حسن سے بھی ثابت ہوتا ہے۔

قول الترمذی "لا یصح عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی هذا الباب شیء" انتہی لضعفی وجود الحسن ونحوہ والمطلوب لا یوقوف ثبوته علی الصحیح، بل کما یثبت بہ شدت بالحسن ایضاً۔
اس میں ہے:

یعنی اصطلاح علم حدیث کی رو سے صحت کی نفی حسن جو کہ ثبوت کی نافی نہیں۔

علی الشی علی مقتضی الاصطلاح الحدیثی لایلز من نفی الصحة نفی الثبوت علی وجہ الحسن۔

یعنی امام احمد کا فرمان کہ یہ حدیث صحیح نہیں، اس کے

امام ابن حجر مکی صراحۃً تحریر فرماتے ہیں، قول احمد "انہ حدیث لا یصح احک"

ذکر کے بعد قول استعمال کرنے کے مسئلہ میں اس کو ذکر کیا ہے (ت) صفحہ الصلوٰۃ کے آخر میں فیما کوہ فعل فی الصلوٰۃ سے متواتر پہلے اسے ذکر کیا ہے ۱۲ منہ (ت)

گیا رحویں باب کی فصل اول کے آخر اور فعل ثانی سے متواتر پہلے عاشوراء کے دن اہل و عیال پر وصیت ولی حدیث میں اس کو ذکر کیا ہے ۱۲ منہ (ت)

علیہ ذکر فی مسئلۃ المسح بالسدیل بعد الرضوخ ۱۲ منہ بحکم آخر صفحۃ الصلوٰۃ قبیل فصل فیما کوہ فعل فی الصلوٰۃ ۱۲ منہ

علیہ ذکر فی حدیث التوسعة علی العیال یوم عاشوراء فی آخر الفصل الاول من الباب الحادی عشر قبیل الفصل الثانی ۱۲ منہ

لذاتہ فلا یمنی کو صحیح لہذا نہیں تو یہ حسن لغیرہ ہونے کی نفی نہ کرے گا
 یہ محتاج بہ کما بین فی علم الحدیث ہے
 اور حسن اگرچہ لغیرہ برحمت ہے جیسا کہ علم حدیث میں بیان ہو چکا
 منہ المضاف امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اذ کا دارام نووی کی تحریک احادیث میں فرماتے ہیں
 من نفی الصحة لا یفتی الحسن اذ ملخصا
 یعنی صحت کی نفی سے حدیث کا حسن ہونا مفتی نہیں ہوتا
 اور ملخصا

یہی نام نثرہ النظر فی توضیح نثرہ النظر میں فرماتے ہیں
 هذا القسم من الحسن مشارک للصحة فی
 الاحتجاج به، وکان دونہ
 مؤثرا علی جاری موقوفات کثیر میں فرماتے ہیں
 لا یصح لایب الحسن اذ ملخصا
 یعنی محدثین کا قول کہ یہ حدیث صحیح نہیں اس کے حسن
 ہونے کی نفی نہیں کرتا۔ اور ملخصا

سیدی نور الدین علی سمودی جواہر العقود فی فضل الشرفین میں فرماتے ہیں
 قد یکون غیر صحیح و هو صالح لا حسنا
 به اذ الحسن مرتبة بین الصحیح والضعیف
 یعنی یہ حدیث صحیح نہیں ہوتی اور باوجود اس کے
 وہ قابل حقیقت ہے، اسی لیے کہ حسن کا رتبہ صحیح و
 ضعیف کے درمیان ہے۔

حدیث کان السبی علیہ وسلم یسقط ان ینقل الرجل قائما
 (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرمایا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو کھڑے ہو کر
 جوتا پیسنے سے منع فرمایا۔) کو دارام ترمذی نے جابر و انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کر کے فرمایا،

۱۸۵	مطبوعہ مکتبہ جمعیۃ طحان	الفضل الاول فی الآیات الواردة فیہم	سہ الصراحت الحرقہ
۳۳	مطبوعہ مطبعہ علمی لاہور	بحث حدیث حسن لذاتہ	سہ نتائج انکار فی تخریج احادیث الاذکار
۲۳۶	مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت	حدیث ۹۲۹	سہ الاراء المرفوعہ فی الانباء المرفوعہ
			سہ جواہر العقود فی فضل الشرفین
۲۰۹/۱	مطبوعہ آداب عالم بریں لاہور	باب ما جاء فی کراہیۃ المشی فی النعل الواحد	سہ جامع الترمذی

کلا الحدیثین کا یہ صرح عند اہل الحدیث ہے دو فوج حدیثیں محدثین کے نزدیک صحیح نہیں۔
علامہ عبد الباقی زرقانی شرح مواہب میں اسے نقل کر کے فرماتے ہیں ۱

لعلہ الصلوة لا ین فی اہل حسن کما علمت
صحت کا نفی حسن ہونے کے منافی نہیں جیسا کہ معلوم

ہو چکا ہے۔

شیخ عقیق مولانا عبدالحی محدث دہلوی رکن الدین زرقانی شرح صراط المستقیم میں فرماتے ہیں ۱

نکم بعد صحت کردن بحسب اصطلاح محدثین فرایت نذر
چہ صحت در حدیث چنانچہ در مقدمہ معلوم شد در جواب
ست و آراء آن تنگ تر جمیع احادیث کہ در کتب مذکور
ست حتی وریں شمشیر کتاب کہ آنرا صحاح ستہ گویند ہم
بر اصطلاح ایشان صحیح نیست ، بلکہ تسمیہ آنہا صحاح
باعتبار تطبیق است ۲

اصطلاح محدثین میں عدم صحت کا ذکر غزالت کا حکم نہیں
رکھا کیونکہ حدیث کا صحیح ہونا اس کا اعلیٰ ترین درجہ ہے
جیسا کہ مقدمہ میں معلوم ہو چکا ہے اور اس کا دائرہ مہلت
ہی تنگ ہے تمام احادیث جو کتابوں میں مذکور
ہیں حتیٰ کہ ان چھ کتب میں بھی جن کو صحاح ستہ
کہا جاتا ہے۔ محدثین کی اصطلاح کے مطابق صحیح
نہیں ہیں بلکہ ان کو تفسیلاً صحیح کہا جاتا

ہے۔ (ت)

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں امام محقق علی الاطلاق سیّدی کل الحق والین محمد بن الہمام رحمۃ اللہ تعالیٰ سے منقول
وقول من یقول فی حدیث ، نہ لیرفع ان سلم
یقدح لان العجیبة لا توقف علی الصلوة ، بیل
انحصر کا ہے۔

میں کسی حدیث کی نسبت کہنے والے کا یہ کہنا کہ وہ صحیح نہیں اگر
مان دیا جائے تو کچھ حرج ہیں ، اس کا کہ جیت کچھ صحیح ہو سہرہ
موقوف نہیں بلکہ کسی کا فی ہے

عہ المقصد ، ثالث النسخ انشائی ذکر نسلہ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۲ عنہ (۳)

تیسرے مقصد دوسری فرع فعل مصطفیٰ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر میں اس کا بیان ہے۔ (ت)

۱/۲۰۹ مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور
۵/۵۵ مطبوعہ عامہ مصر
۵۲۰ مکتبہ خورشید رضویہ سکھر
۳/۱۸۰ مطبوعہ مکتبہ ابراہیم پٹن

۱۔ جامع الترمذی باب ما جاء فی کربیۃ النبی فی النسل الواحدة
۲۔ شرح الزرقانی علی المواہب ذکر لعلہ صلی اللہ علیہ وسلم
۳۔ شرح صراط المستقیم لعبدالحی المدث الدہلوی
۴۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ الفصل الثانی من باب ما لا یجوز من فی الصلوة

تو بات خوب یاد رکھنے کی ہے کہ صحت حدیث سے انکار نفی محض میں بھی نفی نہیں جس سے قابلیت انتہا متفق ہو
 ذکر صانع و لائق، اعتبار پر بنا کر محض باطل و موضوع مٹنا جس کی طرف کسی عامل کا بھی ذہن نہ جاسے گا کہ صحیح و موضوع دونوں
 ابتداء و انتہا کے کناروں پر واقع ہیں، سب سے اعلیٰ صیغہ اور سب سے بدتر موضوع اور وسط میں بہت اقسام حدیث
 ہیں درجہ بدرجہ، (حدیث کے مراتب اور اشیاء کے احکام، ترتیب صیغہ کے بعد حدیث لذتہ بلکہ صحیح لغیرہ پھر حسن لذات، پھر
 حسن لغیرہ، پھر ضعیف بغضت قریب اس حد تک کہ صحت اعتبار باقی رکھے جیسے اعتقاد راوی یا ثبوت حفظ یا عدلیس
 وغیرہ، اول کے تین جگہ چاروں قسم کو ایک درجہ یا اسم ثبوت قرار ہے اور وہ سب صحیح بنا ہیں اور آخر کی قسم صالح، یہ
 منکحات و شرابہ میں کام آتی ہے اور بارے سے قوت پاکر حسن لغیرہ بلکہ صحیح لغیرہ ہو جاتی ہے، اس وقت وہ صلاحیت
 اجتماعی و قبول فی الاحکام کا زیر گرفتار نہ رہتا ہے، ورنہ دربارہ فضائل تو آپ ہی مقبول و تنہا کافی ہے، پھر درجہ ششم
 میں ضعف قوی و ذہن شعیہ ہے جیسے راوی کے حق و غیرہ قواعد قویہ کے سبب متروک ہو یا بشرطیکہ بنو سمر کذاب سے
 بُرائی ہو، یہ حدیث احکام میں اجتماع درکنار اعتبار کے بھی لائق نہیں، ہاں فضائل میں مذہب راجح پر مطلقاً اور بعض کے
 طور پر بعد از اعتبار متعدد محارح و متوجہ طرق منصب قبول و عمل پاتی ہے، لکن استنبطتہ ان شاء اللہ تعالیٰ (ان شاء اللہ
 تعالیٰ مغرب کی تک تعلیلات، آ رہی ہیں۔ ست، پھر درجہ ہفتم میں مرتبہ مطروح ہے جس کا ذکر وضاحت کذاب یا تم با کذب پر
 ہو یہ بدترین اقسام ہے بلکہ بعض کی رائے ہے، عدا، ایک صحت پر حسن قویہ شد یعنی جس کا ذکر کذاب
 پر ہو میں موضوع یا نظر تدقیق میں یوں کہے کہ اسی اطلاقات پر داخل موضوع ملے گی۔ ان سب کے بعد درجہ موضوع کاذب
 یہ باوجود نہ قابل اعتبار نہ فضائل وغیرہ کسی باب میں وقتی احتساب، بلکہ اسے حدیث کناہی توسع و تجوز ہے، حقیقتاً
 حدیث نہیں محض لغو و افرا ہے، والیما زانہ تبارک و تعالیٰ۔ وسیعہ حدیث تفصیل حل و دل ان شاء اللہ
 العلوی الاصلی (اس کی روشنی تفصیل ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کے لیے بیان کی جائے گی۔ ست) طالب تحقیق میں
 چند حلوں کو یاد رکھے کہ باوصف و عادت محصل و محض علم کثیر ہیں اور شاید اس قرعہ میں کے ساتھ ان سطور کے غیر
 میں کم نہیں، واللہ الحمد والصلوٰۃ (سبہ خوبیاں اور احسان اللہ تعالیٰ کیلئے ہے) خبر بات دُور پڑتی ہے کہ اس
 قدر ہے کہ جب صحیح اور موضوع کے درمیان اتنی منزلیں ہیں تو انکار صحت سے اثبات وضع ماننا زمین و آسمان کے
 قلابہ طمان ہے، بلکہ نفی صحت اگر بھی نفی ثبوت ہی کیلئے یعنی اُس فرقہ محمدی کی اصطلاح جس کے نزدیک ثبوت صحت
 حسن دونوں کو شامل، تاہم اُس کا عامل اس قدر ہو گا کہ صحیح و حسن نہیں نہ کہ باطل و موضوع ہے کہ حسن و موضوع کے
 بیچ میں بھی دُور و از حد پڑے ہیں۔

میں اس واضح بات پر سنبھری کیا پیش کرنا عجز کیا کیجے کہ کام ان صاحبوں سے پڑا ہے جو اغوا سے عوام کے لیے
 دیدہ و دانستہ محسوساتی حامی بن جاتے اور جہر سرگوزیر و امن کو ترویج دینا چاہتے ہیں۔ لہذا کلمات علماء سے اس روش

مقدمہ کی تقریریں لیجئے،
 امام سنیہ اعتقاد امام محقق علی الاطلاق و امام علی و امام کی و علامہ زرقانی و علامہ محمودی و علامہ مروی کی عبارات
 کہ ابھی نہ کو رہیں حکم دلائل اص و قوی الخطاب اس و قوی جزیہ پر دلیل میں کرجب نفی صحت سے نفی حسن تک لازم نہیں
 قرابت وضع تو خیال محال سے بعد و کس و قرین۔

حدیث کے صحیح نہ ہونے اور موضوع ہونے میں زمین آسمان کا فرق ہے، تاہم عبارات انصاف سے،
 امام ابو الدین زرکشی کتاب النکت علی ابن الصلاح پھر امام جلال الدین سیوطی کی تصنیف پھر علامہ ابن عمرین
 عراقی کنانی تنزیہ الشریعہ امروہ من الائمہ الشیعہ الموضوہ پھر علامہ محمد طاہر فتی حافضہ جمع بحار الانوار میں فرماتے ہیں،
 میں قولنا لم یصح و قولنا موضوع چون کثیر، فان
 الموضوع اثبات الکذب والاختلاق و قولنا
 لم یصح لایبرہنہ اثبات الحدیث و اما هو
 احب دین حد ما لثبوت، و فرق بین الاصل و
 یعنی ہم محدثین کا کسی حدیث کو کنا کہ یہ صحیح نہیں اور موضوع
 کنا ان دونوں میں بڑا بل ہے کہ موضوع کنا تو اسے
 کذب و افتراء ٹھہرانا ہے اور غیر صحیح کہنے سے نفی حدیث
 لازم نہیں، بلکہ اس کا حاصل تو سلب ثبوت ہے اور
 ای دونوں میں بڑا فرق ہے۔

یہ لفظ لالی کے ہیں اور اسی سے جمع میں تعدد انقل کہا، حدیث میں سے حدیث زیادہ فرمایا،
 و حدیث ایچہا فی کل حدیث قال فیہ ابن الجوزی
 لایصحہ تہنہ
 صلب میں بھی تقریر جاری ہے کہ ان اوصاف کے عدم سے ثبوت وضع کھنا علیہ صحت سے عاقل و عاری ہے۔
 امام ابن حجر عسقلانی القول المسدوقی الذب عن سنن احمد میں فرماتے ہیں،
 لایلزم من کون الحدیث لم یصح ان ینکوت
 یعنی حدیث کے صحیح نہ ہونے سے موضوع ہونا لازم
 نہیں آتا۔
 موضوعاً۔

امام سیوطی کتاب التعلقات علی الموضوعات میں فرماتے ہیں،
 اکثر ما حکم الہی علی هذا الحدیث،
 یعنی بڑھ سے بڑھ اس حدیث پر امام ذہبی نے اتنا

۵۰۴/۳	ترک شدہ لکھنؤ	فصل و علوم و اصطلاحات	راہ جمع بحار الانوار
۱۴۰/۱	دارالکتب العلمیہ بیروت	کتاب التوجید فصل ثانی	تنزیہ الشریعہ
۴۵	مطبوعہ دائرۃ المعارف النعمانیہ جدید آباد دکن ہند	الحدیث السابع	القول المسدود

ابہ قال متن لیس بصحیحہ و هذا اصابہ **حکم کیا کہ یہ متن صحیح نہیں۔ یہ بات ضعیف ہونے سے بھی بظہر ہے۔**

علی قاری موضوعات میں زیر بیان احادیث نقل فرماتے ہیں :

لا یرحم من عدم الصلۃ وجود الموصع کما **یعنی کئی جُزئی بات ہے کہ حدیث کے صحیح نہ ہونے سے موضوع ہونا لازم نہیں آتا۔**

اسی میں روزی شوریہ سرور لکھنے کی حدیث پر امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا حکم لایصح هذا الحدیث "زیر حدیث صحیح نہیں۔ تـ نقل کر کے فرماتے ہیں :

قلت لا یرحم من عدم صحۃ ثبوت وضعه و **یعنی میں کہتا ہوں اس کے صحیح نہ ہونے سے موضوع ہونا عایتہ انہ مصیغ ہے۔**

علامہ طاہر صاحب مجمع ذکرة الموضوعات میں امام حسنہ الخفافہ مسقلانی سے ناقل :

ان لفظ لا یثبت لا یثبت الموضوع فان الثابت **یعنی کسی حدیث کو بے ثبوت کہنے سے اس کی موضوعیت یثمن الصحیح فقط ، والضعیف دونہ۔**

اور ضعیف کا وجہ اس سے کم ہے۔

بلکہ مولانا علی قاری آخر موضوعات کبیر میں حدیث الطبیہ قبل الطعام فیصل البطن خسلا و ینزہب بالذما **اصلاً (کھانے سے پہلے تریز کھانا پیٹ کو خوب دھو دیتا ہے اور بیماری کو جڑ سے ختم کر دیتا ہے۔ تـ) کی نسبت قرباً امام ابن عساکر "ث لا یصحہ" (یہ ساذ ہے صحیح نہیں۔ تـ نقل کر کے فرماتے ہیں :**

هو یقید ، نہ غیر موصوع کما لا یحقیق **یعنی ان کا یہ کہنا ہی بتا رہا ہے کہ حدیث موضوع نہیں جیسا کہ خود ظاہر ہے۔**

یہی موضوع ہانٹتے تو باطل یا کذب یا مروج یا نفری یا مفتون کہتے نقلی معیت پر کیوں فقار کرتے ، خافم

سہ التبعات علی الموضوعات باب مدخل الخلق والانبیاء مکتبہ اشرفیہ ساکنہ بل کشین پورہ ص ۴۹

سکھ موضوعات طاعلی قاری بیان احادیث العقل حدیث ۴۲۳ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ص ۳۱۸

سکھ " " " بیان احادیث الاکمال یوم عاشوراء الحدیث ۱۳۹ " " " " ص ۴۴۳

سکھ مجمع ذکرة الموضوعات (الباب الثانی فی اقسام الموضوعات مکتبہ خاندان مجیدہ بیروت ص ۴۴

سکھ موضوعات طاعلی قاری حدیث البلیغ قبل الطعام حدیث ۱۳۲۳ " " " " ص ۳۵۰

واللہ تعالیٰ اعلم۔

تتبعہ بحدیث تہائی یہاں سے اسے تسکین طائفہ منکرین کا حاصل شیعہ و زود الخبیعہ و ضرع تمام پشت از ہام ہو گیا جو کلمات علی مثل مقام مدسہ و جمع البہار و تذکرۃ الموضوعات و مختصر المقاصد و غیرہ سے احادیث تفصیل بہائین کی نفی صحت نقل کر کے بلے و حرکت و غوی کر دیتے ہیں کہ ان کے کلام سے بخوبی ثابت ہوا کہ جو احادیث انکو سنے چڑھنے میں لائی جاتی ہیں سب مرفوض ہیں اور یہ فعل منوع و غیر مشروع ہے، سبحان اللہ کہاں نفی صحت کہاں حکم وضع، کیا مراد کی بات سے کہ جہاں درجات متعدد ہوں وہاں سب میں اعلیٰ کی نفی سے سب میں ادنیٰ کا ثبوت ہو جائے گا، مثلاً زید کو کیے کہ باوشت نہیں تو اسی کے معنی یہ ٹھہریں کہ ناجائز شیعہ کو محتاج ہے، یا تسکین طائفہ کو کہے کہ اولیا نہیں تو اس کا مطلب یہ قرار پائے کہ سب کافر ہیں و لیکن الوہابیتہ قوم یہ جھٹھلون

افقہ دوم (جہالت راوی سے حدیث پر کیا اثر پڑتا ہے) کسی حدیث کی سند میں راوی کا مجہول ہونا اگر اثر کرے تو صرف اس قدر کہ اسے ضعیف کہا جائے نہ کہ باطل و مرفوض بلکہ علما کو اس میں اختلاف ہے کہ جہالت قاصر صحت و مانع حجت بھی ہے یا نہیں تفصیل مقام پر کہ (مجہول کی اقسام اور ان کے احکام) مجہول کی تین قسمیں ہیں: اول مستور جس کی حدیث قاصر صواب و باطل کی تحقیق میں کسی قسم سے روای صحیح مسلم شریف میں نہ ملتی ہیں۔ دوم مجہول الخبیث، جس سے صرف ایک ہی شخص نے روایت کی ہو۔

وہد اعلیٰ نوع ضعیف، فان من العلماء ومن	اس قسم میں زائد ہے بعض محدثین نے مطلقاً صرف
نقل الجہالت بروایۃ واحد معتمد مطلق	ایک فقہ راوی کی وجہ سے جہالت کی نفی کی ہے یا اس
اداد اکان لا یروی کلام من عدل عندہ، کیجی	شرط کے ساتھ نفی کی ہے کہ وہ اس سے روایت کرتا ہے
بن سعید النقطان و عبد الرحمن بن مہدی	جو اس کے ہاں عادل ہے مثلاً یحییٰ بن سعید بن
والامام احمد فی مسندہ، و ہذا اقوال	القطان، عبد الرحمن بن مہدی اور امام احمد اپنی سند
آخر۔	میں اور یہاں دیگر اقوال بھی ہیں۔ (ت)

مستور مجہول الخالی، جس کی حدیث ظاہری و باطنی کچھ ثابت نہیں و قد یطلق علی حدیثہ المستور (کسی اس کا اطلاق ایسے معنی پر ہوتا ہے جو مستور کو شامل ہو جائے۔ ت)

قسم اول یعنی مستور تو مجہول تحقیق کے نزدیک مقبول ہے، یہی مذہب امام الائمہ سیدنا امام عظیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے، فتح المغیث میں ہے اقبلہ الوجہ فیخلفہ خلافاً للاحقاق و امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے قبول

لے فتح المغیث شرعاً و فنیۃ الحدیث معرفۃ من تعقل روایۃ من ترد و درالامام الطبری بیروت ۵۲/۲

کرتے ہیں امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ اس میں اختلاف رکھتے ہیں۔ تہ الامام نووی فرماتے ہیں یہی صحیح ہے۔
 قالہ فی شرح المہذب ، ذکرہ فی التہذیب ،
 وکذلک مال الحدیث مرہ الامام ابو عمرو
 بن الصلاح فی مقدمتہ ، حیث قال فی
 المسئلة الثامنة من الموضع الثالث والعشرين
 ويشبه ان يكون العمل على هذا الرأي في كثير
 من كتب الحديث المشهورة في غير واحد من
 من الرواة الـ یہ تقادم العهد بہم و
 تعددت الخبرات ابن طينة بہم۔

(ت)

اور دو قسم باقی کو بعض اکابر جت جانتے جو روایت ضعف مانتے ہیں۔ امام زین الدین عززی الغیری فرماتے ہیں

و احتواہل یقبل المجهول و هو علی ثلاثة مجہول

مجهول عین منہ سہ فقط و سہ لا کثیر و تقسم الوسط

مجهول حال باطن و ظاہر و حکمہ الرول دی الجمہور

الثالث المجهول للعدالة فی باطن فقط قد سہ لہ

حجية لعین منہ حجية لہ ما قبلہ منہم مثلیہ فقط

(مجمول کے بارے میں علماء حدیث کا اختلاف ہے کہ آیا اسے قبول کیا جائے گا یا نہیں؟ اس کی تین اقسام ہیں، مجموعی یعنی جس کو صرف ایک شخص نے روایت کیا ہو، اسے اکثر نے رد کر دیا ہے۔ اور دوسری قسم وہ مجموعی ہے جس کے راوی کی نگاہی اور باطنی عدالت دونوں ثابت نہ ہوں اسے جوہر نے رد کر دیا ہے تیسری قسم وہ مجموعی ہے جس میں راوی کی صرف باطنی عدالت ثابت نہ ہو، اسے بعض نے رد کیا ہے اور بعض نے قبول کیا ہے اور قبول کرنے والوں میں امام سلیم ہیں تو انہوں نے قطعی قبول کیا ہے۔ ت)

حکمہ ای الامام سلیم یا الضحیر ابن یوسف اس سے مراد امام سلیم (ضعیف) ابن یوسف
 الرازی الشافعی فانہ قطعہ بقولہ ۱۲ منہ رازی شافعی ہیں ان کے نزدیک ایسی روایت کو
 قطعہ قبول کیا جائیگا ۱۲ منہ یعنی اللہ تعالیٰ نہ دے۔ (ت)

سلیم مقدس بن الصلاح الزہد الشافعی والعشرون مطبوعہ فاروقی کتب خانہ ص ۱۵۳
 منہ لیس فی اصول الحدیث مع فتح المعیث معارف من تقبل روایتہ من تروی دار الامام الطبری بیروت ۲۳/۲

اسی طرح ترقیب الراوی و تدریب الراوی وغیرہا میں ہے بلکہ امام نووی نے مجہول العین کا قبول بھی بہت محققین کی طرف نسبت فرمایا مقدمہ منہاج میں فرماتے ہیں :

المجهول اقسام مجہول العداۃ ظاہراً و باطناً ، و مجہولہا باطناً مع وجود ظاہر او ہو المستور ، و مجہول العین ، عامداً الاول فالجہود علیہ لا یحتج بہ ، و اما الاخری فاحتج بہا کثیروں من المحققین

مجہول کی کئی اقسام ہیں ، ایک یہ کہ راوی کی عدالت ظاہر باطن میں غیر ثابت ہو ، دوسری قسم عدالت باطن بخون مخزن ظاہراً معلوم ہو ، اور یہ مستور ہے ، اور تیسری قسم مجہول العین ہے ، پہلی قسم کے بارے میں مجہور کا اتفاق ہے کہ یہ قابل قبول نہیں اور دوسری دونوں اقسام سے اکثر محققین استدلال کرتے ہیں ۔ (نت)

بلکہ امام اجل عارف باللہ سیدی ابوطالب مکی قدس سرہ الملکی اسی کو فقہائے کرام و ادیبائے عظام قدس سرہ ابراہیم کا مذہب قرار دیتے ہیں ۔ کتاب مستطاب طلیل القدر عظیم الفزقوت العلوب فی معادۃ المحبوب کی فصل اس میں فرماتے ہیں :

بعض ما یضعف بہ رواۃ الحدیث و تعلل بہ حدیثہم لیکون کسراً لا یرجح عند الفقہاء ولا عند العلماء ، باللہ تعالیٰ مثل ان یکون الراوی مجہولاً ، لایثربہ الخمول و قد مدب الیہ ، و ثقلة الاتباع لہ اذ لہ یقسم لہم الاثرۃ عندہ

یعنی بعض وہ باتیں جن کے سبب راویوں کو ضعیف اور رک سبب شوب و خفیہ صیح کہ دیا جاتا ہے ، فقہاء و علماء کے نزدیک باعث ضعف و جرح نہیں ہوتیں جیسے راوی کا مجہول ہونا اس لیے کہ اس نے گناہی پسند کی کہ خود شرح مطہر نے اس کی ترقیب فرمائی یا اس کے شاگرد کم بڑے کہ لوگوں کو اس سے روایت کا اتفاق نہ ہوا ۔

بہر حال نزاع اس میں ہے کہ جہالت سرے سے وجہ غلطی سے بھی ہے یا نہیں ۔ یہ کوئی نہیں کہتا کہ جس حدیث کا راوی مجہول ہو تو ای نثر ای باطل و مجہول ہو ، بعض قسہ دین نے اگر دعوے سے قاصر دلیل ذکر بھی کی علماء نے فوراً رد و ابطال فرمادیا کہ جہالت کو وضع سے کیا علاقہ ، مولانا علی قاری رسالہ فصائل نصف شعبان فرماتے ہیں :

سہ مقدمہ للامام النووی من شرح صحیح مسلم مطبوعہ تحریکی کتب خانہ کراچی ص ۱۷
سے قوت العلوب فصل الحدادی والثلثون باب تفضیل الاخبار مطبوعہ دار صادر بیروت ۱۷۷/۱

جہالت بعض الرواۃ لا تقتضی کون الحدیث
موضوعاً وکذا انکاره الا لعاطف، فیہی فی ان
یحكم علیه یاہ ضعیف، ثم یعمل
بالضعیف فی فضائل الاعمال۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں امام ابن حجر مکی سے نقل فرمایا، فیہ مراد ما جہول، ولا یضرب لہ من احادیث
المصنوع (اس میں ایک راوی جہول ہے اور کچھ نقصان نہیں کہ یہ حدیث تو فضائل کی ہے)
موضوعات کبیر میں استاذ لہثین امام زین الدین عراقی سے نقل فرمایا، انہ ثلثیں موضوع وفی مسندہ
مجهول (یہ موضوع نہیں اس کی سند میں ایک راوی جہول ہے)
امام ہرالدین زرکشی پیر امام محقق جلال الدین سیوطی لانی مضموم میں فرماتے ہیں،

لو ثبتت جہالتہ لویمن ما ینکون الحدیث موضوعاً
مالم یکن فی اسنادہ من یتہم بالوضوع۔
یعنی راوی کی جہالت ثابت بھی ہو تو حدیث کا موضوع
ہونا لازم نہیں جب تک اس کی سند میں کوئی راوی
وضوع حدیث سے متہم نہ ہو۔

شرح ذکرہ فی باب فصل الاموال و اجابہ
النبون آخر الفصل الثانی ۱۲ منہ (۴)
شرح یرید حدیث عالم قریش یملؤ لا سرف
عنہما ۱۲ منہ (۴)
شرحہ قالہ فی حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ
عنہما فی صلوۃ التسمیۃ کہ محمد ابو العروج
بجہالتہ موسیٰ بن عبد العزیز ۱۲ منہ (۴)

نصبتہ ذان در جواب اذان کے باب کی فضیلتی کے آخر
میں اس کو ذکر کیا ہے ۱۲ منہ (۴)
حدیث قریش کا ایک عالم زمین کو علم کی دولت سے بھر دے گا
کے تحت اس کو ذکر کیا ہے ۱۲ منہ (۴)
صلوۃ التسمیۃ کے بارے میں حضرت عبداللہ ابن عباس
کی حدیث میں اس کو ذکر کیا ہے لیکن ابو العروج نے
موسیٰ بن عبد العزیز کی جہالت کی بنا پر اس کو چھوڑ دیا ہے۔

لے رسالہ فضل نصف شعبان

لے مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ باب الاذان فصل ثانی
لے الاسرار المرفوعہ فی انہار الموضوعہ حدیث ۹-۱
لے لانی مضموم صلوۃ التسمیۃ
مطبوعہ مکتبۃ ابراہیم طہقان
مطبوعہ دار المکتب العلمیۃ بیروت لبنان
مطبوعہ التجاریۃ انجمنی مصر
۱۴۱/۲
۱۵۷
۲۲/۲

یہ دونوں امام تحریک احادیث رافضیوں کی میں فرماتے ہیں :

العلیہ من الجہل بحال المرادی انیک کوہد
راوی کے مجہول الحال ہونے سے حدیث کا موضوع ہوا
الحديث موضوعاً لازم نہیں آتا۔

امام ابو الفریح ابن الجزری نے اپنی کتاب موضوعات میں حدیث عن قس بن بیت شہر بعد العشاء
لاخبرة لم تقبل له صلاة ثلاث الليلة جس نے آخری عشاء کے بعد کوئی (لفظ) شعر کہا اس کی اس رات
کی نماز قبول نہ ہوگی۔ (ت) کی یہ علت بیان کی کہ اس میں ایک راوی مجہول اور دوسرا مضطرب کثیر الخطا ہے اس
پر شیخ الحدیث امام ابن حجر عسقلانی نے القول المسد فی الہد فی الحدیث علی مسند احمد بحرہ سیوطی نے لانی و تحقیقات میں فرمایا :
لیس فی شیء مما ذکرہ ابوالفرح ما یقتضی الموضوع
یہ حدیث پر ابو الفریح نے ذکر کیا کہ ان میں ایک بھی موضوعیت
کی مقتضی نہیں۔

امام ابن حجر مکی حواشی حرقہ میں حدیث المس رمی اللہ تعالیٰ عنہ فی ترویجہ طبعہ من عنہ رمی اللہ تعالیٰ عنہ
عنہما کی نسبت فرماتے ہیں :

کونہ کذباً فیہ نظر، وانما هو خریب فی مسندہ
اس کا کذب ہونا مسلم نہیں ہاں غریب ہے اور راوی
مجہول ہے
علامہ رافضی شراح مواہب میں فرماتے ہیں :

علیہ قالہ فی حدیث وعبد تارک المصحف غلیب
ایسا بڑھ چوچ کو ترک کرنے والا ہو اگر وہ چاہے تو
یہودی یا نصرانی ہو جائے ۱۲ عنہ رمی اللہ تعالیٰ عنہ
عنہ (ت)

علیہ باب وفاة امہ وما یقتضی بابوہ علی اللہ
باب وفاة امہ وما یقتضی بابوہ علی اللہ تعالیٰ علیہ السلام
قیس اس کو ذکر کیا ہے ۲ عنہ (ت)

سہ لانی مصنفہ صلوۃ التسبیح مطبوعۃ التہذیبہ اکبری مصر ۱۸/۲
سہ کتاب موضوعات فی حدیث انتشار الشعر بعد العشاء مطبوعۃ دار الفکر بیروت ۲۹/۱
سہ القول المسد الحدیث الثانی مطبوعہ دائرة المعارف العثمانیہ حیدرآباد دکن ہند ۳۶ ص
سہ نصائح علی الخوۃ الباب الحادی عشر حنفیہ محمدیہ بیروت ۲۳ ص

قال السهيلي في اسناده مجاهيل وهو ينفيد
صحيحه فقط، وقال ابن كثير منكر جدا وصنعه
مجهول وهو ايضا صحيح في انه ضعيف فقط،
قال المنكر من قم الضعيف، ولد اقال السيوطي
به ماورد قول ابن عساکر منكر هذا حجة
لان قلته من انه ضعيف، لا موصوح، لان المنكر
من قم الضعيف، وبنه وبين الموضوع فسوق
معروف في النسخ قال المنكر ما لغيره الراوي
الضعيف مخالفا لرواياته الثقات فان استمت
كان ضعيف فقط وهي مرتبة فوق المنكر اصله
حالة منه آه مغلطاً

امام سیل کہتے ہیں کہ اس کی سند میں مجہول راوی ہیں جو اس
فقط ضعف پر ال ہیں۔ ابن کثیر نے کہا کہ بہت زیادہ منکر
ہے اور اس کی سند مجہول ہے اور یہ بھی اس بات کی
تصریح ہے کہ یہ فقط ضعیف ہے۔ کیونکہ منکر ضعف کی قسم
میں سے ہے، اسی لیے امام سیوطی نے ابن عساکر کے قول
"یہ منکر ہے" وارڈ کرنے کے بعد فرمایا یہ میرے اس قول
پر ضعیف ہے کی دلیل ہے موضوع ہونے کی نہیں
کیونکہ منکر ضعیف کی قسم ہے اس کے بعد اور حدیث موضوع
کے درمیان فی اصول حدیث میں فرق واضح اور مشہور ہے
منکر اس روایت کو کہتے ہیں جس کا راوی ضعیف ہزاروں
روایت کرنے میں منفرد اور ثقہ راویوں کے خلاف ہو یہ کزوری
اگر مسمیٰ ہو جس سے تو صرف ضعیف ہوگی اور اس کا مرتبہ منکر سے اعلیٰ سے اور اس سے حال کے لئے اس سے بہتر سے آہ مغلطاً
ظاہر ہے کہ سند میں متعدد مجہولوں کا نہایت یہ صرف ضعف کا مرتبہ حدیث
منکر سے اسن و اعلیٰ ہے جب ضعیف راوی نے ثقہ راویوں کے خلاف روایت کیا ہو، پھر وہ بھی موضوع نہیں تو فقط
ضعیف کو موضوعیت سے کیا علاقہ۔ امام سیوطی نے ان مطالب کی تصریح فرمائی و اللہ تعالیٰ اعلم۔
افق وہ سوم، حدیث متفق کا معنی، اسی طرح سند کا منقطع ہونا مستلزم وضع نہیں، ہمارے ائمہ کرام اور
جمہور علماء کے نزدیک تو اتفاق سے صحت مجتہد ہی میں کچھ محل نہیں آتا، و تحقیق کامل الدین محمد بن امام محمد بن
میں فرماتے ہیں،

ضعیف لا یقطع وهو عندنا کالایساق بعد
تکلیفی حدیث، حیاء لا یؤین، انکریمین حتی احصا
به صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۲۲ منہ (دھ)
عکس قولہ کالارسلان علی مغلطیہ وہو متہ علی اخر
دھو علی اطلاق ۱۲ منہ (دھ)

اسے اتفاق کی بنا پر ضعیف قرار دیا ہے جو کہ نقصان نہیں
یعنی وہ حدیث جس میں ہے کہ حضور کے والدین کریہین زندہ ہو کہ
آپ کی ذات پر ایمان لائے یہ اس حدیث کے تحت مذکور ہے ۱۲ منہ
قولہ کالارسلان مغلطی ایکہ تفسیر یہ اور وہ ہے کہ سند کے آخر
سے راوی ساقط ہوا اور رد و اسال انقطاع علی الاطلاق ہے ۱۲ منہ

عدالة الرواة وثقتهم لا يضر.

کہ بخبر راویوں کے عادل و ثقہ ہونے کے بعد منقطع ہمارے
نزدیک سرسل کی طرح ہی ہے۔ (دست)

امام ابن ابی شیبہ علیہ السلام فرماتے ہیں،

لا يضر ذلك فان المنقطع كالمرسل في قبوله
من الثقات.

یہ بات نقصان نہیں دیتی کہ منقطع قبریلت میں مرسل
کی طرح ہے جبکہ ثقہ سے مروی ہو۔ (دست)

مراد امامی قاری مرقاۃ میں فرماتے ہیں،

قال ابو داود و هذا مرسل اي صحيح مرسل وهو
المنقطع لكن المرسل حجة عندنا وعند
الجمهور.

ابوداؤد فرماتے ہیں کہ یہ مرسل یعنی مرسل کی قسم منقطع ہے
لیکن مرسل ہمارے اور جمہور کے نزدیک حجت
ہے۔ (دست)

ابو جواسے قاری فرماتے ہیں وہ بھی صرف مورد ضعف ہوتے ہیں نہ کہ مستند موضوعیت، مرقاۃ شریفین
میں امام ابن حجر کی سے منقول،

لا يضر ذلك في الاستدلال به ههنا لان المنقطع
عليه اول صفة الصلاة في كلامه عن رسول الله
تبارك في (الثناء) ص ۱۴۰ (د)

یعنی یہ امر یہاں کی استدلال کو معر نہیں کہ منقطع پر نفس ثل
سند منقطع و کما سند میں جہاں ثناء میں وجہ ثناء کے کہ
الثناء کے اضافہ میں کلام ہے وہی۔ مگر ذکر ہے ۱۴۰ (دست)
اس کا ذکر امام المؤمنین کی اس حدیث کے تحت ہے کہ نبی کریم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی بعض ازواج مطہرات سے
تقبیل دے جاتے تو وہ ضرر کے بغیر لڑائی نما نہ پڑھ لیتے تھے۔
۱۴۰ (دست) ص ۱۴۰ (دست)

عکسہ تحت حدیث امر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ
عہما کا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
يقبل بعض أزواجه ثم يصلي ولا يتوضوء
۱۴۰ (دست) ص ۱۴۰ (دست)

اس حدیث کے تحت اس کا ذکر ہے کہ جب تم میں سے
کوئی رکوع کرے تو وہ رکوع میں تین دفعہ سبحان اللہ
الاعظم پڑھے اس طرح اس کا رکوع مکمل ہو جائیگا۔ ترمذی نے
اسکی سند متصل نہیں تھا ابنا ابن حجر نے کہ یہ نقد میں ۱۴۰ (دست)

عکسہ تحت حدیث او رکہ احد کہ فقال لی رکوعہ
سبحان ربی للاعظیم ثلاث مرات فقد رکعہ قال
الترمذی یس استاده يستعمل فقال ابن حجر
هو لا يضر ذلك ۱۴۰ (دست) ص ۱۴۰ (دست)

۱۹/۱ مطبوعہ نوید رضویہ سکھر

سلفہ مع التقدير کتاب الطہارۃ

سلفہ علیہ اجماع
سلفہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ الفصل الثانی من باب یوجب الوضوء مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان ۱۴۳۳/۱

يعمل به في العضائل اجماعاً۔

میں تو بالا جماع عمل کیا ہوتا ہے۔

افادۂ چہارم (حدیث مضطرب بلکہ منکر بلکہ درج بھی موضوع نہیں) افتقاد تو ایک امر سل ہے جسے صرف بعض نے طعن کیا، علماء فرماتے ہیں، حدیث کا مضطرب بلکہ منکر ہونا بھی موضوعیت سے کچھ علاوہ نہیں رکھتا، یہاں تک کہ دوبارہ فضائی مقبول رہے گی۔ بلکہ فرمایا کہ درج بھی موضوع سے جدا قسم ہے حالانکہ اُس میں تو کلام غیر کا خط ہوتا ہے۔ تعقیبات میں ہے۔

المضطرب من قسم الضعیف لا الموضوع۔
مضطرب حدیث ضعیف کی قسم ہے موضوع نہیں (ت)،
اسی میں ہے،

المستتر عن غیر الموضوع وهو من قسم الضعیف۔
منکر موضوع کے علاوہ ایک دوسری قسم ہے جو کہ ضعیف کی ایک قسم ہے۔ (ت)
اسی میں ہے،

صرح ابن حلی بان الحدیث منکر فلیحسب موضوعاً۔
ابن حلی نے تصریح کی ہے کہ حدیث منکر موضوع نہیں ہوتی۔ (ت)
اسی میں ہے،

المستتر من قسم الضعیف وهو محتمل فی المعنی۔
مستتر ضعیف کی قسم ہے اور یہ فضائی میں قابل استدلال ہے۔ (ت)

عنه ذكره في حرم باب الجواز ۱۷ من (م)
عنه اول باب الاصلية ۱۷ من (م)
عنه اول باب البعث ۱۴ من (م)
عنه قاله في وان خيرا الكتاب فبحث حديث جعل قنودين ۱۲ من (م) الله تعالى عنه (م)

سنة مرقاة شرح مشکوٰۃ الفصل ثانی من باب الزکوة مطبوع مکتبۃ المدینہ لدہ ۳۱۵/۲
سنة التعقیبات علی الوفیات باب الجنازہ مکتبۃ اثریہ ساکنہ علی سٹیج پورہ ۶۲
سنة " " " باب الاطعمہ " " ۳۰
سنة " " " باب النعت " " ۵۱
سنة " " " باب المناقب " " ۶۵

اسکی میں ہے،

رأيت الذهب قال في تاس يخه هذا حديث
منكر لا يعرف الا بسند وهو ضعيف انتهى
فعلما انه ضعيف لا موصوع
اسکی میں ہے،

میں نے پڑھا ہے امام ذہبی نے اپنی تاریخ میں کہا
کہ یہ حدیث منکر ہے، یہ بشر ضعیف کے علاوہ معروف
نہیں انتہی، پس معلوم ہوا کہ یہ ضعیف موضوع نہیں۔

حضرت ابو امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ
تم صرف کا لباس پہننا اس سے تمہارے دلوں کو
حدوث ایمان نصیب ہوگی (طویل حدیث، اس میں
کئی راوی حدیث گھڑنے والا ہے، میں کہتا ہوں
کہ امام بیہقی کے شعب الایمان میں کہا ہے حدیث کا
یہ حد اس سند کے علاوہ سے معروف ہے اور کئی
نے اس میں ایسی زیادتی کی ہے جو منکر ہے اور ممکن ہے کہ
یہ کسی راوی کا کلام ہو اور انھوں نے اسے حدیث کا
صدر بنا دیا ہو انتہی، اور اس جملہ معروف کی امام حاکم
نے سند رک میں تحریر کی ہے اور یہ طویل حدیث درج
ہے موضوع نہیں۔ (ت)

حديث ابن ابي امامة رضى الله تعالى عنه عليكم
لباس الصوف تجددوا حلوة الايمان في
قلوبكم يعني الحديث بطوله فيه الكيدي وضاع
قلت، قال البيهقي في الشعب هذه الجملة
من الحديث معروفة من غير هذا الطريق،
وزاد الكيدي فيه زيادة منكورة، ويشبهه
بنيك من كلام بعض الرواة فالحق بالحدیث
انتهى، والجملة معروفة اخرج بحكم
في الاستدراك والحدیث المطول من فسد
المدرج لا الموضوع۔

افادہ پنجم جس حدیث میں راوی بالکل سہم جو وہ بھی موضوع نہیں، غیر جہالت راوی کا تو یہ
حاصل تھا کہ اگر وہ ایک یا عدالت مشکوک شخص تو معین تھا کہ غلط ہے، مبہم میں تو اتنا بھی نہیں، جیسے
حدیثی سراج، (مجموعہ ایک شخص نے حدیث بیان کی، یا بعض اصحابنا ایک رفیق نے خبر دی، پھر یہ بھی

محل ذکرہ فی آخر باب التزجید ۱۲ منہ ۱۴۱ باب التزجید کے آخر میں اس کو ذکر کیا ہے

عَلَمٌ اَوَّلُ بَابِ اللِّبَاسِ ۱۲ سرمدی اللہ تعالیٰ عنہ (م) باب اللباس کے شروع میں اس کا ذکر ہے ۱۲ منہ (ت)

سُئِلَ التَّعْقِبَاتِ عَلَى الْمَوْضُوعَاتِ بَابُ التَّزْجِيدِ مَكْتَبَةُ اَثَرِ بَرَسَانْ كُرْدِلِ بِشِيرِ نَجُورِہ ۴۳
سُئِلَ ۴۳ ۴۳ ۴۳ بَابُ اللِّبَاسِ ۴۳

صرف حرث ضعف ہے نہ کہ موجب وضع۔ امام الشافعی رحمہ اللہ نے در سالہ القوت المجتہد فی علوم
المعشر للہجاء پھر قائم الحقائق کی میں فرماتے ہیں،

لا یستحق الحدیث ان ینویہ با لوضع بل بحدود
ان سادہ لم یسم۔
صرف راوی کا نام معلوم نہ ہونے کی وجہ سے حدیث
موضوع کہنے کی مستحق نہیں ہوجاتی۔ (ت)

(تعدو طرق سے بہم کا جبر نقصان ہوتا ہے، لہذا تصریح فرمائی کہ حدیث بہم کا طرق دیگر سے جبر نقصان
ہو جاتا ہے، تعقیبات میں زیر حدیث اطلبوا الخیر عند حسان الوجہ (حسین چمرے والوں سے محبت کی
طلب کرو۔) کہ عقیل نے بطریق یزید بن ہارون قال انبا ناسیخ من قریش عن الزہری عن
عائشة رحمہ اللہ عنہا روایت کی، فرمایا،

اور وہ (یعنی ابوالفرج) من حدیث عائشہ
من طرق، فی الاول من اجل لم یسم، و فی الشافعی
عبد الرحمن بن ابی بکر الملیکی متروک، و فی
الثالث المحکمین عبد اللہ لابی احادیش
موضوعة۔ قلت عبد الرحمن لم یسم مکذوب
ثم انه لم یضرب دین بل تابعه استعمل سن
حیاش وکلاهما یجوزان ابہام الدعی فی الطریق
الاولی آھ محققاً۔

اسے اس (یعنی ابوالفرج) نے حدیث عائشہ سے
مختلف سندوں سے روایت کیا ہے، پہلی سند میں
بجملی شخص سے (نام معلوم) اور دوسری میں عبد الرحمن بن
ابی بکر الملیکی متروک راوی ہے، تیسری میں حکم بن عبد اللہ
الزہری سے اس کی حدیث موضوع ہے، میں کہتا ہوں
کہ عبد الرحمن متہم بالکذب نہیں، پھر وہ اس میں منفرد
نہیں بلکہ اسماعیل بن قیس نے اس کی متابعت کی ہے
اور ان دونوں نے اس ابہام کی کمی کا ازالہ کر دیا جو
سند اول میں تھا احصائاً۔ (ت)

(حدیث بہم دوسری حدیث کی متوی ہر کہتی ہے) بلکہ وہ خود حدیث دیگر کو قوت دینے کی لیاقت رکھتی ہے
استاذ الحقائق المجاہد پھر قائم الحقائق تعقیبات میں فرماتے ہیں،

مرجالہ ثقات الا ان فیہ مبہما لسم یسم
اس کے رجال ثقات ہیں مگر اس میں ایک راوی بہم ہے

عن بابہ الحدیث دھالامہ حثیة عرقہ
بالمغفرة ۱۲ منہ (دھ)
یہ باب الحج کہ اس حدیث کے تحت ہے جس میں ہے کہ
نبی اکرم نے عرقہ کی شام امت کے لئے بخشش کی تھا انکی ہے۔

سلف الذی المصروف فی الاحادیث الموضوعة کتاب الاباس مطبعة التعمیرة البکری مصر ۲۶۳/۶
سلف التعقیبات علی الموضوعات باب الادب والرقائق مکتبة اثریہ سالکہ علی شیخینورہ ۳۵

فہمات ثلثة فهو على شروط الصحيح ، وان كان ضعيفا فهو عاصد للمستند المذكور۔
جس کا نام سلسلہ نہیں ہے پس اگر وہ ثقہ ہے تو یہ صحیح کے
شرائط پر ہے اور اگر وہ ثقہ نہیں تو ضعیف ہے مگر
مستند گور کو تقویت دینے والی ہے۔ (ت)

افادہ ششم (ضعیف راہیان کے باعث حدیث کو موضوع کہہ دینا ظلم و جرافت ہے) مجہول
جہالت و ابہام تو عدم علم عدالت ہے اور یہاں بہت عقل شاہد کہ علم عدم ، عدم علم سے زائد ، مجہول و مبہم کا کیا معلوم
شاید فی نفسہ ثقہ ہو کما مرافعاتن الاہامین الحافظین (جیسا کہ اجماعی و حافظہ ائمہ کے حوالے سے گزرا
ہے۔ ت) اور جس پر جرح ثابت 'احتمال ساقط'۔ ولہذا محدثین و بارہ جہول زدہ قبول میں مختلف اور
ثابت الجرح کے زور پر مٹتی ہوئے۔ امام نووی مقدمہ منہاج میں ابوعلی فسانی جاتی سے ناقل:

الناقلون سبع طبقات ، ثلاث مقبولة ، وثلاث متروكة والسابعة مختلف ميةادانی قوله
ثلاث مقبولہ ، ثلاث متروکہ ، وثلث متروکہ والسابعة مختلف ميةادانی قوله
ثلاث مقبولہ ، ثلاث متروکہ ، وثلث متروکہ والسابعة مختلف ميةادانی قوله
ثلاث مقبولہ ، ثلاث متروکہ ، وثلث متروکہ والسابعة مختلف ميةادانی قوله
ثلاث مقبولہ ، ثلاث متروکہ ، وثلث متروکہ والسابعة مختلف ميةادانی قوله
ثلاث مقبولہ ، ثلاث متروکہ ، وثلث متروکہ والسابعة مختلف ميةادانی قوله

ہم یتابعوا علیہ ، فقیلہم قوم ، ودققہم
آخری ۱۱

پھر علماء کی تصریح ہے کہ مجرہ ضعف روات کے سبب حدیث کو موضوع کہہ دینا ظلم و جرافت ہے
حافظ سیف الدین احمد بن ابی الحدید پھر قدوة العہد شمس غیبی اپنی تاریخ پھر خاتم الخلفاء تعقیبات و لکھی و
تدیرب میں فرماتے ہیں ،

صنف ابن الجوزی کتاب الموضوعات فاحصا
ابن جوزی نے کتاب الموضوعات لکھی ترمذی اس میں لکھا

عن قالہ تحت حدیث من قرأہ ، نکوی و برکل
صلوة مکتوبہ لم یمنعہ من دخول الجنة
الا ان یصوت ۱۲ سر علی اللہ تعالیٰ عز (م)
یہ انصاری نے اس حدیث کے تحت کہا ہے جس شخص نے
ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھی اس کے جنت میں
داخل ہونے کو موت کے علاوہ کوئی رکاوٹ نہیں ۲ (ت)

سہ التعقیبات علی الموضوعات باب الحج مکتبہ اثریہ سالک لکھنؤ
سہ مقدمہ منہاج للہودی میں شرح صحیح مسلم مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ص ۱۷

فی ذکر احادیث مخالفۃ للنقل والعقل ، و مسا
لہ یصیب فیہ اطلاقہ الوهم علی احادیث
بکلام بعض الناس فی رواۃ ، کقولہ فلان
ضعیف اولیس بالقوی اولین ، و لیس ذلک الحدیث
مما یشہد القنب بطلانہ ولا فیہ مخالفۃ
ولا معارضۃ نکتہ ولا سنۃ ولا اجماع
ولا حجة بانه موضوع سوء کلام و نمیش
الرجل فی رواۃ و ہذا عددان و بجانہ
بات پر بحث ہے کہ یہ روایت موضوع ہے اس کے کلام کے اوپر زیادتی و کمین ہے ۔ (ت)
افادہ ہضم (ایسا غافل کہ حدیث میں دوسرے کی تلقین قبول کرے اس کی حدیث بھی موضوع نہیں)
پھر کسی کے سے ضعف کی نصیحت نہیں ، بلکہ سخت سخت اقسام جرح میں جو کہ ایک جہالت راوی سے ہر جہاں تر
ہے ایسی تصریح ہے کہ اُن سے بھی موضوعیت لازم نہیں ، مثلاً راوی کی اپنی روایات میں ایسی غفلت کہ دوسرے کی
تلقین قبول کرے یعنی دوسرا جو بات کہہ کرے یہ سب تک وہی مان لے ۔ پھر ہر کہ یہ سخت غفلت سے ناشی اور
اور غفلت کا معنی فس سے بھی بدتر اور جہالت سے تو چار درجہ زیادہ سخت ہے ، امام الشافعی نے تجزیۃ الطکر میں
اسباب طعن کی دس قسمیں فرمائی ہیں :

- (۱) کذب کہ معاذ اللہ قصداً حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پافتر کرے ۔
- (۲) تمسکت کہ کذب کہ حدیث اُس کے سوا دوسرے نے روایت نہ کی ، مخالفت قواعد وغیرہ ہو یا اپنے
کلام میں جھوٹ کا عادی جو ۔

- (۳) کثرت خلط
- (۴) غفلت
- (۵) فسق
- (۶) وہم
- (۷) مخالفت ثقات
- (۸) جہالت
- (۹) بدعت
- (۱۰) سوء حفظ

اور تصریح فرمائی کہ ہر پہلو دوسرے سے سخت تر ہے ۔

حيث قال الطعن يكون بحشرة اشیاء بعضها
اشد في القدح من بعض وترتيبها على الاشد
فالاشد في موجب امره او ملخصه

پھر علماء فرماتے ہیں ایسے خافض شدیدیہ الطعن کی حدیث بھی موضوع نہیں، اور آخر تعقیبات میں ہے،
یہ یرید بن ابی شیبہ وکان یلقن فیستن، قلت
هذا الا یقتضی المحکم بوجہ حدیثہ

(افادہ) ششم (منکر الحدیث کی حدیث بھی موضوع نہیں، یوں ہی منکر الحدیث، اگرچہ یہ حسب راج
امام اجل محمد بن اسماعیل بخاری علیہ رحمۃ الہی سنی فرمائی ہو حالانکہ وہ ارشاد فرما چکے کہ میں جسے منکر الحدیث کہوں
اُس سے روایت مائل نہیں، میزان الاعتدال امام ذہبی میں ہے،

نقل ابن القطان اب البخاری قال کل من
قلت یہ منکر الحدیث فلا تحل الروایۃ عنہ
ابن القطان نے نقل کیا ہے کہ امام بخاری نے فرمایا
ہر وہ شخص جس کے بارے میں منکر الحدیث کہوں
سے روایت کرنا جائز نہیں۔ (د)

علہ کا نہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کام یتورج
من اطلاق الف ظاہر یدۃ مخرجة انیکوت
بعضہ من باب شتم الامراض وقد وحسب
الذہب عن الاحادیث خاصطہ علی هذا
جسمابین الامیین ۱۲ من (د)
علہ ذکرہ فی ابان بن جبلة الکوفی ۱۲ من (د)

گویا امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سنت الفاظ کے
استعمال سے پرہیز کرتے تھے تاکہ کسی کی عزت وری
لازم نہ آئے حالانکہ احادیث کی مخالفت وفاق لازم
ہے لہذا دونوں امور کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ اصطلاح
استعمال کی ہے ۱۲ من (د)
ابان بن جبلة الکوفی کے ترجمہ کے تحت اس کو
ذکر کیا ہے ۱۲ من (د)

سہ شرح تجرید الفکر بحث المرسل الخفی مطبوعہ مطبع علمی اندرون لوداری درہ ازہ لاہور ص ۵۴
رہ تعقیبات باب المناقب مکتبہ اشرفیہ سائنس لکھنؤ، شیخ پور ص ۵۸
سہ میزان الاعتدال فی ترجمہ ابان بن جبلة الکوفی مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱/۶

اردی عبارات الجرح ، و جالی کذاب ، او وصاح
یضم الحدیث ثم متهم بالکذب و متفق علی
ترکہ ، ثم متروک الاثر

امام شافعی تقریب التہذیب میں ذکر کرتے ہیں کہ

العاشر ، من لم یوثق بالثبت وضعفہ ذلك
بقلاص و البیہر الاثر بمتروک او متروک
الحدیث او واهی الحدیث او ساقط ، الحدیث
عشر ، من اتهم بالکذب اثنا عشر ، من
اطلق علیہ لیسلم الکذب والوضع

اس پر بھی علماء نے تصریح فرمائی کہ متروک کی حدیث بھی صرف ضعیف ہی ہے موضوع نہیں ، امام ابن حجر
اثر العشر پھر قائم الفاظ لائی میں فرماتے ہیں ،

ترجمہ ابن حبان و تبعہ ابن الجوزی ان حدیث
المتن موضوع ، و لیس کما قال ، فان الراوی
وان کان متروکا عند اکثر ضعیف عند البعض
فہو نسب لوصف آہ مختصرا

علی فی التوحید تحت حدیث ابن عدی ان اللہ
عز وجل قدر اطلہ و لیس قبل ان یخلق آدم
الحدیث ۱۲ (۴)

سہ میزان الاعتدالی مقدّمہ کتاب
سہ تقریب التہذیب
سہ الاثر الموضوعة کتاب التوحید

۴/۱

ص ۳

۱۰/۱

مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت

مطبع فاروقی دہلی

التماریۃ النکیرے مصر

تذریل یہ ارشادات قویہ سے ائمہ کرام رحمہ اللہ تعالیٰ کے حقے، ایک قولی و دہائیہ کے نام شوکانی کا بھی لیجئے، موضوعات ابو لفرح میں یہ حدیث کہ جب مسلمان کی عمر پانچ برس کی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ جنوں و جذام و برص کو اس سے پھیر دیتا ہے اور پانچ سال والے پر حساب میں نرمی اور ستائیس برس والے کو توبہ و عبادت نصیب ہوتی ہے، ہفتاد سال کو اللہ عزوجل اور اُس کے فرشتے دوست رکھتے ہیں، اسی برس والے کی نیکیاں قبول اور برائیاں معاف، نوے برس والے کے سب گناہ کچھل گناہ مغفور ہوتے ہیں، وہ زمین میں اللہ عزوجل کا قیدی کہلاتا ہے اور اپنے گھر والوں کا شیعہ کیا جاتا ہے، بطریق حدیدہ روایت کر کے اُس کے راویوں پر طعن کئے کہ یوسف بن ابی ذر راوی مناگیر نسبی ہے اور فرخ ضعیف منکر الحدیث کہ وہ اسی حدیثوں کو صحیح سندوں سے طاہریتا ہے اور محمد بن عامر حدیثوں کو کلیل و ساقا ثقات سے وہ روایتیں کرتا ہے جو اُن کی حدیث سے نہیں اور عمر بن زکریا و عبد بن حباب مستحق ترک و مرغزہ کو کبھی بن معین نے ضعیف بتایا اور ابوالحسن کوئی مجہول اور حدیث ضعیف ہے۔ شوکانی نے ان سب مقدموں کو نقل کر کے کہا:

هذا بقية ما بهدي ابن الجوزي دليل على ما حكم به من الوضع، وقد اضرط وجوه فليس مثل هذه العقالات توجب احكام ما وضعه بل قد حوالا الحديث ان يكون حسنا لغيرة - انتهى

یعنی ابن جوزی نے جو اس حدیث پر حکم وضع کیا اُس کی دلیل میں انتہا و حد یہ طعن پیدا کیے اور بے شک وہ حد بڑے اسے اور یہاں کو کام میں لائے کہ ایسے طعن حکم وضع کے موجب نہیں بلکہ کم درجہ عالی اس حدیث کا یہ ہے کہ حسن لغیرہ ہو۔

والله الهادي الى صبيح الهدى -

افادہ دوم (موضوعیت حدیث کی نکتہ ثابت ہوتی ہے) غرض ایسے وجوہ سے حکم وضع کی طرف راہ چاہنا محسوس ہے۔ ان موضوعیت یوں ثابت ہوتی ہے کہ اس روایت کا مضمون (۱) قرآن عظیم (۲) یا سبقت متواترہ (۳) یا جماعی قطع قطعیات اولہ (۴) یا عقل حریج (۵) یا حسن صیح (۶) یا تاریخ قضیہ کے ایسے فی الواقع ہو کہ احتمال تاویل و تطبیق نہ رہے۔

(۷) یا مسمی شیعہ و قبیح ہوں جن کا مدور حضور زور صلوات اللہ علیہ سے منقول نہ ہو، جیسے معاذ اللہ کسی فساد یا ظلم یا عبث یا سطر یا مدعا باطل یا ذم حق پر مستعمل ہونا۔

(۸) یا ایک جماعت جس کا عدد حد تواتر کو پہنچے اور ان میں احتمال کذب یا ایک دوسرے کی تقلید کا نہ رہنے کی

کذاب و بطلان پر گواہی مستند الی اللہ وسے۔

(۹) یا بجز کسی ایسے امر کی ہرگز اگر واقع ہوتے تو اس کی نقل و خبر مشہور و مستفیض ہو جاتی، مگر اس روایت کے سوا اس کا کہیں پتا نہیں۔

(۱۰) یا کسی حقیر محل کی عزت اور اس پر وعدہ و بشارت یا حنفیہ امر کی مذمت اور اس پر وعید و تہدید میں ایسے لیے چوڑے مبالغے ہوں جنہیں کلام مجز نظام نبوت سے مشابہت نہ رہے۔ یہ دس صورتیں تو صریح طور و ضوابط وضع کی ہیں

(۱۱) یا یوں حکم وضع کی جاتا ہے کہ لفظ دیکھ و نہایت ہوں جنہیں سمیع دفع اور طبع منع کو سہ اور ناقص مدعی ہو کہ یہ بیہنہ الفاظ کو نہ حضور اقصیٰ، عرب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں یا وہ محل ہی نقل بالمعنی کا نہ ہو۔

(۱۲) یا ناقص لافضی حضرات اہلبیت کرام علیہم السلام کے فضائل میں وہ باتیں روایت کئے جو اس کے غیر سے ثابت نہ ہوں، جیسے حدیث،

لحدیث محسن و مملک دمی (تیرا گوشت میرا گوشت، تیرا خون میرا خون۔ ت)

اقول انصافاً یوں ہی وہ مناقب امیر معاویہ و مسعود بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہ صرف فراموشی کی روایت سے آئیں کہ جس طرح وہ نفس نے فضائل میر کو بیان و ہل بیت کا ہر بن رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں قرب میں لاکھ حدیثوں کے وضع کیں کہ نص علیہ الخ فظ ابو یعلیٰ والی فظ الحمیدی فی الاحسن شاذ (جیسا کہ اس پر ملاحظہ ہو) اور حافظ طویل نے ارشاد میں تصریح کی ہے۔ ت) یعنی فراموشی کے مناقب امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں حدیثیں گھڑیں کہا ارشاد ایہ الامام الذباب عن المسند احمد بن حنبل بن رحمہ اللہ تعالیٰ (جیسا کہ اس کی طرف امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ نے دہنائی فرمائی جو سنت کا ذخیرہ کرنے والے ہیں۔ ت)

(۱۳) یا قرنی حالیہ گواہی دے رہے ہوں کہ یہ روایت اس شخص نے کسی طبع سے یا غضب وغیرہما کے باعث بھی گھڑ کر پیش کر دی ہے جیسے حدیث سبق میں زیادت جناح اور حدیث ذم صلحین اطفال۔

(۱۴) یا تمام کتب و تصانیف اسلامیہ میں استقرائے نام کیا جائے اور اس کا کہیں پتا نہ چلے یہ صرف اہل حق و اہل حق کا کام تھا جس کی یہ قوت صد ہا سال سے معدوم۔

(۱۵) یا راوی خود اقرار و ضعیف کرے خواہ مراد خواہ ایسی بات کہے جو مختزلہ اقرار ہو، مثلاً ایک شیخ سے بلاد اسطہ

عنہ روایت لا انتوا ولا یعتبر الا فی الحسیات

میں نے اس کا اضافہ کیا کہ چونکہ تو اتر کا اعتبار حسیات کے علاوہ میں نہیں ہوتا جیسے کہ انہوں نے انہوں میں اس کی تصریح کی ہے ۱۲ منہ (ت)

کہما نصوا علیہ فی الاحادیث ۱۲ منہ (ت)

مذہبی سماع روایت کرے، پھر اُس کی تاریخ وفات وہ بتائے کہ اُس کا اس سے سننا معقول نہ ہو۔

یہ پندرہ باتیں ہیں کہ شاید اس عجیب و غریب کے ساتھ اس سطور کے سوانہ طبع و لوبسطنہ العقول سے مکن صورت نظام انکلاہ و تقاضی المرام، و لسانہا لک نصہد و دلک (تخریم پر ایک صورت پر تفصیل گفتگو کریں تو کلام طویل اور متعدد ہو جائے گا لہذا ہم یہاں اس کے درپے نہیں ہوتے۔ ت)

شہد اقول (پھر میں کہتا ہوں۔ ت) رہا یہ کہ جو حدیث ان سب سے خالی ہو اس پر حکم وضع کی رخصت کس حال میں ہے، اس باب میں کلمات علماء کے گرام تین طرز پر ہیں،

(۱) انکار محض یعنی جہ امور مذکورہ کے احکام وضع کی راہ نہیں اگرچہ راوی وضاع کذاب ہی پر اُس کا مدار ہو، امام ترمذی نے فتح المغیث شرح العیۃ الحدیث میں اسی پر جزم فرمایا، فرماتے ہیں،

مجرد نفرد الکذاب بل الموضوع ولو کان بعد الاستقصاء فی التفتیش من حافظ متبحر تام الاستقراء خیر مستلزم لدلالت بل لا یجد معہ من لصاح شئی مما ساقی۔
یعنی اگر کوئی حافظ ضعیف، المقدر کہ علم حدیث میں دیا اور اس کی تلاش کامل و محید ہو، تفتیش حدیث میں استقصائے تام کرے اور بائینہ حدیث کا پائیک دلوئی کذاب بلکہ وضاع کی روایت سے جہ اکہیں ملے

تاہم اس سے حدیث کی موضوعیت رزم نہیں آتی، یہ ایک امور مذکورہ سے کوئی امر اس میں موجود ہو۔ (ت) مولانا علی قاری نے موضوعات کبیر میں حدیث ابن ماجہ دربارہ اتحاذ وجاہ کی نسبت نقل کیا کہ اُس کی سند

میں علی بن عروہ دمشق ہے، ابن حبان نے کہا، وہ حدیثیں وضع کرتا تھا۔ پھر فرمایا، والذہ انت الحدیث ضعیف لا موضوع (ظاہر یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے موضوع نہیں) حدیث فضیلۃ مصقلان کا راوی ابو عقال بدل بن زید ہے، ابن حبان نے کہا وہ اُس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موضوعات روایت کرتا وہ مسند ابن الجوزی نے اُس پر حکم وضع کیا۔ امام انشان حافظ ابن حجر نے قول مسند پھر قائم الخفا نے لائی میں فرمایا:

هذا الحدیث فی فضائل الاعمال والتعلیص علی الرواط، و لیس فیہ ما یجیل الشروع ولا العقل، فالحکم علیہ بالبطال بجمہود کونہ من روایۃ ابی عقال لایتبعہ، وطریقۃ الامام احمد معروفة فی القاضی فی۔
یہ حدیث فضائل اعمال کی ہے، اس میں مردار الحوب پر مگر ڈسے باندھنے کی ترغیب ہے اور ایسا کوئی امر نہیں ہے شرع یا عقل محال، نے تو صرف اس بتا پر کہ اس کا راوی ابو عقال ہے باطل کہہ دینا نہیں بتا، امام احمد کی روش معلوم ہے کہ قاضی فضائل

احادیث انفصائل دون احادیث الاحکام۔
یعنی تو اسے درج مستند فرماتا کچھ معیوب نہ ہوا۔
میں نرمی فرماتے ہیں نہ احادیث احکام میں۔ (ت)

(۲) کذاب وضاع جس سے عدا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر محاذ اللہ برہان وافر کرنا ثابت ہو، صرف ایسے کی حدیث کو موضوع کہیں گے وہ بھی بطریق حق نہ ہو جو یقین کر بڑا جھوٹا بھی کبھی سچ ہوتا ہے اور اگر قصداً افتر اس سے ثابت نہیں تو اس کی حدیث موضوع نہیں اگرچہ تم کذاب وضاع ہو، یہ مسلک انام الشان وغیرہ علماء کلاس ہے، تجربہ و تہرب میں فرماتے ہیں،

اللعن ابا انیکون لکذب الراوی بان یروی عہ
ما لم یقلہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم متھذ الذلک
اولہم متھذ بذلک، الاول هو الموضح، والحکمہ
علیہ بالوضع، نما هو بطریق النسخ الذ لیسب
لا بالنقطع، اذ قد یصدق الکذب، والثانی
هو المتروک، ملقطاً

طعن یا تو کذاب راوی کی وجہ سے ہو گا مثلاً اس نے
عدا اپنی بات روایت کی جو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم نے نہیں فرمائی تھی یا اس پر ایسی تہمت ہو۔
پہلی صورت میں روایت کو موضوع کہیں گے اور اس پر
وضع کا حکم یقینی نہیں بلکہ بطور ظن غالب ہے کیونکہ بعض
اوقات بڑا جھوٹا بھی سچ ہوتا ہے، اور دوسری صورت
میں روایت کو متروک کہتے ہیں احصیاً۔ (ت)

یہی نام کتاب الاعتبار فی تیزر السامیہ میں حدیث اب الشیطان یحب الحمرة ذیاکم والحمرة ذلک ثوب
یہ شہرہ (شیطان سرخ رنگ پسند کرتا ہے تم سرخ رنگت سے بچو اور ہر اس کپڑے سے جس میں شہرت ہو۔ ت)
کی نسبت فرماتے ہیں،

قال المجور قانی فی کتاب الا باطلیل ہذا حدیث
یظن و سنادہ منقطع کذا، قال وقولہ باطل
مردود فان ابایکر المحدث فی لم یوصف بالوضع
وقد وافقہ سعید بن بشیر، وامت زاد فی

جو زقانی نے کتاب الا باطلیل میں کہا کہ یہ روایت باطل
ہے اور اس کی سند میں انقطاع ہے۔ اسی طرح
انھوں نے کہا اور ان کا باطل کن مردود ہے کیونکہ جوکر
ہذل وضاع نہیں اور اس کی سعید بن بشیر نے تصدیق

عن ذکری فی ترجمۃ سلف من یرید الشفۃ (۳)، واقعہ یہی زیادتی تھی کہ ترجمہ میں اس کا ذکر کیا ہے ۱۷ مرتبہ

راہ القول المسند الحدیث الثانی مطبوعہ مطبعہ مجلس دارۃ المعارف العثمانیہ حیدرآباد دکن ہند ص ۳
مکمل شرح تجرید الفکر من زہد المنظر بحث الطعن مطبوعہ مطبعہ علمی لاہور ص ۵۴ تا ۵۹

بزرگوار بقول فقال هو موضوع كما قال الذهبي
 و غیرہ۔
 اور توہم کی جتنی شخص کی طرف جس نے طع کا رہی سے
 دھوکا کھایا اور کہا کہ یہ موضوع ہے جیسا کہ ذہبی وغیرہ
 نے کہا۔ (د ت)

اسی میں بعد کلام مذکور ہے :
 اور اس کا اسناد عام فقہیہ کذاب اور ضعیف
 خدیجہ موضوع وان کان ضعیفاً خال حدیث
 ضعیف ہے تو روایت صرف ضعیف ہوگی۔ (د ت)

انہیں ابن علی بن خنیس نے حدیث ثلثہ یس لہم حیاة الہمد والحمد والفرح (تین شخص کی
 حیات درم نہیں جس کی کچھ میں تکلف ہے جس کو چھوڑا اٹھ آئے اور واڑھ در دوائے کی۔ ت) کو مرفوعاً روایت کیا
 اور یحییٰ بن ابی کثیر پر موقوف رکھا، قسدت طعن کے ساتھ مخالفت ادا کی تھی حدیث کو منکر بھی کر دیا اور لہذا
 یحییٰ نے موقوف کو "هو الضعیف" (وہ ضعیف ہے) بتایا، امام حافظ نے فرمایا :

تصحیحہ وقعہ لایوجب الحکم بوضعیہ
 اذ مسئہ وان کان ضعیفاً لایحرم بکذب
 فخرہ ابن الجوزی بوضعیہ وہم امر فاضلہ
 الزرقانی قبیل ما مر۔
 اس کی تصحیح اس کا موقوف ہونا ہے جو کہ اس کے
 موضوع پر ہے کہ تین شخص کی حیات کی کہ اگرچہ ضعیف
 ہے نہیں اس پر کذب کا طعن نہیں، لہذا ثابت ہوا
 کہ ابن خنیس کا ان کو موضوع قرار دینا وہم ہے اور
 اسے امام زرقانی نے پہلی حدیث سے کچھ پہلے نقل
 کیا ہے۔ (د ت)

امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غیثہ منور عباسی سے ارشاد کہ اپنا منہ حضور پر نور شافع یرم الفتنہ من قبلہ
 تعالیٰ علیہ وسلم سے کیوں پھیرتا ہے وہ تیرا اور تیرے باپ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اللہ عزوجل کی بارگاہ میں وسیلہ
 ہیں ان کی طرف منکر اور ان سے شفاعت مانگ کہ اللہ تعالیٰ ان کی شفاعت قبول فرمائے گا، جسے اکابر ائمہ
 نے باسانید قویہ مقبول روایت فرمایا، ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ ان حدیث الحکایہ کذب علی ما ملک

شعہ شرح الزرقانی علی الواہب، الفصل الاول من المقصد الثامن فی طبع علی علیہ وسلم مطبوعہ مطبعہ عامہ مصر ۵۹/۲

۱۰
 ۱۱
 ۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

۵

۵

(۱) اس واقعہ کا نام مالک سے نقل کرنا جھوٹ ہے۔ (ت) علامہ زرقاتی نے اُس کے رد میں فرمایا،

هذه ايقاظ عجيب، فان الحكاية دولها ابو الحسن بن جهرى كناية فضائل مالك باسناد لا بأس به، واخرجها القاضي عياض في انشاء من طريقه عن شيوخ عدة من ثقات مشايخه فمن اين امكن كذب وليس في اساده وضاع ولا كذاباً

یہ بہت بڑی زیادتی ہے کیونکہ اس واقعہ کو شیخ ابوالحسن بن جہری نے اپنی کتاب فضائل مالک میں ایسی سند کے ساتھ نقل کیا ہے جس میں گزردی نہیں اور اسے قاضی عیاض نے شفا میں متعدد مشائخ کے واسطے سے اس سند سے بیان کیا ہے لہذا اسے جھوٹا کیسے قرار دیا جاسکتا ہے؟ حاکم کا اسکی سند میں نہ کوئی راوی وضاحت ہے اور نہ ہی کذاب۔ (ت)

افادہ نهم میں شام، الشان و امام قائم الحق نکاح ارشاد گزرا کہ راوی متروک کسی کی ہے اُسے وضع تو نہ کیا۔ امام آخر کا قول گزرا کہ سکر ضعیف کسی اس پر طعن کذب تو نہیں، نیز تحقیقات میں فرمایا،

لعمري جرح بکذب فلا يبره انيكون حديثه موضوعا. اس پر کذب کا طعن نہیں لہذا اس کی روایت کا موضوع ہونا لازم نہیں آتا۔ (ت)

(۲) بہت علماء جہاں حدیث پر سکر دشمن تھے جہاں حدیث پر مذہب کے ساتھ تحت کذب بھی شامل فرماتے ہیں کہ یہ کہیں نہ موضوع ہو سکتی ہے مگر انہد اس کا کوئی راوی نہ کذاب ہے نہ سہم یا کذب۔ کبھی فرماتے ہیں کہ موضوع تو سبب ہوتی کہ اس کا راوی سہم یا کذب ہو یا جہاں ایسا نہیں تو موضوع نہیں۔ افادہ دوم میں امام زرکشی و امام سیوطی کا ارشاد گزرا کہ حدیث موضوع نہیں ہوتی بہت کم راوی سہم یا موضوع نہ ہے۔ افادہ پنجم میں گزرا کہ ہر طرح کا ایسی متروک ہے و تحقیقات میں فرمایا متہم کذب تو نہیں۔ افادہ نهم میں اسی دونوں کے قول گزرا کہ راوی متروک کسی متہم یا کذب تو نہیں۔ میں امام خاتم افغانی کے پاس گزرا کہ راویوں کے مجمل، مجروح، کثیر القتل، متروک ہونے سب کے یہی جواب دیے۔ نیز تحقیقات میں ہے،

عليه المقصد لعاشر الفصل الثاني في من يراة قبله لم يبره ان الله تعالى عليه وسلم ۱۲

باب فضائل القرآن ۱۲

باب البعث ۱۲

باب فضائل القرآن ۱۲

باب البعث ۱۲

سنة شرع الزرقاني على المراسم الفصل الثاني في المقصد العاشر

سنة التقنيات على الموضوعات باب فضائل القرآن

مطبوعه مطبعة عامه مصر

مكتبة الخيرية سائر كبري

اس حدیث کی سند میں حسن بن قرقہ کوئی شے نہیں ہے۔ میں
گستاخوں کو یہ قسم یاد کذب نہیں، زیادہ سے زیادہ یہ
حدیث ضعیف ہے۔ (ت)

اس حدیث کی سند میں حماد اور بشر دونوں ضعیف ہیں
میرے نزدیک اس حدیث پر وضع کا حکم نافذ کرنا محض نظر
سہہ ہے کیونکہ ان دونوں میں سے کسی پر بھی کذب کی تہمت نہیں ہے۔

حدیث "علم حاصل کرو اگرچہ میں جانا پڑے" اس کی سند
میں ابو حاتم مکرر حدیث ہے میں گستاخوں اس پر کذب
اور تہمت کا طعن نہیں ہے۔ (ت)

اس حدیث کی سند میں حماد ہے لہذا یہ قابل استدلال
نہیں ہے، نیز بن حجر کہتے ہیں کہ اس کی اعتبار سے بخت
کی ہے اور آئینہ مصحف میں حماد کے مثل ہے لیکن
میرے علم میں کوئی ایسا نہیں جس نے اس پر کذب کی
تہمت لگائی ہو۔ (ت)

علامہ زرقانی نے شرح تراجم میں حدیث عالم قریشی سے منقول الادب علماء (عالم قریشی زمین کو علم سے
مہر دے گا۔) کی نسبت فرمایا: کیف یتصورہ صحیحہ ولا کذاب فیہ ولا تہتمل اس کا موضوع ہونا

باب التوحید کے آخر میں اس کا ذکر ہے (۱۲۷) (ت)
باب العلم کی ابتدا میں اس کا ذکر ہے (۲) (ت)

عہد آخر التوحید ۱۲۷

عہد اول العلم ۱۲۸

عہد اول باب البعث

۱۔	التعقیبات علی الموضوعات	باب البعث	مکتبہ اثریہ سالنگرہ مل	۵۳
۲۔	التعقیبات علی الموضوعات	باب التوحید	"	۳
۳۔	"	باب العلم	"	۴
۴۔	"	باب البعث	"	۵
۵۔	شرح الترمذی علی التوحید	باب المقصدات	مطبوعہ بیروت مصر	۲۵۵

حدیث فیہ حسن بن قرقہ قدیس یعنی، قلت۔ لو
یتکم کذب، و اکثر ما فیہ اذ الحدیث
ضعیف ہے۔

اس میں ہے

حدیث: لیہ عطیۃ العونی وبشر بن عمارة
ضعیفان قلت: فی الحکم بوضعہ نظر فلم
یتھم واجد منھما بکذب ہے۔

اس میں ہے

حدیث: طبرانی الحدیث والقبیل، فیہ ابو حاتم
منکر الحدیث "قلت" لو یجرم بکذب ولا تہتمل۔

اس میں ہے

حدیث فیہ حماد لا یحتج بہ قال العاصم
ابن حجر تابعہ اعلم واعلم سببہ بعد مرۃ
فی تصحیف، لکن لم اس من اتھمہ بالکذب ہے۔

کیونکہ مقصود یہ تھا کہ نہ اس میں کوئی کذاب نہ کوئی مستہم۔

بآئندہ اس قدر پر اجماع متحقق ہے کہ حدیث جب اُنی وائل و قرآن طبعہ وغالبہ سے خالی ہو اور اُس کا مدار کسی مستہم یا کذاب پر نہ ہو تو ہر کسی طرح اُسے موضوع کنا ممکن نہیں جو غیر اس کے حکم یا وضع کردہ یا مستہم و مفراط ہے یا منقطع یا غلط یا متعصب معطل و اللہ اعلم و علیہ اعتمادی۔

افادہ یازدہم (۱) بار یا موضوع یا ضعیف کنا صرف ایک سند خاص کے اعتبار سے ہوتا ہے نہ کہ اصل حدیث کے جو حدیث فی نفسہ ان پندہ و لائل سے منزہ ہو محدث اگر اُس پر حکم وضع کرے تو اس سے نفس حدیث پر حکم لازم نہیں بلکہ صرف اُس سند پر اُس وقت اُس کے پیش نظر ہے، بلکہ بار یا اسانید و ہدیہ حاضرہ سے فقط ایک سند پر حکم مراد ہوتا ہے یعنی حدیث اگرچہ فی نفسہ ثابت ہے، مگر اس سند سے موضوع یا باطل اور دعوت موضوع بلکہ انصافاً ضعیف ہے جس کی یہ حاصل حاصل، نیز حدیث نے ان مطالب کی تصریح فرمائی کہ کسی سالم کا حکم وضع یا ضعف دیکھ کر خواسی نخواستہ یہ سمجھ لینا کہ اصل حدیث باطل یا ضعیف ہے، ناواقفوں کی فہم بخت ہے، میرزاں الاشدال امام ذہبی میں ہے،

ابراہیم بن موسیٰ المروزی عن صالح بن قاضی
عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حدیث طلب
احمد فریضۃ "قال احمد بن حنبل" هذا
کذب" یعنی بهذا الاسناد والاکال المتفق
له طرق ضعیفۃ۔
ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روای ہیں کہ امام احمد
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو حدیث طلب العلم فریضۃ
کو کذاب فرمایا اس سے مراد یہ ہے کہ خاص اس سند
سے کذاب ہے اور نہ اصل حدیث تو کئی سندوں صحاح
سے وارد ہے۔ (ت)

امام شمس الدین ابو الخیر محمد محمد بن ابی الخیر
حسن حصین شریف میں جس کی نسبت فرمایا، فلیعلم انہ ارجوا ان یکون جمیع حایہ ضعیفۃ (معلوم رہے کہ
میں امید کرتا ہوں کہ اس کتاب میں جتنی حدیثیں ہیں سب صحیح ہیں) حدیث کا حکم دین مرویہ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے صحابہ میں جلیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ تعزیت نامہ ارسال فرمایا کہ کہ، "موردا علی قاری علیہ رحمۃ الہامی

اُنس کی شرح ترزئین میں لکھتے ہیں،

ابن جوزی نے تعریض کی ہے کہ یہ روایت موضوع ہے "میں
لکھا ہوا ممکن ہے اس مذکورہ سند کے اعتبار سے
ان کے نزدیک موضوع ہو۔ (ت)

صروح ابن الحوزی ہاں هذا الحديث موضوع
قلت "يمكن سيكون بالنسبة الى استاده المذکور
عنده موضوعاً"

اسی طرح ترزئین میں ہے، نیز موضوعات کبیر میں فرماتے ہیں،

جس کے موضوع ہونے میں محدثین کا اختلاف ہے
قر میں نے اس حدیث کا ذکر اس خطہ کے پیش نظر
ترک کیا کہ ممکن ہے یہ ایک سند کے اعتبار سے
موضوع ہو اور دوسری سند کے اعتبار سے صحیح ہو۔ (ت)

ما اختلفوا في انه موضوع تركت ذكره للحذر من
الخطر لاحتمال ان يكون موضوعاً من طريق
وصحيحاً من وجه آخر (ت)

علامہ نزہتی حدیث ایسا ہے ابن کریمین کی نسبت فرماتے ہیں،

سبیل نے کہلے کہ اس کی سند میں راوی بھول ہیں جس
کے قصہ ضعف بڑا ہے اور اس بات کی تصدیق
آئمہ میں درستی ہے کہ سبیل اور اس کی حدیث
کے ساتھ لغویت ہے اور یہ محبت حدیث کی توجیہ کے
منافی نہیں کیونکہ اس کی مراد اس سند کے علاوہ ہے
اگر وہ موجود ہو ورنہ نفس الامر کے اعتبار سے یہ کفر ضعف
ذیرو کا حکم ظاہر میں ہوتا ہے۔ (ت)

قال السهيلي ان في استاده مجاهد : هو
يفيد ضعفه فقط ، وبه صرح في موضع آخر
من الروي وايد به حديث ولا ينفرد
توجيه صحته لان مراده من غير هذا
الطريق ان وجد ، اوفي نفس الامر كانت
الحكم بالضعف وغيره انما هو في الظاهر

اور شیخ حدیث "صلاة يسواك خير من صبعين صلاة بغير يسواك" (مسراک کے ساتھ نماز
بے مسراک کی شستر نمازوں سے بہتر ہے) ابونعیم نے کتاب السواک میں دو جہد صحیح سندوں سے روایت کی،
امام ضیاء اللہ سے صحیح ہے اور احکام نے صحیح مستحکم میں داخل کیا اور کہا مشرک مسلم پر صحیح ہے۔ امام احمد ابن حنبلہ
حدیث ابن ابی اسامہ و ابی یعلیٰ و ابن عدی و یزار و احکام و بیہقی و ابونعیم و غیرہ اہل علمین نے بطریق مدیدہ و سنیہ ترمذی

سنة ترزئین مع حسن حسين تعريضة اهل رسول الله عند وفاته تركت ذكره

سنة الاسرار المرفوعة الاخبار الموضوع الدافع للفتنة في عين نذ المختصر مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت لبنان ص ۵۰-۵۱

سنة شرح زرقاني على المذهب باب وفاته اتمه و ما يتعلق بابو يعلى الله تعالى عليه مطبوعه المطبعة العامه مصر ۱۹۹/۱

سنة مسند احمد بن حنبل زمسند عائشة رضي الله تعالى عنها مطبوعه دار الفكر بيروت ۲۰۲/۶

احادیث ائمہ الزینین علیہ السلام و عبد اللہ بن عمر و جابر بن عبد اللہ و انس بن مالک و ام الدرداء و غیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے تحریک کی جس کے بعد حدیث پر حکم بطلان قطعاً محال، بالائیداد و نظر ابن عبد البر نے تمسید میں امام ابن معین سے انس کا بطلان نقل کیا، عقلمند شمس الدین سیوطی مقابلاً حدیث میں اسے ذکر کر کے فرماتے ہیں،
 قول ابن عبد البر فی التمهید عن ابن معین، یعنی امام ابن معین کا یہ فرمانا ذکر یہ حدیث باطل ہے
 اللہ حدیث باطل و هو بالنسبة لما وقع له اس سند کی نسبت ہے جو انھیں پہنچی۔
 من طرقہ

و نہ حدیث تو باطل کیا جسے ضعیف بھی نہیں، نقل و ترجمہ سننا میت ہے۔

اور شیخ حدیث حسن صحیح مروی سنسنی ابی داؤد و نسائی و صحیح بخاری

و غیر ہذا صحاح و سنن

ان سر جلالی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک شخص کی آمد صل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت انس میں حاضر ہوا اور عرض کیا، میری بیوی کسی بھی چٹوٹے والے کے ہاتھ کو نہ چھو کر رہے۔ فرمایا، اُسے طلاق دے دے۔
 عرض کیا، میں اس سے بہت رکتا ہوں۔ قرآن پڑھنے فرمایا۔
 انس سے نفع حاصل کر۔ (د)

کہ پاسائید ثقات و وثیقین احادیث جابر بن عبد اللہ و عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے آئی، امام ذہبی نے مختصر سنن میں کہا، اسادہ صالحہ (انس کی سند صالح ہے۔) امام عبد العظیم منذری نے مختصر سنن میں فرمایا، رجال نہ وہ محتج بہم فی الصحیحین علی الاطلاق و لا نظر انہ (اس روایت کے تمام راوی

عصای کل من سائب شینا من طعام او سال معنی جو شخص بھی اس سے طعام یا مال مانگتا ہے وہ اسے اعطیہ و لم ترد هذا هو الرجوع عند فی دے دیتی ہے رد نہیں کرتی، حدیث کے معنی میں جابر معنی الحدیث۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (د)

سہ المقاصد الحسنۃ للسخاوی حدیث ۶۲۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان ص ۲۶۳
 سنن النسائی باب ما جاء فی الخلع والکتابۃ السلفیۃ لا یموت ص ۹۸/۲
 سنن مختصر سنن ابی داؤد و الحفاظ منذری باب النہی عن تزویج من لم یدر من النساء مطبوعہ المکتبۃ الاندلسیہ ص ۶/۲

ایسے ہیں جی سے بخاری و مسلم میں اتفاقاً اور انفراداً استدلال کیا گیا۔ امام ابن حجر عسقلانی نے فرمایا، حسن صحیح (حسن صحیح ہے۔ ت) اس حدیث کو جو حافظ ابوالفرج نے امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ کے ارشاد "لیس لنا اصل ولا یثبت عن النسبی علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" (اس کی کوئی اصل نہیں اور نہ ہی یہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ ت) کی تجویز سے لا اصل لہ (اس کی کوئی اصل نہیں۔ ت) کہا امام اشعری حدیث کا صحیح ہونا ثابت کر کے فرماتے ہیں،

ابوالفرج ابن جوزی کی اس بات کی طرف توجہ نہیں دی جائے گی کہ انہوں نے اس حدیث کو موضوعات میں شامل کیا ہے اور اس کی دیگر اسناد ذکر نہیں کیں ماسوائے اس سند کے جس کے واسطے سے غلال نے ابوالفرج ابن جوزی پر روایت کیا اور اس کے بعد ان میں اسی پر اعتماد کر دیا جو غلال نے احمد سے نقل کیا ہے، قریباً بات ابن جوزی کے قلم مطالعہ درمختار تصدیق کو واضح کر رہی ہے کہ انہوں نے اپنے امام سے منتقلی ضمنی راہ کی بنیاد پر حدیث کو موضوع کہہ دیا حالانکہ یہ سندیں اگر ان کے سامنے پیش کی جاتیں تو وہ فی الفور اعتراف کر لیتے کہ حدیث کی اصل صحیح لیکن ایسا نہ ہو سکا اس وجہ سے یہ حدیث اصلاً ان کی سند میں نہیں آئی اور نہ ہی ان روایات میں جو ان سے مروی ہیں نہ سند آپ جیاس سے اور نہ ہی سند جابر سے ماسوائے اس سند کے جس کے واسطے میں غلال نے سوال کیا تھا اور امام احمد اس کے جواب میں محدث بٹھڑے کے کہ کر ان کا جواب ایسی سند کے اعتبار سے ہے اور اسے آئی میں ذکر کیا ہے۔ (ت)

لا یثبت الی ما وقع من ابی القاسم ابن الجوزی؛ حیث ذکر هذا الحدیث فی الموضوعات، ولو ینکر من طریق الا طریق التي اخرجهما الغلال من طریق ابی الزبیر، جابر، واعتمد فی بطلانہ علی ما نقله الغلال عن احمد؛ فہاں ذلک من قیۃ اطلاع ابن الجوزی وغلبۃ التقليد علیہ، بحق حکم موضوع الحدیث بمجرہ ما جاء عن امامہ، ولو عرفت ہذا الطرق علی امامہ لا تعرف ان الحدیث اصدا، ولكنہ لم تقم لہ فذلک لم ار لہ فی مسندہ، ولا فیما روی عنہ ذکر امامہ لا من طریق ابن عباس ولا من طریق جابر سوى ما سألہ عنہ الغلال وهو معذور فی جوابہ بالنسبۃ لتلك الطرق باخصوصھا اھ ذمرو فی اللامۃ۔

باب النکاح کے آخر میں اس کا ذکر کیا ہے (ت)

حکم فی اوائل النکاح

(نتیجہ الافادات) بجز اللہ تعالیٰ فقیر آستان قادری خفرائی لکھے ان گیارہ افادات نے ہر نمبر و ہادیماہ کی طرح روشنی کر دیا کہ احادیث نقلیہ ایسا میں کو وضع و بطلان سے اصل کچھ علاقہ نہیں، ان پندہ میروں سے اس کا پاک ہونا تو بدیہی اور یہ بھی صاف ظاہر کہ اس کا نہ کسی ضائع کتاب یا تہم بالکتب پر نہیں۔ پھر حکم وضع صنفیہ پہلے واجب الرفع، و لہذا علمائے کلام نے صرف لایضا فرمایا یہاں تک کہ وہاں کے تمام شواہد کا ہی بائکر ایسے مواقع میں سخت تشدد اور بہت مسائل میں بدلے معنی لغو کی عادت ہے، قواعد مجموعہ میں اسی قدر پر اقتصاد کیا اور شروع کئے کا راستہ نہ ملا، اگر بالفرض کسی امام معتد کے کلام میں حکم وضع واقع ہوا جو تو وہ صرف کسی مستند خاص کی نسبت ہو گا نہ اصل حدیث پر جس کے لیے کافی سندیں موجود ہیں جیسے وضع و اضعیب سے کچھ تعلق نہیں کہ جمالت و انقطاع اگر ہیں تو حدیث ضعیف نہ کہ مثبت وضع۔ ہوز تھا ہے یہاں تک کی تقریر سے موضوع حدیث کی نسبت منکرین کی بالا خوانیاں بالا بالہ گئیں، آگے چلے وہاں اتوفیق۔

افادہ دواؤں (مجموعہ طرق) ضعیف حدیث قوت پاتی بلکہ سن ہو جاتی ہے) حدیث اگر متعدد طریقوں سے روایت کی جائے اور وہ سب ضعیف رکھتے ہوں تو ضعیف ضعیف کی کبھی قوت حاصل کر لیتے ہیں، بلکہ اگر ضعیف ثابت شدت و قوت پر نہ ہو تو جبر نقصان ہو کہ حدیث در حد حسن تک پہنچی اور مثل صحیح خود احکام حلال میں جرت ہو جاتی ہے۔

مرقاۃ میں ہے:

تعدد الطرق یبلغ الحدیث الضعیف الی حد الحسن۔ متعدد روایتوں سے آگے حدیث ضعیف کو درجہ حسن تک پہنچا دیتا ہے۔

آخر موضوعات کبیر میں فرمایا،

تعدد الطرق ولو ضعیفۃ یبلغ الحدیث الی الحسن۔ طرق متعددہ اگرچہ ضعیف ہوں حدیث کو درجہ حسن تک ترقی دیتے ہیں۔

تحقق علی الاطلاق فی الحدیث میں فرماتے ہیں،

لو تم تضعیف کلھا کانت حسنة تعدد الطرق اگر سب کا ضعف ثابت ہو بھی جائے تاہم حدیث حسن

علیہ آخر الفصل الثانی باب ما لا یجوز من الفصل فی الصلاة ۱۲ باب ما لا یجوز من الفصل فی الصلاة فی فصل ثانی کے فقرہ میں ذکر کیا ہے،

علیہ ذکر فی مسئلۃ السجود علی کور العامۃ ۱۲ ما لا یجوز من الفصل فی الصلاة مطبوعہ مکتبہ امدادیہ طابان ۱۸/۳

سلفہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ فصل الثانی من باب ما لا یجوز من الفصل فی الصلاة مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان ۳۴۶ ص

جوئی کو طرق متعدد و کثیر ہیں۔

و کثرتاً
اسی میں فرمایا۔

جائز ہے کہ حسن کثرت طرق سے صحت تک ترقی پائے اور
حدیث ضعیف اس کے سبب حجت ہو جاتی ہے کہ تعدد
اسانید ثبوت واقعی پر قرینہ ہے۔

جائز فی الحسن ان یرتفع الی الصحت اذا کثرت
طرقه والضعیف یصلح حجة بذات لان تعدد
قرینة علی ثبوته فی نفس الامر۔

امام عبدالواسع شعرائی قدس سرہ النورانی میزان الشریعہ الجرسے میں فرماتے ہیں :

بیشک جبرور ثمین نے حدیث ضعیف کو کثرت طرق سے
حجت مانا اور اسے بھی صحیح اور بھی حسن سے مل گیا اس
قسم کی ضعیف حدیثیں امام سیوطی کے سنن کبریٰ میں
بکثرت پائی جاتی ہیں جسے انہوں نے مؤجہدین و
اصحاب امر کے مذاہب پر دلائل بیان کرنے کی غرض
سے تامل فرمایا۔

قد احتج جمہور المحدثین بالحدیث الضعیف
اذا کثرت طرقه واحقوه بالصحیح تارة ،
وبالحسن اخرى ، وهذا النوع من الضعیف
یوجد کثیرا فی کتاب السنن ، یکسر فی المسبق السی
الغیا بقصد الاحتجاج لا حول الاثمة واقوال
صحیحہ۔

امام ابن حجر مکی صراحہ میں دوبارہ حدیث فرسوسہ سے روایت فرماتے ہیں کہ
یہ سندیں اگرچہ ضعیف ہیں مگر آپس میں مل کر
قوت پیدا کریں گی۔

امام ابن حجر مکی صراحہ میں دوبارہ حدیث فرسوسہ سے روایت فرماتے ہیں کہ
یہ سندیں اگرچہ ضعیف ہیں مگر آپس میں مل کر
قوت پیدا کریں گی۔

یعنی متروک یا منکر کہ سنت قوی الضعیف ہیں یہ بھی

المتروک او المنکر او تعددت طرقه اسرقی

علمہ قالہ فی مسئلۃ الثقل قبل الثقل ص ۳۰

علمہ الفصل الثالث من فصول فی الاجابة عن الامام ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ص ۱۷

علمہ باب الساقب حدیث النظر علی حیادۃ ص ۳۰

۲۶۶/۱

مطبوعہ نوید رضویہ سکھر

سہ فتح القدیر صفحہ ۱۵۰۰ بحث سجود علی المہمانہ

۳۸۹/۱

مطبوعہ مکتبہ محمدیہ ملتان

سہ فتح القدیر باب التواقل

۶۸

مطبوعہ مکتبہ محمدیہ ملتان

سہ میزان النجاشی فصل ثالث من فصول فی الاجابة عن الامام

۱۸۳

مطبوعہ مکتبہ محمدیہ ملتان

سہ الصواعق الممرۃ الباب الحادی عشر فصل اول

الى درجة الضعيف الغريب، بل مرعاً و دقق
الى الحسن۔
قد طرق سے ضعیف غریب، بل کج حسن کے درجہ تک
ترقی کرتی ہیں۔

افادہ سیرزدہم (حدیث مجمل و حدیث بہم قد طرق سے حس ہو جاتی ہے اور وہ جابر و منبر
ہونے کے صراح ہیں، جہالت راوی بلکہ اسہام بھی انہیں کم درجہ کے ضعیفوں سے ہے جو قد طرق سے منبر ہو جاتے
ہیں اور حدیث کو تہ حس تک ترقی سے مانع نہیں آتے، یہ حدیثیں جابر و منبر دونوں ہونے کے صراح ہیں، فادہ
پنجم میں امام خاتم الخفاف کا ارشاد اگر کہ حدیث بہم حدیث ضعیف سے منبر ہو گئی، امام الشافعی کا فرمانا اگر کہ
حدیث بہم حدیث ضعیف کا جبر نقصان کرے گی۔ ابو الغریغ نے حدیث

لیث عن جہاد بن ابی عیاس رضی اللہ تعالیٰ عنہما
تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم من ولد لہ ثلثۃ اولاد فہم
یسراحدہم محمد افقد جہل
حضرت مجاہد معمر بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما
سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے تین بیٹے ہوں اور ان
میں سے کسی کا نام محمد نہ رکھے اس نے جہالت سے

پر طعن کیا کہ لیث کو امام احمد و غیرہ نے متروک کیا اور ابن حبان نے مختلہ بتایا، امام سیوطی نے اس کا شاہد
بروایت نضر بن شنفی مرسل سند عاریت سے ذکر کر کے ابن القطان سے نظر کا مجمل ہونا نقل کیا، پھر فرمایا
ہذا المرسل یضعف حدیث ابی عباس و یدخلہ
فی قسم لمقبول
یہ مرسل اس حدیث میں عباس کی توثیق پر کرائے قسم مقبول میں
داخل کرے گی۔

علامہ منادی تیسرے شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں
فی اسہ جہالة فکنتہ اختصہ بصارحہ
اس کی اسناد میں جہالت ہے مگر تائید پاک حسن ہو گئی۔

سہ لاف کتاب البیضاء

عَلَّیْہ تحت حدیث ابن الصاحد واخرجہ القامۃ ص ۱۲ منہ فی اللہ تعالیٰ

لہ التعقیبات علی الموضوعات	باب المناقب	مکتبہ اثریہ سانکھلی	ص ۵۵
لہ کتاب الموضوعات	باب التسمیۃ بحکمہ	مطبوعہ دار الفکر بیروت	۵۴/۱
لہ الدلائل المصنوعۃ	کتاب البیضاء	دار المعرفۃ بیروت	۱۲/۱
لہ تیسرے شرح جامع صغیر لمانادی حدیث ابن الصاحد کے تحت مکتبہ الامام الشافعی ریاض محمودیہ			۱۴/۱

رواہ الترمذی، وقال هذا حديث غريب والحق على هذا احمد اهل العلم، قال النووي واستاناده ضعيف لعله حديث، فكان الترمذی يريد تعوية الحديث بعمل اهل العلم، والعلو عند الله تعالى لما قال الشيخ هي الدين ابن العربي انه ينفق عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم، انما من قال لا اله الا الله سبعين الفا، غفر الله تعالى له، ومن قيل له غفر له ايضا، فكنت ذكرت التمهيلة بالعدد المروي من غير ان اروي لاحد بالمعصوم، فحضرت طعنا ما سمع بعض الاصحاب وفيهم شاب مشهور بالكشف، فاذ، هو في اثنا عشر ايام اظهر ليلكا، فسألته عن السبب، فقال اني احيى في العذاب، فوجهت في باطن ثواب التمهيلة المذكورة لها فضلك وقال اني مر اها الان في حسن العايب فقال الشيخ فعرفت صحة الحديث نصحة كشفه وصحة كشفه بصحة الحديث

یعنی امام ترمذی نے فرمایا یہ حدیث غریب ہے اور اہل علم کا اس پر عمل چھینید میری کہ امام نووی سے نقل کیا کہ اس کی سند ضعیف ہے تو گو یا امام ترمذی عمل اہل علم سے حدیث کو قوت دینا چاہتے ہیں واللہ تعالیٰ اعلم اس کی تفسیر وہ ہے کہ سیدی شیخ اکبر امام محمد بن ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا مجھے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حدیث پہنچی ہے کہ جو شخص شتر بزار بار لا الہ الا اللہ کہے اس کی مغفرت ہو اور جس کے لیے پڑھا جائے اس کی مغفرت ہو، میں نے لا الہ الا اللہ اتنے بار پڑھا تو اس میں کسی کے لیے خاص نیت نہ کی تھی اپنے بعض رفیقوں کے ساتھ ایک دعوت میں گیا ان میں ایک جوان کے کشف کا شہرہ سن کر نہ کھاتے کھاتے دوڑنے لگا میں نے سبب پوچھا کہا اپنی ماں کو عذاب میں دیکھتا ہوں، میں نے اپنے دل میں لگا کر ثواب اس کی ان کو بخش دیا تو آؤ وہ جوان غیبی لگا اور کاتب میں اسے اچھی جگہ دیکھتے ہوں، امام محمد بن عربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں تو میں نے حدیث کی صحت سے بچائی اور اس کے کشف کی صحت حدیث کی صحت سے بچائی۔

امام سیوطی نقیبات میں امام سیوطی سے نقل شد اولھا العا لحن بعضهم عن بعض وف ذلك تعویة للحديث المرفوع (اسے صالحین نے ایک دوسرے سے اخذ کیا اور ان کے اخذ میں حدیث مرفوع

عنه باب الصلاة حديث صلاة التسميم ۱۲۷

سے مرقاۃ شرح مشکوۃ الفصل ثانی باب علی المأموم من التایة مطبوعہ دار الایمان ۹۸/۲
سکھ التعلقات علی المرقوعات بابہ صلوة مکتبۃ اثریہ سالنگرہل ۱۲ ص

کی تقریر ہے) اُنکی میں قربایا،

قد صرح غیر واحد بان من دلیل صحیحۃ الحدیث قول اہل الصلوۃ بان لم یکن لہ اسناد یعتقد علی مثله۔
متعدد علما نے تصریح فرمائی ہے کہ اہل علم کی موافقت صحیح حدیث کی دلیل ہوتی ہے اگرچہ اُس کے لیے کوئی سند قابل اعتماد نہ ہو۔

یہ ارشاد علی اہل حدیث انعام کے بارے میں ہے پھر احادیث فصائل تو احادیث فضائل ہیں۔

افادہ شافروہم (حدیث سے ثبوت ہونے میں مطالبہ میں قسم ہیں) جن باقی کا ثبوت حدیث سے پایا جائے وہ سب ایک تہ کی نہیں ہوتیں بعض تو اس اعلیٰ درجہ قوت پر ہوتی ہیں کہ بہت تک حدیث مشہور و متواتر نہ ہو اُس کا ثبوت نہیں دے سکتے اعداد اگرچہ کہیں ہی قوت سند و نہایت صحت پر ہوں اُن کے معاملہ میں کام نہیں دیتیں۔
(حقاً میں حدیث اعداد اگر سب سے بڑی ہو کاتی نہیں) یہ اصول عقائد اسویر میں جن میں خاص تقیید و نگار، عمدتہ تقیذاتی و حمد اللہ تعالیٰ کے شرح عقائد نسفی میں فرماتے ہیں،

خیر الواحد علی تقدیر اشتغالہ علی جمیعہ الشرائط المذكورة فی اصول النعۃ لا یفید الا اطن ولا عبرۃ بالظن فی باب الاعتقاد والحدیث اعداد اگرچہ تمام شرائط صحت کی جامع ہو ظنی ہی کا کافیہ دیتی ہے اور محاط اعتقاد میں غنایت کا کچھ اعتبار نہیں۔

باب الصلوۃ کی اس حدیث کے تحت ذکر ہے جس میں ہے کہ جس نے دو نمازیں بغیر غزہ رکے جمع کیں اس نے کیا نہیں کیا کبر و کاز کا کیا کیا ۱۰ سے ترمذی نے دولت کیا ہے اور حسین نے کہا امد و غیر نے اسے ضعیف قرار دیا ہے اور اہل علم کا اس حدیث پر عمل ہے اس سے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اس حدیث نے اہل علم کے قوس کے ذریعے قوت حاصل کی ہے اور اس کی تصریح متعدد محدثین نے کی ہے ۱۱ منہجی ارشاد تعالیٰ عنہ (ت)

عن باب الصلوۃ حدیث من جمع بین الصلاتین من غیر غزہ فقد اقی بابا من ابواب الکھانوس الخرجہ الترمذی و قال حسین ضعیفہ احمد وغیرہ والعمل علی ہذا الحدیث عند اہل العلم و شار بہ لک الی امت الحدیث اعتصم بقول اہل العلم و قد صرح غیر واحد الخ ۱۲ صہ وضو اللہ تعالیٰ عنہ (ہ)

ص ۱۳

مکتبہ اشریہ سالک پبلی

ص ۱۰۱

مطبعہ دارالاشاعت العربیہ قندھار

ص ۱۲

مکتبہ اشریہ سالک پبلی

سۃ التعقیبات علی الموضوعات باب الصلوۃ
سۃ شرح عقائد نسفی بحث عقائد انبیاء
سۃ التعقیبات علی الموضوعات باب الصلوۃ

مولانا علی قاری منہج الرضی الازہر میں فرماتے ہیں، الاحوال لا تقید الا علی دینی الاعتقاد (اصو حدیث
ادبارة احکام معتقدنا قابل اعتماد)۔

(ادبارة احکام ضعیف کافی نہیں) دوسرا دوا حکام کا ہے کہ ان کے لیے اگرچہ اتنی قوت و کار نہیں پھر بھی حدیث
کا صحیح لذاتہ خواہ غیر یا حسن لذاتہ یا کم سے کم غیر ہونا چاہئے، جو علماء یہاں ضعیف حدیث نہیں سنتے۔

(دفعہ ثانی مناقب میں) اتفاق علماء حدیث ضعیف مقبول و کافی ہے، تیسرا مرتبہ فضائل و مناقب کا ہے
یہاں اتفاق علماء ضعیف حدیث بھی کافی ہے۔ مثلاً کسی حدیث میں ایک عمل کی ترغیب آئی کہ جو ایسا کرے گا اتنا
ثواب پائے گا کسی نبی یا صحابی کی خوبی بیان ہوئی کہ انھیں اللہ عز و جل نے یہ مرتبہ بخشا، بفضل عطیہ، تو ان کے
بالینے کو ضعیف حدیث بھی بہت ہے، ایسی جگہ صحت حدیث میں کلام کر کے اسے پایہ قبول سے ساقط کر فرق نہ کرنا
نہ جاننے سے ناشی۔ جیسے بعض جاہل بول اٹھتے ہیں کہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ضعیفیت میں کوئی حدیث صحیح نہیں
یہ ان کی نادانی سے علمائے محدثین اپنی اصطلاح پر کلام فرماتے ہیں، یہ بے جگہ خدا جاننے کہاں سے کہاں سے جاتے
ہیں، عز و جل کو صحت نہیں پھر حسن کیا کم ہے، حسن بھی نہ کسی یہاں ضعیف بھی مستحکم ہے، رسول اللہ قاری و مرقاۃ و
شرح ابن حجر کی نقل و کتابت و لای نام سیرگی و نقل مستدام مستوفی کی پانچ جہات میں اودہ دوم دوسم و چہارم و دہم میں
گزشتہ جہات تعلقات میں تصریح کی کہ صرف صحت سے بدتر کسی فضائل اہل میں مقبول ہے۔ بالآخر اس میں
ضعف راوی کے ساتھ اپنے سے اوّل کی مخالفت بھی ہوتی ہے کہ تنہا ضعف سے کیسے بدتر ہے، اہم اہل شیعہ علماء
و انصار سیدی ابوطالب محمد بن علی کہ جس اللہ سرور الملک کتاب جلیل اللہ و عظیم الفہر قوت القلوب کی معارف المہرب

علمای ولا حدة بمن شد ۲ من (یعنی کسی شاذ شخص کا اعتبار نہیں۔ ت)

علمہ الاجماع الذکور فی الضعیف المطلق کما نحن فیہ ۱۲ من

علمہ مستدام غیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحقیق و تحقیق فقیر کے رسالہ البشری العاجلۃ من تعحف اجلہ و رسالہ الاحادیث
الراویۃ تصحیح لا میر معویۃ و رسالہ مرض الانزاز و الاکرام لاول ملوک الاسلام و رسالہ ذب الایہ، الواہیۃ علی
باب الامیر معویۃ و غیرہ میں ہے و حقاً اللہ تعالیٰ مجہ و کرمہ لتضعیف و تہیہ و تقویہ و لبس ارتقا نیلی، مسق
لاسلام یفہم و تقویہ امین باعظم لحدیث و اسم الرحمة امین صلی اللہ تعالیٰ و یارب کل علیہ یا محمد و آلہ
و صحبہ و سلمہ و مدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۴۱۔

علمہ فی فصل المہادی و الثلثین ۱۲ من

منہج الرضی الازہر شرح فقہ اکبر الانبیاء منزہ عن العیاء و الضعاف مصطفیٰ الہی مصر ص ۷۷

میں فرماتے ہیں،

الاحادیث فی فضائل الاموال و تفضیل اصحاب
متصلة محتلة علی کل حال صاطیعا و هو اسلہ
لا تمارض ولا تورد، کذلک کان السلف
یفعلون۔
فضائل اعمال و تفضیل صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی
حدیث کسی ہی ہوں ہر حال میں مقبول وہ تو ذہین مقلد
ہوں خود مرسل نہ اُن کی مخالفت کی جائے نہ انھیں
زد کریں، انہ سلف کا یہی طریقہ تھا۔

اٹام ابو زکریا نووی ازہین پھر امام ابن حجر مکی شریف مشہور پھر مولانا علی قاری مرقاۃ و خزائن شریف حصین
میں فرماتے ہیں،

قد اتفق الحفاظ و لعظ الامر بعین قد اتفق العلماء
علی حواما العمل بالحدیث الضعیف فی غیب ثل
الاعمال و لعظ المحرم لجوار العمل بہ فی فضائل
الاعمال بالاتفاق۔
فتح المؤمن بشرح الاربعین میں ہے،

لانہ ان کان صحیحاً فی نفس الامر فقد
حقہ من العمل بہ، والا لہو قرب علی العمل
بہ مفسدہ تحلیلہ ولا تحریم ولا احتیاج حق
للعیر و فی حدیث ضعیف من بلفہ حق ثواب عمل
فعلہ حصل لہ اجر و ان لم اکن تلتہ اذ کما
لی حدیث ضعیف یفصل الامان من عمل اسی بے شک
ہے کہ اگر واقعہ میں صحیح ہوئی جبہ تو جو اس کا حق تھا اس
پر عمل کیا جائے حق اور اگر یہ امر صحیح نہ ہو تو اس پر
عمل کرنے میں کسی تحلیل یا تحریم یا کسی کی حق تلفی کا مفسدہ تو
نہیں اور ایک حدیث ضعیف میں آیا کہ حضور اللہ کس

علہ تحت حدیث من حفظ علی امتی ازہین حدیث قال النووی طرقہ کلب ضعیفہ ۲، (م)۔
علہ فی شرح المحطۃ تحت قول المصنف رحمہ اللہ تعالیٰ انی امر جوان ینوی جیمہ حاقہ صحیحہ ۲، (م)۔
علہ فی شرح المحطۃ ۲، (م)۔

۱۵۸/	مطبوعہ دار صادر مصر	فصل الحادی والعشرون	ملہ قوت العلوٰب فی مسائلہ المحبوب
ص ۴	مصحفہ الباب فی مصر	خطبۃ الکتاب	ملہ شرح الاربعین لنووی
۲۳ ص	فولکشتور لکشتو	شرح خطبۃ الکتاب	ملہ خزائن شرح مع حسن حصین

قَالَ وَاشْرَحَ الْمُصَنِّفُ مَرْحُمَهُ اللَّهُ تَعَالَى بِحِكَايَةِ
الْإِجْمَاعِ عَلَى مَا ذَكَرَهُ إِلَى الْفِرْدَوْسِ مِنْ تَسَارُفِ
فِيهِ الْإِ
كَيْ يُنَوِّنَ فِي هَذَا مَوْضِعٍ عَلَى أَنَّ تَعَالَى عَلَيْهِ السَّلَامُ نَفَرَا
عَلَمًا سَعَى أَشَدَّ فَرَايَا جَوَاسِسٍ فِي نَزَاعٍ كَرَسَ أَسْ كَقَوْلِ مَرْدُودٍ سَعَى
مُقَاصِدٍ حَسَنَةٍ فِيهِ سَعَى

قَدْ خَالَ ابْنُ حَبْدٍ الْبِرَانَهُمْ يَتَأَهَّلُونَ فِي
الْحَدِيثِ أَدَاكَانَ مِنْ فَضَائِلِ الْأَعْمَالِ
أَمَّ حَقَّقَ عَلَى الْأُطْلَاقِ فَتَحَ الْقَدِيرِ فِي فَرَا سَعَى
الصَّعِيفِ غَيْرَ الْمَوْضُوعِ يَعْمَلُ بِهِ فِي فَضَائِلِ
الْأَعْمَالِ
مَقْدَرُ أَمَامِ أَبُو طَوَابِ الصَّلَاحِ وَمَقْدَرُ جَوَانِيزِ الشَّرْحِ
تَدْرِيبُ الزَّوَدِ فِي سَعَى

وَالْعَقْلُ لَهَا يَجُوزُ حَيْثُ أَهْلُ الْحَدِيثِ وَغَيْرِهِمْ
التَّسَاهُلُ فِي الْأَسَانِيدِ الضَّعِيفَةِ وَرَوَايَةِ مَا سَعَى
الْمَوْضُوعِ مِنَ الضَّعِيفِ وَالْعَمَلُ بِهِ مِنْ غَيْرِ بَيَانٍ
فَقَعُفَةٍ فِي نَفْسِ الْأَعْمَالِ وَغَيْرِهِ مَا لَا تَعْلُقُ لَهُ
بِالْعَقَائِدِ وَالْأَحْكَامِ وَمَنْ تَعْلَقَ عَنْهُ ذَلِكَ أَمَّ حَبْلٍ
وَأَمَّ مَهْدِي وَابْنُ الْمَهَارِكِ قَالُوا أَدَارِي سَعَى

عَنْ ذِكْرِهِ فِي مَسْأَلَةِ تَقْدِيرِ الْأَصْرَحِ ۲۷ مِنْ (د) ۱
حَا صَبْرٌ وَرَعٌ وَتَقْوَى كِي تَقْدِيرِمْ لِسْ كَابِيَانِ سَعَى ۲ مِنْ (د)

سَلَفُ فَتْحِ الْمُبِينِ شَرْحُ الْأَرْبَعِينَ

سَلَفُ الْقَاصِدِ الْحَسَنَةِ زَيْرِ مَدِيرِ مَنْ يَطْلَعُ عَنْ أَفْقِهِ الْخ
سَلَفُ فَتْحِ الْقَدِيرِ بَابُ الْإِيمَانِ
ص ۲۰۵
۳۰۳/۱

مطبعة دار الكتب العلمية بيروت
- نوید رضوی سکھر

فی الحول والحرمان شد و ما اذا امر و ما فی الفصائل
و بحولها تساهلوا و مختصبا۔
ہم حلال و حرام میں حدیث روایت کریں مگر جسے جس اور
جب فضائل میں روایت کریں تو نرمی اور مہلتا۔

امام زین الدین عراقی نے آئینہ حدیث میں جہاں اس مسئلہ کی نسبت فرمایا عن ابن مہدی وغیرہ واحد
(یعنی امام ابن مہدی وغیرہ ان سے ایسا ہی منقول ہے) وہاں شرح نے فتح المغیث میں امام احمد و امام ابن مہدی
و امام ابی ایوب و امام سفین ثوری و امام بن عیینہ و امام ابو زکریا غبر و حاکم و ابن عبد البر کے اسماء و اقوال
نقل کیے اور فرمایا کہ ان حدیث کے کامل اور غریب نے کفار میں اس کے لیے ایک مستقل باب وضع کیا۔ طریض مسئلہ
مشہور ہے اور نصوص نامحور اور بعض دیگر عبارات جلیلہ افادات آئینہ میں مسطور ان اشارہ العزیز العفور۔
تذہیب کے لئے دہا یہ بھی اس مسئلہ میں اہل حق سے موافق ہیں، مولوی خرم علی رسالہ کا یہ میں لکھتے ہیں،
فضائل و فضائل اعمال و کیا بھی فیہ باتفاق ماحول
میں اتفاق ملا، ضعیف حدیثوں پر عمل درست ہے اگر
بہا است۔ الخ

مناہج میں رادی حدیث خلاۃ ادا ہیں لا مکر الحدیث ہوتا امام بخاری سے نقل کر کے لکھا، اس حدیث کو
اگرچہ ترمذی وغیرہ نے ضعیف کہا ہے لیکن فضائل میں عمل کرنا حدیث ضعیف پر جائز ہے الخ
اسی میں حدیث فضیلت شب برات و ضعیف امام یحییٰ سے نقل کر کے لکھا، یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے
لیکن عمل کرنا حدیث ضعیف پر فضائل اعمال میں باتفاق جائز ہے الخ

افادہ مقدم ہم فضائل اعمال میں حدیث ضعیف پر عمل نہ کرنے کا مستحب ہے حدیث ضعیف حجت
استجاب کے لیے پس ہے۔ امام شیخ الاسلام ابو زکریا نعما، شد تہا نے ہر کتاب الادلہ و التہذیب میں کلام اللہ
عقل فعل ہذا العبادات التثلیثہ مع حق احصا
و سیرۃ اصحابنا و الخ و محب الرسول صولانا
الولوی جید افادہ و ابدا فی ادام اللہ تعالیٰ فیضہ
فی کتابہ سیف الاصلاح المسلول علی المتابعین لولہ
و القیام ۱۲ منہ (دہ)

عقلہ اول کتاب ثالث فصول المقدمۃ ۱۲ مردہ
یہ کتاب کے شروع میں مقدمہ کی تیسری فصل میں ہے ۱۲ منہ

رہ تدبیر الزادی فیصل نوح الثالث و العشرون
مطبوعہ دارالکتب الاسلامیہ لاہور ۲۹۸/۱
رہ مفاہر حق باب المسخ و فضائلہا
مطبوعہ دارالاشاعت کراچی ۷۶/۱
رہ مفاہر حق اردو ترجمہ مشکوٰۃ شریف باب قیام شہ رمضان
مطبوعہ دارالاشاعت کراچی ۸۴۳/۱

صل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں فرماتے ہیں،

قال الامام حسن المحدثین والعقلاء وغيرهم
يجوز ويستحب العمل في الفضائل والترغيب
والترهيب بالحدیث الضعیف ما لم یکن
موضوعاً۔

یعنی ہا یہی الفاظ امام ابن ابی ہاشم نے العقد الضعیف فی تحقیق کلام التوحید پھر عارف ہالہ مسند ہی عبد الفتی
نابلسی نے حدیث بدیع شرح القیامیہ میں نقل فرماتے ہیں، انہم یقولون انفسی عنی علی الاطلاق فی حدیث میں فرماتے ہیں،
الاستحباب ثبت ما لضعیف غیر الموضوع (حدیث ضعیف سے کہ موضوع نہ ہو فعلی کا مستحب ہونا نہ مست
ہو جاتا ہے) علامہ ابراہیم علی غیریہ المستمل فی شرح نذیر المصلیٰ میں فرماتے ہیں،

(استحب ان یسبح ہدہ بعد الضما۔
لما روت عائشة مرہی اللہ تعالیٰ عنہا قالت کان
للمسح مصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خمر قرة
یتشعب بها بعد الوضوء)۔ ۵ الترمذی
وہو ضعیف وکن یجوز العمل بالضعیف فی
الفہم نہی۔

مولا علی علی قاری موضوعات کبیر میں حدیث مسیح گران کا ضعف بیان کر کے فرماتے ہیں،
الضعیف یصل بہ فی الفضائل الاعمالی اتعاقب

جلد ۱۰ آخر الفصل الثانی من باب الاول ۱۲ (م)
جلد ۱۱ قبیل فصل فی حمل لحن مرۃ ۱۲ (م)
جلد ۱۲ فی سنن الفصل ۱۲ مرہی اللہ تعالیٰ عنہ (م)

۱۔ کتاب زکاء المستحب من اعلام سید الارباب علیہ السلام فصل قال الامام حسن المحدثین مطبوع دار الکتاب الحدیث مرۃ ۱
۲۔ فتح القدر مصل فی اصلاح علی المیت مطبوعہ نوریہ رشیدیہ سکر
۳۔ غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی سنن الفضل سہیل اکیدمی لاہور ص ۵۲

ولذا قال الامامان من الرقبة مستحب او
 کیا جاتا ہے اسی لیے ہمارے اکثر کام نے فرمایا کہ وضعیں
 مگر وہ کام مستحب یا سنت ہے۔
 سنہ ۱۱۰۰ھ

امام جلیل جلال سیرت علی طووع اثر یا باظهار کائناتیا میں فرماتے ہیں،

استحبہ ابن الصلاح و تبعہ النووی نظر الی
 ان الحدیث الضعیف یتمام بہ فی فہم ثل
 الاحمال ۱۱
 تلقین کو امام ابن الصلاح پھر امام نووی نے اس نظر سے
 مستحب مانا کہ فضائل اعمال میں حدیث ضعیف کے
 ساتھ نرمی کی جاتی ہے۔

علا مرتق جلالی و دانی رحمہ اللہ تعالیٰ انور اللوح العظیم میں فرماتے ہیں :

الذی یصلح لتقریل علیہ ان یقال اذا وجد
 حدیث فی فضیلة عمل من الاحمال لا یحتمل
 الحرمة و اکثر اھیة یجوز العمل بہ و یستحب
 لانه ما مون الحظر و مرجو النہی ۱۲
 اعتماد کے قابل یہ بات ہے کہ جب کسی عمل کی فضیلت
 میں کوئی حدیث پائی جائے اور وہ حرمت و کراہت
 کے قابل نہ ہو تو اس حدیث پر عمل جائز و مستحب ہے
 کہ اندیشہ سے امان ہے اور نفع کی امید۔

اندیشہ سے امان یوں کہ حرمت و کراہت کا عمل نہیں اور نفع کی امید یوں کہ فضیلت میں حدیث مروی اگرچہ ضعیف
 ہی کسی۔

اقول و باللہ التوفیق بلکہ فضائل اعمال میں حدیث ضعیف پر عمل کے معنی یہی ہیں کہ استحباب مانا جائے

علہ نقلاً بعض العصریین و هو یما توی ثقة فی النقل ۱۲، منہ (م)

علہ نقلاً الصلوة شہاب المفاجی فی نسیم الریاض شرح شفا دار الفیاض فی شرح الیدی باجہ
 حدیث روی المصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ بسندہ الی ابی داؤد حدیث من مثل من علم فکتبہ الحدیث و
 للمحقق ہینا کلام طویل نقلاً التشرح ملاحظہا و تاخرہ بما ہو من اخرجہ و اوجہ مع المحقق ف
 عامۃ ما ذکرہ و لا تخشیہ الا لئلا لا یتنبأ بکلاہما مع مالہ و علیہ و لکن سفیر ان شاء اللہ تعالیٰ
 الی اخرہن لیسیر فیضہن بہا الصواب یعون الملک الوہاب ۱۲ مرمری اللہ تعالیٰ عنہ (م)

۶۳ ص	مطبوعہ مجتبائی دہلی	حدیث مسیح الرقۃ	ملک موضوعات کبیر
۱۹۱/۲	دار الفکر بیروت		ملک الحاوی للفتاویٰ خفیا
۳۳/۱	مطبوعہ دار الفکر بیروت لبنان	دیباچہ	نسہ نسیم الریاض شرح شفا

در نفس جواز تعاملت اباحت و اعدام نہی شرعی سے آپ ہی ثابت، اُس میں حدیث ضعیف کا کیا دخل ہوا، تو
لاحزم و رد حدیث کے سبب جانبِ عمل کو ترجیح مانے کہ حدیث کی طوطا اسناد متحقق اور اُس پر عمل ہونا صادق ہو اور یہی معنی
استصحاب ہے، آخر نہ دیکھا کہ علامہ علی و علامہ قاری نے اسے عمل و جوازِ عمل کو دلیل و ثبوت و استصحاب قرار دیا اور امام
محمد محمد گمانی امیر حجاز نے مقام اباحت میں اُس سے تسکین کو دینے ترقی و اولویت میں رکھا کہ جب اُس پر عمل ہوتا ہے
تو ثبوت اباحت تو بدرجہ اولیٰ اس سے کھل گیا کہ اُس پر عمل کے معنی نفس اباحت سے ایک ذائد و بالاتر چیز ہے اور وہ
نہیں مگر استصحاب و ہذا اظہارِ لیس دومہ حجاب (امدیہ ظاہر ہے اس میں کوئی خفا نہیں۔ ت) علیہ
شرح نیلہ میں فرماتے ہیں،

الجہود علی العمل بالحديث الضعیف الذی
لیس بموضوع فی مسائل الاحمال فہو فی ابقاء
الاباحتہ الہی لم یتیم دلیل علی انتفاء شہاد
حکما فیما یحتمل فیہ اجدر
انما اہل المطالب مکی قوت القلوب میں فرماتے ہیں،

الحديث ان لم ینادہ کتاب و سنت و لم
یشہد الہ ان لم ینصرہ تاویلہ عن اجماع
الامة، فانه یوجب القبول والعمل بقولہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیف و قد
قیل
حدیث بید قرآن نعیم یا کسی حدیث ثابت کے منافی نہ ہو
اگرچہ کتاب و سنت میں اس کی کوئی شہادت بھی نہ ملے،
تو بشرطیکہ اُس کے معنی مخالفت اجماع نہ پڑتے ہوں، پچھ
قبول اور اپنے اوپر عمل کو واجب کرتی ہے کہ حضور شرف عالم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیونکر نہ مانے گا
حاکم کہ کہا تو چلے گا۔

یعنی جب ایک راوی جس کا ذکر نہیں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک بات کی خبر دیتا ہے اور اُس

علہ سلفی الفصل مسئلۃ الصندی ۱۲ منہ (م)
علہ فی الفصل الحادی والثلاثین ۱۳ منہ (م)
سنی غسل میں روحانی کے مشدہ میں اس کو ذکر کیا ہے (ت)
التیسری فصل میں اس کو بیان کیا ہے ۱۳ منہ (ت)

سلفی حیاتہ العمل شرعیۃ فیہ العملی
علہ قوت القلوب الفصل الحادی والثلاثون باب تفضیل الاخبار مطبوعہ المطبعة النبیة مصر ۱/۱۷۷

اور میں کتاب وسنت وجماع امت کی کچھ مخالفت نہیں تو نہ مانے کی وجہ کیا ہے۔

اقول اما قولہ قدس سرہ یوجب "اقول" امام ابو طالب مکی قدس سرہ کے قول
 "یوجب التقبیل" سے تاکید مراد ہے جیسا کہ ثنائی نے
 فرض خواہ سے لکھے کہ تیرا حق مجھ پر واجب ہے۔ درخت
 میں ہے کہ یہ مسلمانوں کا تعامل ہے پس ان کی اتباع
 واجب ہے (وجوب معنی ثبوت ہے) یا اس میں اس
 مسلک کی طرف اشارہ ہے جو پیہہ کرنے والے سادات
 احمد و صفیہ (انہ تھے ان کے پاکیزہ اسرار کو ہمارے
 لیے مبارک کرے) کا ہے کہ وہ مستحبات کی بھی اس طرح
 پابندی کرتے ہیں جیسا کہ وجایات کی اور مکروہات سے
 بکریست سے جماعات سے اس طرح بچتے ہیں کہ گویا
 وہ محرمات ہیں بدین (ابو طالب مکی) کا مذہب ہے
 کیونکہ ہم آپ قدس سرہ کو جہتین میں شمار کرتے ہیں
 ان میں جو تا آپ کا حق ہے جیسا کہ ان تمام بزرگوں کا
 مقام اور شان ہے جو شرفین عظیمہ کی حقیقت کو
 پانے والے ہیں اگرچہ وہ علی مرآۃ انساب کسی امام
 فہمی کی طرف کرتے ہیں۔ اس مسئلہ میں عارضت پانہ
 سیدہ ی عبد الوہاب شہرانی نے میزان میں تفصیل گفتگو کی ہے اور اللہ تعالیٰ اہل معرفت کی مراد کو زیادہ بہتر
 بہتر جانتا ہے۔ ۱۰

عَلَيْهِ أَخْرَ بَابُ الْعِيدِينَ ۱۲ سرری اللہ تعالیٰ مر (د) باب العیدین کے آخر میں اس کا ذکر ہے (د)
 عَلَيَّ فِي فَعْلٍ قَالِ قَالِ فَعْلٍ يَجِبُ عِنْدَكُمْ عَلَى الْمُقْلَدِ اِنَّهٗ وَفِي فَعْلٍ اِنْ قَالِ قَالِ كَيْفَ اَلْوَصُولُ اِلَى اَصْلَاحِ
 عَلَى عَنِ الشَّرِيعَةِ الْمَطْهُرَةِ ۱۶ وَفِي غَيْرِهَا ۱۲ سرری اِنَّهٗ تَعَالَى مَر (د)

سُئِلَ دَرْخَارَ باب العیدین مطبوعہ مستعین قادیانی ۱۱۴/۱
 مَعَالِ الْمِيزَانِ الْكِبَرِ فَفَصَّلُ اِنْ قَالِ قَالِ كَيْفَ اَلْوَصُولُ اِلَى مَطْبُوعٌ مَصْنَعٌ اِبَانِي مَعْرِ ۲۲/۱

فرماتے ہیں :

ما جاءكم عن من خبر قلته اوله اقله فاني اقولہ
وما جاءكم عن من شرفاني لا اقول الشرف
تھیں جس بھلائی کی مجھ سے خبر پہنچے خواہ وہ میں نے فرمائی
ہو یا نہ فرمائی ہو میں اسے فرماتا ہوں اور جس بُری بات
کی خبر پہنچے تو میں بُری بات نہیں فرماتا۔

ابن ماجہ کے نسخہ پر ہیں :

ما قيل من قول حسن فاما قلته
جو نیک بات میری طرف سے پہنچائی جائے وہ میں نے
فرمائی ہے۔

عقیمی کی روایت یوں ہے :

خذوا به حدثت به اوله لم احدث به
اُس پر عمل کرو چاہے وہ میں نے مندرجائی ہو
یا نہیں۔

و اب ابن ثوبان مولى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وعن ابن عباس رضى الله
تعالى عنهم (اس بارے میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آگے وہ غلام حضرت ثوبان اور حضرت
ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی روایت ہے۔) تا
عقیمی اپنے فرامد میں مرزہ بن عبد الحمید رحمہ اللہ سے روایت ہے :

روایت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم
في نومتي العجبر فقلت يا ابي است و اقم
يا رسول الله انه قد بلغت عندك قلت من
سمعت حديثا فيه ثواب فعمل ذلك الحديث
مرجاء ذلك الثواب اعطاه الله ذلك الثواب
و ان كانت الحديث باطلا فحقا
الحق رب هذه البلدة انه لم يخب
میں نے حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو
خواب میں جیم کعبہ معظمہ میں دیکھا عرض کی یا رسول اللہ
میرے مال یا آپ حضور پر قربان ہیں حضور سے حدیث
پہنچی ہے کہ حضور نے ارشاد فرمایا ہے جو شخص کوئی
حدیث ایسی سنے جس میں کسی کو ثواب کا ذکر ہو وہ اُس
حدیث پر یا امید کو ثواب عمل کرے اللہ عز و جل اسے
وہ ثواب عطا فرمائے گا اگرچہ حدیث باطل ہو۔ حضور اکرم

۱۔ مستند امام احمد بن حنبل مرویات ابی ہریرہ
۲۔ سنن ابی ماجہ باب اتباع السنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مطبوعہ مجتبائی لاہور
۳۔ کنز العمال بحوالہ عن الکنان من رواۃ الحدیث حدیث ۵۲۱۰ مطبوعہ مکتبۃ الرسالہ بیروت
۳۹۶/۶
ص ۴
۲۲۹/۱

اما قلت علیہ
 کہ جسے شک یہ حدیث مجھ سے ہے اور میں نے منسرداتی ہے، اصل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔
 ابو یعلیٰ اور طرائق میں اوس میں سید ابی حمزہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی عنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

من بلغنا عن رسول اللہ تعالیٰ فضیلة فلہ صدق
 بھالہ یشہا۔
 جسے اللہ تعالیٰ سے کسی فضیلت کی خبر پہنچے وہ اسے نہ مانے
 اُس فضل سے محروم رہے۔

ابو اسرہا بن عبد البر نے حدیث مذکور روایت کر کے فرمایا،

اہل الحدیث جماعتہم یتساھلون فی الفضائل
 فیہم وہو ہاعن کل وانما یتشددون فی احادیث
 تمام علماء محدثین احادیث فضائل میں نرمی فرماتے
 ہیں انھیں ہر شخص سے روایت کر لیتے ہیں، ہاں
 احادیث احکام میں سختی کرتے ہیں۔

ان احادیث سے صحابہ ظاہر ہوا کہ جسے اس قسم کی خبر پہنچی کہ بوالسا کرے گا یہ فائدہ پائے گا اسے چاہیے
 نیک نیتی سے اس پر عمل کرے اور تحقیق محنت حدیث و تلافی سند کے پیچھے نہ پڑے وہ ان شاء اللہ اپنے حسن بیعت اس نفع
 کو پہنچے ہی جائیگا اقول میں جب تک اس حدیث کا بیان ہوا ہے کہ بوالسا کرے گا یہ فائدہ پائے گا اسے چاہیے نہیں۔

فقول الحدیث وان لم یکن ما یلحقہ حق و نہوہ
 انما یصلی بہ فی نفس الامر لا بعد العلم بہ و
 تو حدیث کے یہ الفاظ "اگرچہ جو حدیث اسے پہنچی وہ حق
 نہ ہو" اس کی مثل دوسرے الفاظ اس سے مراد

ہذا واضح جدا احتشبت ولا تنزل۔ نفس الامر ہے ذکر بعد از حصول علم۔ اور یہ بت ہی واضح ہے اسے یاد رکھو،
 اور وہ اس علم کے فصل کی نہایت ظاہر کہ حضرت حق عزوجل اپنے بندہ کے ساتھ اُس کے گمان پر معاملہ فرماتا ہے،
 حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے رب عزوجل سے روایت فرماتے ہیں کہ موی سبھا زو تعالیٰ فرماتا ہے کہ
 اما عندہ علی حدیثی (میں اپنے بندہ کے ساتھ وہ کرتا ہوں جو بندہ مجھ سے گمان رکھتا ہے) رواہ البیہاوی و مسلم
 والترمذی والنسائی وابن ماجہ عن ابی ہریرۃ والعاکہ صفناہ عن انس بن مالک (اسے بخاری، مسلم، ترمذی،

ابن ماجہ، ترمذی،

مسند ابویعلیٰ انس بن مالک حدیث ۳۲۲۰
 مسند ابی یعلیٰ انس بن مالک حدیث ۳۲۲۰
 کتاب التوبہ
 کتاب التوبہ
 مسند ابی یعلیٰ انس بن مالک حدیث ۳۲۲۰
 مسند ابی یعلیٰ انس بن مالک حدیث ۳۲۲۰
 مسند ابی یعلیٰ انس بن مالک حدیث ۳۲۲۰
 مسند ابی یعلیٰ انس بن مالک حدیث ۳۲۲۰

نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ اور حاکم نے حضرت انس بن مالک سے معنی اسے روایت کیا۔ ت۔
 دوسری حدیث میں یہ ارشاد فرماتا ہے، "فَلْيُظَنِّ فِي مَاتَ" (اب جیسا چاہے مجھ پر گمان کرے) اخرجه
 الطبرانی فی الکبیر والحاکم عن واثلة بن الاسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند صحیحہ (اسے طبرانی نے
 معجم کبیر میں اور حاکم نے حضرت واثل بن اسقع سے بسند صحیح روایت کیا ہے۔ ت)

تیسری حدیث میں یوں زیادت ہے، "ان ظن خيرا فله وان ظن شرا فله" (اگر بھلا گمان کرے گا
 تو اس کے لیے بھلائی سب اور بُرا گمان کرے گا تو اس کے لیے بُرائی) مرواہ الامام احمد بن ابی حنبلہ
 مرضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حسن علی الصحیحہ ونحوہ الطبرانی فی الاوسط والوفعی فی المعجم
 عن واثلة مرضی اللہ تعالیٰ عنہ (اسے امام احمد نے سند حسنی سے صحیح قول پر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 اور اس کی شکل طبرانی نے اوسط اور ابوالخیر نے علیہ میں حضرت واثل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)
 جب اُس نے اپنی صدق نیت سے اس پر عمل کیا اور یہ سب بھلا سے اُس فیض کی امید کی تو مولیٰ تبارک و تعالیٰ نے
 احوال الاکرام میں ہے اُس کی یہ بیعت نہ کرے گا اگرچہ حدیث واقع میں کسی ہی ہو۔ واللہ الحمد فی الاولی والاخری۔

افادہ نو ذہم (عمل بھی گواہ سے کہ ایسی مکہ حدیث ضعیف مقول سے) وہاں تہ التوفیق، عقل الایم
 ہر تو ان نعوض ونقول کے علاوہ مذکور کی روایتی سہارہ کی بدولت حدیث متبرہ اور اس کا ضعف مخفی نہ سمجھیں
 گئے ہیں نقصان ہوں، غریبوں پر یقین تو نہیں غالب المذہب قد یضبط (بڑا جھوٹا بھی کچھ بولتا ہے) تو کیا
 معلوم کیا اس نے یہ حدیث ضعیف ہی روایت کی ہو۔ مقدمہ امام ابو ظفر علی الدین شہر زوی میں ہے،

اذا قام فی حدیث اندھیں صحیحہ فلیس ذلک
 قطعاً بانہ کذب فی نفس الامر اذ قد یکوثر
 ہمدقا فی نفس الامر وانما السراوہ لغیرہ
 اسنادہ علی الشرح المذکور
 حدیثیں جب کسی حدیث کو غیر صحیح بتاتے ہیں تو یہ اس کے
 فی الواقع کذب پر یقین نہیں ہوتا اس لیے کہ حدیث
 غیر صحیح بھی واقع میں سچی ہوتی ہے اس سے تو کتنی مراد
 ہوتی ہے کہ اس کی سند اس شرط پر نہیں جو حدیثیں نے
 صحت کے لیے مقرر کی۔

قریب و دیریب میں ہے،

اذ قیل حدیث ضعیف، فضعف اسم یہصح
 لہ المستند علی الصحیحین علی کم کتاب التوبۃ والاناۃ
 لہ مسند الامام احمد بن حنبل مسند ابی ہریرہ
 لہ مقدمہ ابن الصلاح النوع الاول فی معرفۃ الصحیح
 کسی حدیث کو ضعیف کہا جائے تو معنی یہ ہیں کہ اس کی
 مطبوعہ دار الفکر بیروت لبنان ۲۲۰/۴
 بیروت ۳۹۱/۲
 فاروقی کتب خانہ لندن ص ۸

اسنادہ علی الشرح، لہذا کو کلا ائکہ کذب فی نفس
الاکھریہ جو صدق، لکادیتہ لہ مختصا۔
کرتھوٹے سے پہلے کو لاہو احطفا

(تصحیح و تضعیف صرف بنظر ظاہری واقع میں ممکن کہ ضعیف صحیح ہو و بالعکس) محقق حدیث اطلاق فتح میں
فرماتے ہیں،

ان وصف الحسن والمصحیح والضعیف انما
هو باعتبار استنباط اما فی الواقع فیموجز علط
المصحیح و صحیح الضعیف۔
اسی میں ہے،

لیس معنی، الضعیف الباطل فی نفس الامر بل
ما یثبت بالشروط المعتمدة عند اهل الحديث
مع تحویر کونہ صحیحاً فی نفس الامر فیموجز
ان یقتن قرینة تحقق ذلك، وان الراوی
الضعیف اجاد فی هذا المرات المعین فیمحکم
بہ۔
ضعیف کے یہ معنی نہیں کہ وہ واقع میں باطل ہے بلکہ
یہ کہ بشرطیں اہل حدیث نے اعتبار کیس میں پر نہ آئی
اس کے ساتھ ہی تڑپے کہ واقع میں صحیح ہو، تو ممکن کہ
کرتی الاقین طے چشامت کوفے کہ وہ صحیح ہے اور
راوی ضعیف نے یہ حدیث خاص اچھے طور پر راکی ہے
اُس وقت، ضعف ضعیف راوی اس کی صحت کا حکم
کو دیا جاسکے گا۔

موضوعات گہریں ہیں،

المحققون علی ان الصیحة الحسن والضعف
انما هی من حیث الظاهر فقط مع احتساب
محققین فرماتے ہیں صحت، حسن و ضعف سبب
بنظر ظاہری واقع میں ممکن ہے کہ صحیح موضوع ہو وہ

علہ مسألة التخل قبل المضرب ۱۲ من (م)

علہ مسألة السجود علی کور لعمامة ۱۲ سر محمد نذ تقالی مر (م)

لہ تدریب الراوی شرح تقریب التراوی الخزان الاول الصحیح مطبوعہ دارالکتب الاسلامیہ لاہور ۱/ ۵۹، ۶۰
لہ فتح القدر باب التواکل مطبوعہ نورید رضویہ سکھر ۱/ ۳۸۹
لہ " باب صفة الصلاة " " " ۱/ ۲۶۶

کون الصحیح موضوع و عکسہ کذا افسادہ اور موضوع صحیح جیسا کہ شیخ ابن حجر کی نے منہ وہ
الشیخ ابن حجر النسکی۔
فرمایا ہے۔

اقول (احادیث ادویا کے کلام کے متعلق نفیس حاتم) یہی وجہ ہے کہ بہت احادیث جنہیں محدثین کرام
اپنے طور پر ضعیف و نامعتبر ٹھہرا چکے علمائے طلب عرفائے رب انکشافات مساوات مکاشفین قدسنا اللہ تعالیٰ
باسرارہم الجلیلہ و نورلوبنا با نوارہم الجلیلہ انھیں مقبول و معتبر بناتے اور بعضی جرم و قطع حضور پر نور سید عالم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نسبت فرماتے اور ان کے علاوہ بہت وہ احادیث تازہ لاتے جنہیں علمائے اپنے زبرد و فاقہ میں
کہیں نہ پاتے، ان کے یہ علوم الیہ بہت ہی ہر جنوں کو نفع دینا درکنار اُن کے باعث طعن و وقصیت و جرح و اہانت
ہو جاتے، حالانکہ العظمیٰ اللہ و جواد اللہ ای طاعتین سے بدرجہا اتقی قدرہ اعلم بانہ و شدت قویائی القول من رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (حالانکہ وہ ان طعن کرنے والوں سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے خوف رکھنے والے، اللہ تعالیٰ
کے بارے میں زیادہ علم رکھنے والے، سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف کسی قول کی نسبت کرنے میں بہت
احتیاط کرنے والے تھے۔ ت) تھے۔ ولکن

کل حدیث یسألہ فیہم فرعون و ربک
اعلم بالحدیثین۔
میزان مبارک میں حدیث،
اور ایک گروہ اپنے موجود پر خوش ہے اور تیار رہے
بذیت یافتہ کے بارے میں بہتر جانتا ہے۔ (ت)

اصحابی کا سجدہ یا ہم اقتدیتم اقتدیتم
میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے جس کی
اقتدا کرو گے ہدایت پاؤ گے۔ (ت)

کی نسبت فرماتے ہیں،
هذا الحدیث ان کان فیہ مقتل عبد المجتہدین
اس حدیث میں اگر چہ محدثین کو گنہگار ہے

علم فی فصل مان، وہی احد من الصماء فوق هذا المیزان ۱۳۷ (م)۔

سہ موضوعات کیر لڈ علی قاری زیر عیش من بلعہ عن اللہ شہ ۱۶ مطبوعہ مقبلی دہلی ص ۶۸
سہ القرآن ۵۲/۲۳ و ۳۲/۳۰
سہ القرآن ۹۸/۴ و ۱۵۲/۱۶ و ۱۱۴/۶
سہ المیزان الکبریٰ فصل مان ادنیٰ احد من الصماء مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر ۳۰/۱

ہو صحیح عبد اہل کشف

کشف الخفی عن جمیع الامم من ارشاد قرآن

کان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول من صلی
علی طہر قلبہ من النفاق ، کما یطہر الثوب
بالماء ، وکان صلی اللہ تعالیٰ یقول من قال
صلی اللہ علی محمد فقد فتح علی نفسی
صبحین ہما من الرحمة ، والحق اللہ مجتہد فی
قلوب اناس فلا یغضبه الا من فی قلبہ نفاق ،
قال شیخنا رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ ہذا الحدیث
والذی قبلہ مرویانہما عن بعض العاصمیین
عن الخضر علیہ الصلوۃ والسلام عن
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہما
عندنا صحیحان فی اعلی درجات الصحة وان
لم یشاہدہما الصحید ثوث علی مقتضی اصطلاحہم۔

مگر وہ اہل کشف کے نزدیک صحیح ہے۔

حضرت پروردگار تعالیٰ نے علیہ وسلم فرماتے ہو مجھ پر
دروہ پیچھے اس کا دل نفاق سے ایسا پاک ہو جائے
جیسے پڑا پانی سے ، حضور قدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فرماتے ہو کہ صلی اللہ علی محمد اس نے مشرورہ روز
رحمت کے اپنے اوپر کھول لیے ، اللہ عزوجل اس کی
جنت لوگوں کے دلوں میں ڈالے گا کہ اُس سے بغض
نہ رکھے گا مگر وہ جس کے دل میں نفاق ہوگا۔ ہاں یہ شیخ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ حدیث اور اس سے
پہلی حج نے بعض اولیاء سے روایت کی ہیں انہوں نے
سیدنا خضر علیہ الصلوۃ والسلام انہوں نے حضور پرورد
تعالیٰ نام علیہ السلام اس حدیث و اکمل السلام سے یہ دونوں
حدیثیں ہمارے نزدیک اعلیٰ درجہ کی صحیح ہیں ، مگر چہ
محدثین اپنی اصطلاح کی بنا پر انہیں ثابت نہ کریں۔

نیز میزان شریف میں اپنے شیخ سید علی بن خراسانی قدس سرہ العزیز سے نقل فرماتے ہیں:

کما یقال عن جمیع ما رواہ المحدث ثوث
بالسند الصحیح المتصل یعنی سند اسے
حضور الحق صلوات اللہ علیہ کے ساتھ
جس طرح یہ کہا جاتا ہے کہ جو کچھ محدثین نے سند صحیح متصل سے
روایت کیا اس کی سند حضرت امی مزارعہ تک پہنچتی ہے
یعنی جو کچھ علم حقیقت سے صحیح کشف والوں نے نقل فرمایا

عنہ آخر الجلد الاول یا جامع فصلاً لذكر آخر فصل الامم بالصلاة على النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ۲، منہ
عکس فصلاً فی بیان مستحالة خروج شی من اقوال المجتہدین عن الشریعة ۱۲ منہ

لہ امتیاز الکبریٰ فصل فان ادعی من العلماء
لہ کشف الخفی عن جمیع الامم فصل فی الامم بالصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم مطبوعہ دار الفکر بیروت ۳۴۵/۱

نقلہ اهل الکشف الصحیح من علم الحقیقۃ۔ اُسی کے حق میں یہی کہا جائے گا۔

بالجملہ اولیا کے لیے سراسر اس سند ظاہری کے دھڑا طر فراعشہ واطی ہے ولہذا حضرت سیدی ابوزہ بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و قدس سرہ السامی پتے زمانہ کے منکری سے فرماتے:

قد اخذتہ علیکم مینا عن صیغۃ واخذنا علینا تم نے اپنا علم سلسلۃ اموات سے حاصل کیا ہے اور ہم عن الی الذی لایموت تم نے اپنا علم حیات سے لیا ہے۔

نقلہ سیدی الاحامہ الشہرانی فی کتابہ المبارک اسے سیدی امام شہرانی نے اپنی مبارک اور عظیم کتاب الفتح الحالیہ قیت والجموہر احوال البعث السابع الیو اربعین ذکر کیا ہے۔ (ت)

حضرت سیدی امام المکاشفین علی اللہ والین شیخ اکبر ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ اہل دین کی تصریح فرمائی کہ طوطی پر ضعیف مافی لمی تھیں:

کما ذکرہ فی باب الثالث والسبعین من الفتوحات جیسا کہ انہوں نے فتوحات الکیۃ لشریۃ الانبیاء الکیۃ الکیۃ الشریۃ الانبیاء المملکیۃ وفتوح الیواقیت ہا۔ کے تیرھویں باب میں ذکر کیا اور الیواقیت میں اس مقام پر اسے حل کیا ہے۔ (ت)

اسی طرح خاتم مفاد الہدایت امام جلیل مدلل اللہ والین سیدی علی قدس سرہ العزیز پھیز بار بیداری میں جہاں آرائے حضور پروردگار سے لایا جیسا علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہر وہ جوئے بالمشافہ حضور قدس علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تحقیقات مددیت کی دولت پائی بہت اعادیت کی کہ طریقہ محمد بن پر صغیف طہری تھیں تصحیح فرمائی کہ کیا ان عارف ربانی امام الملامہ عبدالوہاب شہرانی قدس سرہ النورانی کی میزان الشریۃ الکبریٰ میں ہے من شاء فلیتشرع بمطالعته (جو اس کی تفصیل چاہتا ہے میزان کا مطالعہ کرے۔ ت) یہ نفیس و جلیل فن ہے کہ

محکم فی الفصل المذكور قبل ما مر من حوالہ صفحہ ۳۳ منہ من اللہ تعالیٰ عنہ (مر)

۲۵/۱	ملفوظات الہدیٰ فی مصر	فصل فی استحضار حقیقی من اقوال المجتہدین الم	ملفوظات الہدیٰ فی مصر
۹۱/۲	~ ~ ~	باب الثالث والسبعین والاربعین	~ ~ ~
۸۸/۲	~ ~ ~	~ ~ ~	~ ~ ~
۴۴/۱	~ ~ ~	فصل فی استحضار حقیقی من اقوال المجتہدین الم	~ ~ ~

بنا سبت مقام بکدامتہ تعالیٰ نفع رسائی برادران دینی کے لیے حوالہ قلم ہوا اور دلی پر نقش کر دین چاہئے کہ اس کے جاننے والے کم ہیں اور اس فقر شہ گاہ میں پسینے والے سبت قدم سے

خیلی قطع اخصافی الحب العلی

کثیر و اباب الحصول قلائل

(اسے میرے دوست! چراگاہوں میں ڈاکہ ڈالنے والے کثیر اور منزل کو پانے والے کم ہیں۔ ت)

بات دود پختی، گنایہ تھا کہ سند پر کیے ہی طعن و جرح ہوں ان کے سبب بطلان حدیث پر جزم ہیں جو سکتا ممکن کہ واقع میں حق ہو اور جب صدق کا احتمال باقی تو ماقبل همان نفع بے ضرر کی امید پاتا ہے اس فعل کو کمال تا ہے دین و دنیا کے کام امید پر چلتے ہیں پھر سند میں نقصان دیکھ کر ایک دست اس سے دست کش ہونا کسی عقل کا مقتضی ہے کیا معلوم اگر وہ بات سچی تھی تو خود فضیلت سے محروم رہے اور غلوئی جو تو فعل میں اپنا کیا نقصان فامیہم و تثبت ولا تکن من المستعوبین (انت) اسی طرح کچھ نے اس پر قائم رہا اور قصب کرنے والوں سے نہ ہو۔ ت) انصاف کیجئے مثلاً کسی کو نقصان عداوت غریزی وضعف اعدائے شکایت شدید جو یہ اس سے بیان کرے کہ فلاں مجھ کو مافوق نے اس مرض کے لیے سوئے کے حق سوئے کے کھل میں سوئے کی مزل سے مرق بیہوش کیا یا بتیلی پر انگلی سے شہد میں کئی بلیں کر کے چن تو گز فرمایا ہے تو حق سیر کا اقتضیٰ نہیں کہ اس پر ہم سب سے بھی متصل کی خوب تحقیق سے ذکر سے اس کا استقبال بنا حرام جانے، بس اتنا دیکھا کافی ہے کہ اصول طہرہ میں میرے لیے اسی میں کچھ حضرت تو نہیں ورنہ وہ مرہون کہ لفظ ہائے قربادوں کی سندیں و محرمات اور حال روایہ تحقیق کرتا پھر سے گا قریب ہے کہ بے عقلی کے سبب اسی ادویہ کے فوائد و نفع سے محروم رہے گا نہ عراقی تحقیق سے تریاتی نصیب ہا تھا اسے گا نہ مارگریہ دوا پائے گا بیہوش ہی حال ان فضائل اعمال کا ہے جب ہمارے کان تک یہ بات پہنچی کہ اسی میں ایسا نفع ذکر کیا گیا اور شرع مطہر نے ان افعال سے منع نہ کیا، تو اب ہمیں تحقیق محضار کیا ضرور ہے اگر حدیث فی نصب صحیح ہے فقہاء و رہم نے اپنی نیک نیت کا اچھا پھل پایا اہل ترمضوں بنا الا احدی المحسنین (تم م پر کس چیز کا انتظار کرتے ہو مگر وہ غریبوں میں سے ایک کا۔ ت)

افادۃ ستم (حدیث ضعیف احکام میں بھی مقبول ہے بلکہ محل اعتبار ہو) مقاصد شرح کا مارت اور کلمات علماء کا احق جب قبل ضعیف فی الفضائل کے دلائل ذکر کردہ عبارات سے بعد فتح المسبب امام ابن حجر علی و انور فی العلوم محقق دہائی و قوت القلوب امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے نیز تقریر فقیر ذکر افادۃ سے بعد پھر صحیح کرے گا

ان افوار تہجد کے پرتو سے بطور مدد سب سے مختلف اُس کے آئینہ دل میں مرقم ہو گا کہ کچھ فعل کی اعمال ہی میں انھما رہیں بلکہ عموماً جہاں اُس پر عمل میں رنگہ اعتیاد و نفس بے ضرورت نظر آئے گی بلاشبہ قبول کی جائے گی جانب فعل میں اگر اس کا دور و استجاب کی راہ بتائے گا جانب ترک میں تنزیع و تودرت کی طرف بلائے گا کہ آخر تحلیلی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحیح حدیث میں ارشاد فرمایا :

کیف وقد قيل: (کیونکہ نہ مانسہ کا حالانکہ کہا تو گیا) سواہ البخاری عن حقیقۃ بن الحارث النعمانی
مرحی اللہ تعالیٰ عنہ راستہ امام بخاری نے عقبہ بن حارث ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت۔

اقول وقال صلى الله تعالى عليه وسلم **اقول** رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم نے
فرمایا : جس میں شبہ پڑتا ہو وہ کام چھوڑ دے اور
ایسے کی طرف آجس میں کوئی وعدہ نہیں :
واع ما يري بك الى ما يري بك

سرواہ الامام احمد وابوداؤد الطیالسی والدارمی
والترمذی وقال "حسن صحیحہ" والنفائی
وابن حبان والحا کہ وصحیحہ" وابن قف نم
فی معجمہ عن الامام ابن الاحمر حدیث
الحسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما بسند
قوی وابو نعیم فی المحلیۃ والعیط فی التریخ
بطریق مالک عن ناعم بن عمر رضی اللہ
تعالیٰ عنہما۔
(ت)

ظاہر ہے کہ حدیث ضعیف اگر مورث ظن نہ ہو مورث شبہ سے تو کم نہیں تو عمل اعتیاد میں اس کا قبول میں ہرگز
شائع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مطابق ہے، احادیث اس باب میں بکثرت ہیں، اذ انجملہ حدیث اصل و اعظم
کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

من اتقى الشبهات فقد استبرأ لدينه وعرضه
ومن وقع في الشبهات وقع في الحرام كالراعي
جز شہادت سے بچے اُس نے اپنے دین و آبرو کی حفاظت
کری اور جز شہادت میں پڑے حرام میں پڑے گامیے

صحیح البخاری کتاب العلم باب العلم فی المسائل والنزول مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۹/۱
مسند احمد بن حنبل مسند البیہ و بوان اللہ علیہم اجمعین دار الفکر بیروت ۲۰/۱

حولی، یعنی پوشک ان ترتیب فیہ الاولیٰ کل مملک
حمی، الاولیٰ حمی، اللہ صحا سہ

روہ، شیخ عن الامام بن بشر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ

امام ابن حجر کی نے قول البیہقی میں ان دونوں حدیثوں کی نسبت فرمایا :
مردود علیہا الی شیء واحد وهو النقص التدریجی
یعنی حاصل مطلب ان دونوں حدیثوں کا یہ ہے کہ شبہہ
کی بات میں پڑنا غلط اولیٰ ہے جس کا مرجع کراہت
تدریجیہ -

الغزوہ جمل فرماتا ہے :
ان یک کا دیا فعلیہ کذیہ وان یک ہما دقا
یصوبکم بعد الدی بعد کمرہ

لکہ اللہ تعالیٰ یہ معنی ہیں ارشاد ولایم اوطال مکی قدس سرہ کے قوت القلوب شریف میں فرمایا :
ان الاخبیر الضعاف غیر محافظۃ الکتاب و
السنۃ لایدرن مردہا بل فیہا مایدل علیہا

واجرم علامتے کرام نے تصریح فرمائی کہ دربارہ اسلام بھی ضعیف حدیث مقبول ہوگی جبکہ جانب احتیاط

عہ فی فصل الحدیث والسنن ۱۲ (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰)

لہ صیح بخاری باب فصل من استبرأ لہ
مسلم شریف باب اذہ الخلال و ترک الشبہات
سنن ترمذی باب فی شرح بعض
سنن ترمذی باب فی تفسیر الاخبار
مطبوعہ قادیانی کتب خانہ کراچی
مطبوعہ دار صادر بیروت
ص ۱۳
۲۸/۲
سنن القرآن ۲۸/۲
۱۶۴/۱

میں ہر امام نووی نے اذکار میں بعد عبادت مذکور پھر کس بخاوی نے فتح المغیث پھر شہاب خفاجی نے نسیم الریاض میں فرمایا۔

اما الاحکام كاللحلل والحرام والبیع و
السکاح و الطلاق و غیر ذلک فلا یعمل فیہا الا
بالحدیث الصحیحہ او الحسن الا ان یتکون فی
احتیاط فی شیء من ذلک کما اذا ورد حدیث
ضعیف بکراهة بعض البیوع او الا نکحة فان
المستحب ان یتغیر عنه وکن لا یجب۔

امام جلیل بدول سیر علی تدریب میں فرماتے ہیں ا
و یعمل بالضعیف یضانی الاحکام اذا کان
فیہ احتیاط۔

علامہ علی غفرلہ میں فرماتے ہیں ا

الاصول ان الوصل بین الادب و سابقہ بین
فی کل الصلوۃ لما روی الترمذی عن جابر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال لبالی اذا اذنت
فترسل واذا قمت فاحدروا جعل یمن
او نکل و اقامت قد رما یفرخ لا یصل من
اکلہ فی غیر المغرب و انتشار من شربہ

عکس فی شرح الخطیۃ حیث استدل الاسامہ المصنف حدیث من مثل عن علی بن فضال الحدیث ۱۲ من

عکس فی عمل سنن الصلوۃ ۱۲ من

عکس قوله فی غیر المغرب ہکذا ہو فی مسقی الغیۃ و لیس عند الترمذی بل هو مدرج فیہ نعم ہوتا قبل من
العکس کما قال فی المعنیۃ بعد ما یقنن قائل قوله قد رما یفرخ الاکل من اکلہ فی غیر مصرف من شربہ فی المغرب

نسیم الریاض شرح الشعار تتمہ فائدہ صمد فی شرح الخطیۃ
مجموعہ دار الفکر بیروت ۲۲/۱
عکس تدریب الزادی شرح تخریب الزادی الترمذی الثانی والعشرون المجلد ۱۰ دار الشریک لاسلامیہ بیروت ۲۹۹

والمعتصم اذا دخل لقضاء حاجته وهو واثق
كان صعباً ولكن يجوز ان يذهب في مثل هذا الحكم
اگر شفقت ہے مگر ایسے حکم میں اس پر عمل روا
ہے۔

تفسیر (جو کہ دن بدن سے خون لینے کے باب میں) ایک حدیث ضعیف میں بدھ کے دن چپکنے لگانے
سے ممانعت آئی ہے کہ۔

من احتجم يوم الاس بعد يوم السبت فاصابه
بوص فلا يلزم الا نفسه
جو بدھ یا ہفتہ کے روز چپکنے لگائے پھر اس کے بدھ
پر کسی پیدار ہو جائے تو اپنے ہی آپ کو طاعت کرے۔

امام سیوطی لائی و تعقیبات میں منہ الفردوس دینی سے نقل فرماتے ہیں۔

سمعت ابی یزید سمعت ابی حمود و محمد بن جعفر
بن مطی الیم بنوری قال قلت یو صا ابی ہذا
الحدیث لیس بصحیح فاصدقت یس۔
الاس بعد من صا منی الیہ من رأیت رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی الصور مشککات
الیہ صلی فقال یا لک و لا سبہ من جنتی
فقلت تمت یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
ایک صاحب محمد بن جعفر بن مطی بن خلیفہ پوری کو قصہ کی
ضرورت تھی بدھ کا دن تھا خیالی کیا کہ حدیث مذکور تو
صحیح نہیں قصہ کے لی قرآن میں ہو گئی، خواب میں حضور
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرک
موتے حضور سے فرمایا کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّكَ وَالْاَسْتِغْنَاءُ بَعْدِي
(خبردار میری حدیث کو بھلا نہ سمجھنا) انھوں نے توبہ کی

عنه امام ترمذی نے فرمایا، هو استاد معجہول (یہ سند مجہول ہے) ۱۲ منہ (م)

عنه او اخر کتاب المرض والطب ۱۲ منہ (م)

کیا ہے ۱۲ منہ (م)

عنه باب الجنائز ۱۲ منہ (م)

باب الجنائز میں اس کو بیان کیا ہے ۱۲ منہ (م)

من غنیۃ المستمل فصل سنن الصلاة مطبوعہ سید الیڈی لاہور ص ۷۷ - ۳۷۹

سہ اشکال لاین حدی من ابیہ اسمعین عبد اللہ ابن زیاد مطبوعہ المکتبۃ الاشرفیہ شیخ فزیرہ ۱۳۴۶/۲

سہ اللالی المصنوع فی الحدیث الموصوع کتاب المرض والطب مطبوعہ ادبیہ مصر ۲۸/۳

وسلم فاستهبت وقد عافاني الله تعالى وذهب
ذلك عني

جلیلہ ہفتہ کے دن خون لینے کے بارے میں، امام ابن مبارک روایت فرماتے ہیں ابو سعید خدریؓ نے بچے لگانے پاس ہے، ہفتہ کا دن تھا غلام سے کہا حجام کو بلاؤ، جب وہ پہلا حدیث یاد آئی پھر کچھ سوچ کر کہا حدیث میں تو ضعف ہے، عرض لگائے، برس ہو گئی، خواب میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فریاد کیا، فرمایا:

ایمان والا استھانۃ بعدی (دیکھ مری حدیث کا معاملہ آسان نہجائے)

انہوں نے سنت مانی، اللہ تعالیٰ اس مرض سے نہایت دوسے قریب کبھی حدیث کے معاملہ میں سب انکاری نہ کروں گا صحیح ہو یا ضعیف، اللہ عزوجل سے شفا بخجی ہے لا الہ الا اللہ

اندرج بن عساکری تاریخہ من طریق ابی علی مہرا بن ہارث بن الحافظ الہاربی قال سمعت امامین
الحسین بن الحسن الطبری یقول سمعت المجاہدۃ یوم السبت فقلت للعلامہ ارجح لی ایحجام فلما ولی
العلامہ ذکریت خیر الذی من اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من حجتہم يوم السبت ولیوم الابد بعدا واحیاء فیض
فدا یلو من الانفسہ قال فذہبت الفلام ثم تفکرت فقلت هذا حدیث من اسنادہ یضعف نقلت للعلما

ارجح الحجامہ لی فدعاہ، فاحتججت عاصم بنی البرص، فرایت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
وسلم فی النور مشکوت الیہ حالی فقال یا کمالا تہانۃ بعدی فقد روت اللہ تبارک و تعالیٰ وھب
اللہ مالی من البرص ثم اتھان فی خبر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحیح عاکاں اوسقیا وھب
اللہ عنی ذلك البرص۔ (نوٹ اس عربی عبارت کا ترجمہ مینڈس سے شروع ہو کر عربی عبارت سے پہلے ختم ہو جاتا ہے)
مفقیدہ (پھر کے دن ناخن تراشنے کے امر میں) یوں ہی ایک حدیث ضعیف میں بدھ کے دل ناخن
کترانے کو آیا کہ مرثیہ برص ہوتا ہے، بعض علمائے کترانے، کسی نے برہانے حدیث منیہ کیا، فرمایا حدیث

عہ تلو امر ۱۶ منہ دم، لال میں اس عبارت کے قریب جو پہلے گزر چکا ہے (ت)

شہ النالی المصنوع فی الاحادیث الموضوعہ کتاب المرض والطب مطبعہ ادبیہ مصر ۲/۲۱۹

شہ

صحیح نہیں قرآن جتلا ہو گئے۔ خواب میں زیارت جمال پر مثال حضور پروردگار محبوب ذی الجلال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے، شافی کافی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور اپنے حالی کی شکایت عرض کی، حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے دن رات خدا کو ہم نے اس سے نفی فرماتی ہے؟ عرض کی حدیث میرے نزدیک صحت کو نہ پہنچی تھی۔ ارشاد ہوا تمہیں اتنا کافی تھا کہ حدیث ہمارے نام پاک سے تمہارے کان تک پہنچی۔ یہ فرما کر حضور ممبر کی افکہ والا برص کی الحوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا دست اقدس کس کے پناہ و دوا جان و دستگیر بیکساں ہے، ان کے بدن پر لگا دیا۔ فوراً اچھے ہو گئے اور اُنکی وقت قبر کی کہ ایک کبھی حدیث میں کرتی نفی مکرر لگا دیا۔ علامہ شہاب الدین غازی صریحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فیروز اللغات شرح شفاء امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں:

قص الاظفار وتغییبها سنة وروى النهی عنه فی يوم الام بقاء وانه يورث البصر، وحكى عن بعض العلماء انه فصله نهی عنه فقال لم يثبت هذا لظففة البصر من ساعته فخرای السببی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی منامه فتشک الىه فقال له الم قسم نهی عنه، فقال لم يصح عندی فقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یکتفی انہ سمع، ثم مسح بیده الشریعة، فذهب عایہ فتاب عن مخالفة ما سمع آھ۔ (نوٹ: اس عربی عبارت کا ترجمہ مفید ص ۹۹ سے شروع ہو کر عربی عبارت کے تحت ہوتا ہے۔ یہ بعض علماء امام غازی رحمہ اللہ کی اصل کتاب قدس سرہ العزیز سے عبارت ہے ای ما شہیدہ در مختار میں فرماتے ہیں: بعض آثار میں آیا ہے کہ بعد کے دن ناخن کڑوا دالے کہ برص کی بیماری عارض ہر جاتی ہے کہ صاحب مدخل ابن الحجاج کے بارے میں ہے کہ انہوں نے بعد کے روز ناخن کاٹنے کا ارادہ کیا، انہیں یہ نبی الی بات یاد دلائی گئی تو انہوں نے اسے ترک کر دیا پھر خیال میں آیا کہ ناخن کڑوانا سنت ثابت ہے اور اس سے نمی کی روایت میرے نزدیک صحیح نہیں۔ لہذا انہوں نے ناخن کاٹ لیے تو انہیں برص عارض ہو گیا تو خواب میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی

وروی بعض الآثار والنہی عن قص الاظفار
یوم الام بقاء فانه یورث وروی ابن الحجاج
صاحب المدخل انہ سمع قص الاظفار یوم
الام بقاء، فتذکر ذلک، فترک، ثم ساری
ان قص الاظفر سنة حاضرة، ولم يصح
عنده النهی فقصر، فلاحقه ای احسا بسا
البصر، فخرای السببی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فی النوم فقال لم قسم نهی عن ذلک۔
فقال یا رسول اللہ لو يصح عندی ذلک فقال

يَكْفِيكَ اَنْ تَسْمَعَ، ثُمَّ صَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَسَلِّ عَلَى بَدَنِهِ فَقَالَ الْمُبَيْيَّنُ جَمِيعًا فَقَالَ ابْنُ لُحْجٍ
رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى فَيَجْعَلُ دُونَ هَذَا اللهُ تَوْبَةً اَتَى
لَا اُحَافِظُ مَا سَمِعْتُ عَنِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيْدِيًا ۝

ان کے جسم پر اپنا دستِ اقدس پھر اتر تمام جس زائل ہو گیا ابی الخلفا کہتے ہیں کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور اس بات سے توبہ کی کہ آئندہ جو حدیث بھی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سُنتوں گا اس کی مخالفت نہیں کروں گا۔ (ت) سب سے ان شاء! جب عملِ احتیاط میں اور حدِ ضعیفہ تو احکام میں مقبول و معمول، تو فضائل تو فضائل ہیں، اور ان فرائض و فرائضِ ضعیفہ سے بکر اللہ تعالیٰ عقلِ سلیم کے نزدیک وہ مطلب بھی روشن ہو گیا کہ ضعیفہ حد اس کی غلطی واقعی کو مستلزم نہیں۔ دیکھو یہ حدیثیں بلایا سستہ کسی مخالفت میں اور واقعی میں اُن کی وہ شان کو مخالفت کہتے ہی فرائضِ یقین ظاہر نہیں، کاش منکرانِ فضائل کو بھی اللہ عز و جل تعظیمِ حدیثِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توفیق بخشنے اور اُسے ہلکا سمجھنے سے نجات دے۔ آمین!

افادہ بستی دیکھ (حدیثِ بیست پر عمل کے لیے نام آس باب میں کسی صحیح حدیث کا آنا ہر ضروری نہیں) بذریعہ حدیثِ ضعیفہ کسی فعل کے لیے عملِ فضائل میں استحباب یا مرفوعہ احتیاط میں حکمِ ترمذ ثابت کرنے کے لیے نہ رننا اصل اس کی حاجت نہیں کہ بالخصوص اس فعل میں کے باب میں کوئی حدیث صحیح بھی وارد ہوئی ہو، بلکہ یقیناً قطعاً صرف ضعیف ہی کا رد و ان احکام استحباب و ترمذ کے لیے ذریعہ کاغذ ہے، افادات سابقہ کو جس نے ذرا بھی جو کوشش ہوئی تھا کیا آگے اُس پر یہ امر شمس و اس کی طرہ واضح و روشن۔ مگر انجانا کہ مقام مقام افادہ ہے ایضاً جاتی کے لیے چند تنبیہات کا ذکر مختصراً۔

اولاً کلماتِ علمائے کرام میں باؤ کو قطعاً قطعاً اس جرح و کثرت سے آئے، اس تعقید بعد کا کہیں نشان نہیں تو غرض ہی مطلقاً کو از پیش غرض مقرر کیا کہ نہ قابل قبول۔

ثانیاً بلکہ ارشاداتِ علمائے ائمہ اس کے خلاف، مثلاً عبارات اذکار وغیرہ خصوصاً عبارت ۱۰ ام ابی ابراہیم جرحی صریح ہے کہ ثبوت استحباب کو ضعیف حدیث کافی۔

اقول بلکہ خصوصاً اذکار کا وہ فقرہ کہ اگر کسی میں یا نیکان کی کراہت میں کوئی حدیث ضعیف آئے تو اس سے پکنا مستحب ہے واجب نہیں۔ اس استحباب و انکار وجوب کا فساد ہی ہے کہ اُس سے نہیں حدیثِ صحیح دہائی کہ وجوب ہوتا تھا ضعیف نے صرف استحباب ثابت کیا اور سب سے اصل و اصل کلام امام ابو طالب کی ہے جس

میں قرباقت و اس قبیحہ جدید کا رد صحیح فرمایا ہے کہ "وان لم یشهد الہ" (اگرچہ کتاب و سنت اس صاحب امر کے شاہد نہ ہوں)

مثلاً اس مقام سے فقہ و حدیث کا خلاصہ مقدم و حدیث اس قید کے بطلان پر شاہد عدلی، حاجی انھوں نے احادیث ضعیفہ سے ایسے امور میں استدلال فرمایا ہے جن میں حدیث صحیح و اصل موعودہ نہیں۔
اقول مثلاً:

- (۱) نماز نصف شب کی نسبت علی قاری۔
- (۲) صلاۃ الصبح کی نسبت بر تقدیر تسلیم ضعف و جہالت امام زرکشی و امام سبکی کے اقوال قاعدہ دوم میں گزرے۔
- (۳) نماز میں اہمیت اتنی کی نسبت امام محقق علی الاطلاق کا ارشاد قاعدہ شانزدہم میں گرا دیا اس تعقیب کے برعکس حدیث ضعیفہ پر عمل کو فقہی صحت سے مشروط فرمایا ہے۔

قال روی العاکم عنہ علیہ الصلاۃ والسلام ان
سرکون ان تقبل صلا تکم غلیظ مکرم خیر من فام
صوم و اکاف الضعیف عیو الموصوع یصل بہ
فی مسائل الاحمال

حاکم نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گزلی
ذکر کیا ہے کہ اگر تم یہ پسند کر سکتے کہ تمہاری نماز قبول
ہو جائے تو تم اپنے میں سے ستر شخص کو امام بناؤ، اگر یہ
دو تین بہ درجہ شیعہ ہے موعودہ نہیں اور
فضائل الاحمال میں حدیث ضعیفہ پر عمل کیا جائے (ت)
(۴) نیز امام مودوع نے تمیز و تکلیف قریبی کا فرقہ بارہ میں احادیث ذکر کیں کہ جب ابو ظاہر سے حضور اکرم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا کہ انھیں نکلا کہ دفعی کرائیں پھر خود غسل
کریں مودع غلطیت سے غفلت کی حدیثیں نقل کیں، پھر فرمایا،

لیس فی هذا ولا فی شی من طسوق علی
حدیث صحیح، لکن طرق حدیث علی کثیرۃ
والاستحباب یثبت بالصحیف غیر الموضوع

ان دونوں باب میں کوئی حدیث صحیح نہیں مگر حدیث علی کے
طرق کثیر ہیں اور استحباب حدیث ضعیفہ غیر موضوع سے
ثابت ہو جاتا ہے۔

(۵) غفلت کے بعد استحباب ندیل کی نسبت علامہ ابراہیم علی

(۶) تائید بابت کی نسبت امام ابن امیر الحاج۔

(۷) استحباب مسح کردن کی نسبت موقوف علی کی۔

(۸) استحباب تلقین کی نسبت امام ابن الصلاح و امام قزوینی و امام سیوطی کے ارشادات افادۃ مقدم۔

(۹) کراہت وصل بین الاذان و الاقامت کی نسبت علامہ علی کا کلام۔

(۱۰) بدھ کو ناحق تراشے کی نسبت خود نسیم ارباضی و عطای کی اقوال افادۃ بستم میں رد و رد گش سامعین پر۔
یہ سنس تو سبیں موجود ہیں اور خوف اطاعت نہ ہو تو سوسو تو سوا ایک ادنیٰ ظفر میں جتنے ہو سکتے ہیں، مگر ایضاً واضح میں اطمینان تاکہ۔

رابعاً، اقول نصوص و احادیث مذکورہ افادات بستم کو دیکھنے کیس بھی اس قید بے معنی کی مسامتہ فرماتے ہیں؛ حاشا بلکہ باعلیٰ نہ اس کی لغویت بتاتے ہیں کس کا یہ معنی علی اولیٰ النهی (جیسا کہ صاحب عقل دوگوں پر معنی نہیں۔ ت)

خامساً، اقول و بانہ الترفیق اس شرط ازائد کا اضافہ اصل مسأله اجماعیہ کو محض لغو و مغل کر دے گا کہ اب حاصل یہ ٹھہرے گا کہ احکام میں تو مقتضائے حدیث ضعیفہ پر کاربندی اصطلاحاً جائز نہیں اگرچہ ہاں حدیث صحیحہ موجود ہو اور ان کے بغیر میں بحالت موجود صحیح صحیح دور نہ قبیح۔

اقول اس تقدیر پر عمل مقتضی الضعیف من حدیث بہ مقتضی الضعیف ہو گا یا من حدیث بہ مقتضی الصحیح ثانی قطعاً احکام میں بھی حاصل اور تفرقہ زائل کیا احکام میں درود ضعیف صحاح ثابۃ کو بھی رد کر دیتا ہے؛ ہذا لا یتقول بہ جاحل (اس کا قول کوئی جاہل بھی نہیں کر سکتا۔ ت) اور اولیٰ خود شرط سے روع یا قول بالمتناہین ہو کر مدفع کہ جب صحیح علی درود صحیح ہے تو اس سے قطع نظر ہو کر صحت کیونکر !

ثانیاً اگر صحیح نہ آتی ضعیف بیکار تھی تائی تو ہی کفایت کرتی ہر حال اس کا وجود عدم یکساں ہر معمول پر ہونا کہاں !

ثالثاً بعد مرۃ اخیرۃ اظہر و اجدلی (ایک سری عبارت کے ساتھ زیادہ قلمبر و واضح ہے۔ ت) حدیث پر عمل کے یہ معنی کہ یہ حکم اس سے ماخوذ اور اس کی طرف مضاف ہو کر اگر نہ اس سے لیجئے نہ اس کی طرف اسناد دیکھتے تو اس پر عمل کیا ہوا، اور شک نہیں کہ خود صحیح کے ہوتے ضعیف سے اخذ اور اس کی طرف اضافت پر معنی، مثلاً کوئی کچھ چراغ کی مدد شنی میں کام کی اجازت تو ہے مگر اس شرط پر کہ نور آفتاب بھی موجود ہو۔ سبحان اللہ جب مہر نیمروز خود جلوه افروز تو چراغ کی کیا حاجت اور اس کی طرف تکب اضافت؛ اسے چراغ کی روشنی میں کام کرنا کہیں گے یا نور شمس میں ! حظ

آفتاب اندھ جہاں آنکر کہ مجھ پر سہما

(جب جہاں میں آفتاب ہو تو سہما (ستلہ) و حزن نہ تھے سے کیا فائدہ !)

ہر جمہور معنی مستلزم ہی ہے کہ حدیث ضعیف احکام میں کام نہیں دیتی اور دوبارہ فضائل کافی ووافی۔

(تحقیق مقام وازانہ اولم)

شہر اقول اب ہم تحقیق مقام اور وضاحت مقصد کیلئے ایسی گفتگو کرتے ہیں جس سے پردے ہٹ جائیں اور شک کو کہ شبہات ختم ہو جائیں گے اور وہ ثابت ہو جائیں کہ اس مسئلہ میں علماء دو طرح کے الفاظ استعمال کرتے ہیں عمل اور قبول، عمل بالحدیث سے مراد یہ ہے کہ اس حدیث پر اعتقاد کرتے ہوئے اور اس کے مقتضی کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس میں مذکور حکم کو جاری کیا جائے، اس میں قید کا اضافہ ضروری ہے اس لئے کہ آپ کا حفظ کرتے ہیں کہ کسی فعل کے متعلق حدیث صحیح اور حدیث موضوع دونوں اگر موافق ہوں اور عمل کو بجا لانے والا حدیث صحیح کو پیش نظر رکھتے ہوئے عمل کرے تو اب موضوع ہر عمل ضرور کا قبول بالحدیث ہے کہ اگرچہ ضعف بیان کے بغیر روایت کے معنی کا احتمال ہو تو اس کا حاصل یہ ہو گا کہ ضعیف میں جو کمزوری ہے اس پر سکوت کرتے ہوئے فضائل میں اس کی روایت کرنا جائز ہے لیکن احکام میں نہیں، اگر قبول بالحدیث کا یہی معنی صحیح ہو تو یہ معنی عمل بالحدیث ہی کی طوٹ ٹوٹ جاتا ہے، کیسے؟ وہ ایسے کہ احکام کے بارے میں مروی روایات کے ضعف کو بیان کرنا اس لئے واجب و ضروری ہے کہ کسی پر عمل سے روکا جاسے کہ احکام میں برہنہ جواز نہیں پھر اگر احکام میں بھی برہنہ جواز نہ ہو تو ایجاب میں فضائل و احکام دونوں برابر ہو جائیں گے۔ غلط یہ کہ دونوں جہتوں میں اس امر پر دلیل ہے کہ غیر احکام میں ضعیف حدیثوں پر عمل کرنا جائز ہے۔

(تحقیق المقام وازانہ الاوہام)

شہر اقول تحقیق المقام و تنقیح المراد حدیث یکشف الغماہ و یعرف الادھام ان المسائل تدور بین العلماء انھما ینتھین العمل و القبول اما العمل بحدیث، فلا یصح بہ الا احتشال ما فیہ تعویلا علیہ و الجہزی علی مقتضیہ نظریہ و لا بد من ہذا القید الا تری ان لو توافق حدیثان صحیحہ و موضوع علی فعلی و فعلی لا مہربہ فی الصحیحہ لایکون ہذا محلا علی الموضوع و اما القبول فہو ان احتمال معنی الروایۃ من دون بیان الضعف، فیکون الماحصل ان الضعیف یحوز روایتہ فی بعض من ہم اسکو حد فیہ دون الاحکام علیکن ہذا المعنی علی تقدیر صحیحہ انما یرجع الی معنی العمل کیف ولا منشاء لایجاب انھما الضعف فی الاحکام الا التحذیر عن العمل بہ حیث لا یسوغ ظنہ لیسفہ فی غیرھا یعنی لکان ساوھا فی لایجاب فدار الا مرقی کلت الغماہ ینتھین العمل تعویلا لیشی علی مقتضی الضعاف فی ما دون الاحکام فانضمیم ما استدلتنا بہ خاصا و انکشف الظلام ہذا هو التحقیق بیدان ہما راجلین من اہل العلو و ثلث اقدار اقلوہما فاحملا العمل و القبول علی ما لیس میراد ولا حقیقا بقبول۔

اب ہمارے پانچوں استدلال واضح ہو گیا اور تاریکی کھل گئی اور تحقیق یہی ہے۔ علاوہ ازیں یہاں دو اہل علم ایسے ہیں جن کے قلم کے قدم پھیل گئے، انہوں نے عمل بالحدیث اور قبول بالحدیث کو ایسے سخی پر عمل کیا ہے جو مراد اور قابل قبول نہیں۔ (ت)

ان میں سے ایک علامہ مفتاحی رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں انہوں نے محقق دہلوی کے رد کا ارادہ کیا اور انھیں ان کے کلام کے ظاہر سے وہم ہو گیا کہ اس کا عمل وہ ہے جب حدیث ضعیف ان اصول کے یکے بائے ہیں اور جو جن کا استحباب ثابت اور اس میں غلبہ کی نسبت ہو یا بعض صحابہ کے فضائل یا اذکار منقولہ کے بارے میں ہو کہ، احکام و اعمال کی تفصیل کی ضرورت ہی نہیں جیسا کہ وہم کیا گیا کیونکہ اعمال اور فضائل اعمال میں فرق ظاہر ہے اور

اقول: شفا فی فضائل اہل حق محقق دہلوی کی مخالفت نہ کرتے قرآن کے کلام کا معنی درست ہوتا ہے کیونکہ ثبوت بعض اوقات معنی ہوتا ہے اور بعض اوقات کسی عمومی اصل کے تحت ہوتا ہے اگرچہ اہمیت کی اصل پر ہو کیونکہ مباح نیست سے مستحب ہوتا ہے اور ہم قبول ضعاف کو اس کے ساتھ مشروط ہونے کا انکار نہیں کرتے یہ کیسے ممکن ہے؟ اگر یہ بات نہ ہو تو اس میں ضعیف کو صحیح پر ترجیح لازم آتی اور وہ بالاتفاق باطل ہے اگر فاضل حق بھی یہی معنی مروجیتے تو درست تھا اور اپنے قول او لا ذکر اس المناوشہ کے تکرار سے منظور ہو جاتا ہے لیکن فاضل رحمہ اللہ علیہ محقق کی مخالفت کے درپے تھے

احمد ہما العلامة الفاضل المتعاضی
رحمہ اللہ تعالیٰ حینث حوالہ المذہب علی المحقق
الدوانی واوہم بظاہر کلامہ ان محدثا ذروی
حدیث ضعیف فی ثوب بعض الامور الثابت
استحبہ والترغیب فیہ اذ فی فضائل بعض
الصحابة او الاذکار المناوشہ قال
ولا حاجة الی التخصیص الاحصاء
و لا اعمال کما توہم للفرق ان ظاہر حینث
الاعمال و فضائل الاعمال

اقول: لولا ان الفاضل علی المدق خلافت
المحقق لکان کلامہ معنی صحیحہ ، فان
الثبوت اعم من الثبوت عینا و بامداد تحت
اصل عام و لو اجمالیة الاباحة فان المباح یصیر
بالنیة مستحبا و نحن لا سکون قبول الضعاف
مشروط بذلک کیف و لولا لکان یہ ترجیح
الضعیف علی الصحیح و ہوا ظہر و فاما قیاس
امراء الفاضل ہذا المعنی لاجاب و لمسلم
من التکرار فی قوله و الاذکار المناوشہ لکنہ رحمہ
اللہ تعالیٰ یبعد و مخالفة المحقق المرصوم
و قد کان المحقق انما حول علی ہذا المعنی

الصحيح حيث قال المباحات تعبر بالذنية
عبادة فكيف عاقبه شبهة الاستحباب لاجل
الحديث الضعيف لاجل أن الجواز معلوم
خاص بالاستحباب ايضا معلوم من القواعد
الشرعية المدالة على استحباب الاحتياط
في امر الدين ولو ثبت ثبوت من الاحكام بالحديث
الصحيح بل اوقع الحديث شبهة الاستحباب صدر
الاحتياط ان يعمل به فاستحباب الاحتياط
معلوم من قواعد الشريعة انه ملخصا فالظاهر
من عدم استصحاب انه يبيد الثبوت عما يحكم به
ويؤيده تشدده بالفرق بين الاحمال وفضائلها
فان امره عهد وجنود براهين لا قبل لاحد بها
وقد انك بعضهما.

اور محقق نے اسی معنی صحیح پر اعتماد کیا تھا چنانچہ کہ کلمات
نیست سے عبادت قرار پاتے ہیں تو اس کا کیا حال
ہوگا جس کے استحباب میں حدیث ضعیف کی وجہ سے
شہد ہو؟ حاصل یہ ہے کہ جواز خارج سے معلوم ہوتا ہے
اور استحباب بھی ایسے قواعد شرعیہ سے معلوم ہوتا ہے
جو امر دینی میں احتیاطا استحباب پر وال ہیں، پس
احکام میں سے کوئی بھی حدیث ضعیف سے ثابت نہ ہوگا
بلکہ حدیث استحباب کا شہد پیدا کر دے گی لہذا احتیاطا
اسی پر عمل کرنا ہوگا اور احتیاطا استحباب کی قاعدہ شرعیہ
معلوم ہو اسے احکام کی عدم پسندیدگی سے ظاہر
ہوتا ہے کہ انہوں نے ثبوت سے مراد صحت یہی نہیں بلکہ اس
کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ انہوں نے اس پر استدلال
احمال اور فضائل احمال کے فرق سے کیا ہے اگر انہوں
نے یہی مراد یہاں سے قرینہ لائی کہ انبار جس کے سامنے کوئی نہیں ٹھہر سکتا اور بعض کا ذکر آپ صبح کیا۔ (دست)

عنه ويكده ايضا على ما قبل معاينة العلماء ميت
فضائل الاعمال والترتيب على ما هو الظاهر
من كلامهم طاعة ابن الصلاح فضائل الاعمال
وسائر من الترتيب والترتيب وسائر حالات
له ما لا يحكم والعقائد قد توضح ما قيل، اقول
بل المراد به فضائل الاعمال الاعمال النعم هي
فضائل تشبه بذلك كل من العلماء المادة في
الافادة السابقة عشر كقول الفقيه والمقارن و
اسيوحي وغيرهم كما لا ينبغي حجب من له ادنى
مسكة ۱۲ مدرج انما قاله (دست)

اسے یہ بات بھی روکتی ہے کہ علماء کی عبادت کے لئے
ہوتا ہے کہ فضائل اعمال اور ترتیب ایک شے نہیں
ابن صلاح کے الفاظ یہ ہیں کہ فضائل اعمال اور ترتیب
ترتیب کے معانی اور وہ چیزیں جن کا تعلق احکام
عقائد سے نہیں ہے یہ اقل کی وضاحت ہے اقول
(میں کہتا ہوں) بلکہ اس سے مراد فضائل اعمال ہیں
جن کی شہادت علماء کا کلام دیتا ہے جو کہ مترجمن افادہ میں
گزارا مثلاً فقیہ، قاری اور سیوطی وغیرہ کے اقوال
اور بیانات ہر اس شخص پر معنی نہیں جس میں کوئی سا
شور ہو ۱۲ مدرج انما قاله (دست)

سنة القرون معلوم للمدوات

من الی اقول اذن یرجم معنی العمل
بعد الاستقباء التام الی ترجی اجر مخصوص
علی عمل مخصوص ای یحور العمل بشی مستحب
معلوم الاستحباب مترجیا فیہ بعض خصوص
الثواب لورود حدیث صمیمت فی الباب قال انت
نہ نکم عن هذا الرجاء اھو کشلہ بعد حدیث صحیح
ان وردا و نہ الاولی یا علی فان صحت
الحدیث بفعل لا یجبر صمیمت ما ورد فی الثواب
المخصوص علیہ و علی الثانی هذا لا یقدر من
الرجاء یدیک فی الحدیث الضعیف فی حاجۃ
الی ورودہ صحیحہ یخصوص العمل نعم لا بد ان
یکون مایجیر الشرح من جاز الثواب علیہ و
هذا حاصل بالاندراج تحت اصل مطلوب او
مباح من قصد عندہ فقتل استنبات ان
الوجه من المحقق الدوائی واللہ تعالی اعلم۔
تذکرہ کا یا مباح بقصد منہ و الدوائی غرض
ثانیہ مباح بعض من تقدم الدوائی غرض
ای مراد الخوف ای بما مر من کلامہ فی الاربعین
والا ذکر انہ اذا ثبت حدیث صحیح او حسن فی
صمیمت عمل من الاعمال تجوز رواۃ حدیث
الضعیف فی هذا الباب قال المحقق بعد نقلہ
فی الاثر و لا یخفی ان هذا لا یرتبط بکلام الوفا
فصل عن الیکون مرادہ ذلك ، فکم بن جواز
العمل واستحبابہ و بہن مجرہ نقل الحدیث
فرق علی انہ لو لم یثبت الحدیث الضعیف و

علاوہ ایں میں کہتا ہوں انہما سے گفتگو کے بعد
ابن علی کا کہنی عمل مخصوص پر اجر مخصوص کی امید دلانا ہے
یعنی کسی مستحب جس کا استحباب واضح ہے پر عمل کرنا اور
اس میں مخصوص ثواب کی امید کرنا جائز ہوگا اس لئے
کہ اس سے بارے میں حدیث ضعیف موجود ہے ثواب
ہم اس امید کے بارے میں تم سے پوچھتے ہیں کیا یہ اسی
رہا کی مثل ہے جو حدیث صحیح کی وجہ سے ہوتی ہے اگر
وہ وارد ہو یا اس سے کم درجہ کی پہلی صورت باطل ہے
کیونکہ صحبت حدیث کسی ایسی روایت پر جابر نہیں
ہر سکتی جو کسی مخصوص ثواب کے بیان کے لیے وارد
ہو اور دوسری صورت میں اس قدر رہا۔ کے لیے حدیث
ضعیف کی کافی ہے تاہم کسی مخصوص فعل کے لیے حدیث
صحیح سے ضروری ضرورت درجی ہاں یہ بات خود ہی
سب سے کہ وہ فعل ایسے اعمال میں سے ہو کہ شریعت نے اس
پر ثواب کی امید دلائی ہو اور یہ اصل ہے اصل مطلوب
تہذیب کا واضح ہو گیا کہ دلیل محقق دوائی کے ساتھ ہے و نہ تہذیب
اس میں سے دوسرے دوائی سے پہلے کے کچھ لوگ
ہیں جنہوں نے یہ گمان کیا کہ امام خود ہی نے ربیع اور
اذکار میں جو گفتگو کی ہے اس سے مراد یہ ہے کہ
جب کسی عمل کی فضیلت کے بارے میں حدیث صحیح یا
حسن یا بہت ہو تو اس کے بارے میں حدیث ضعیف کا
روایت کرنا جائز ہے ، محقق دوائی نے انہو ذیل العلوم
میں اسے نقل کرنے کے بعد یہاں غرضی در ہے کہ اس غرض کا
امام خود ہی کے کلام کے ساتھ کوئی تعلق ہی نہیں ہو جائیگا
انکی مراد ہو گی کہ اکثر طریق پر جواز عمل دستیاب مل اور بعض نقل شد

الحسن فی فضیلة عمل من الاعمال يجوز فقل
الحديث الضعیف فیها ، لاسیما مع التنبیه علی
ضعفه ومثل ذلك فی کتب الحديث وغیره شائع
یشهد به من تنبه ذی تتبع الحق
مثالیں کتب حدیث اور دیگر کتب میں کثیر ہیں اور اس بات پر ہر شخص گواہ ہے جس نے اس کا تصور اس اصطلاح
بھی کیا ہے اور (ت)

اقول لاری احدا من یفتی فی العلم
یتنبی فی النیابة الی حد یجلیس وایة الصحاح
مطلقا مع بیان المصنف فان فیہ خسرنا
لاجماع المسائل وشیما ینابجیم المحدثین
وانما السمراد السروایة مع السکوت
عن بیان الوهمن فقول المحقق لاسیما
مع التنبیه علی ضعفه ، ینسب
محدیہ والآن تعود الی تربیت مقالته
منقول **اولا** هذا الی ابدی ان سلسلہ و
سلسلہ یتمش الا فی لفظ القبول کما اشہرنا
الیہ سابقا فموجود روایة حدیث نوکان
عملا به لئلا یشکون من موثق حدیث
فی الصلاة فقد صلی اوقت الصوم
فقد صام وھکذا مع ان الواقع فی کمال
الامام فی کلاکت بیت انما هو لفظ العمل
وھذا اما الشاس الیہ البدائی
بقوله ان هذا لا یربط الا

کے درمیان فرق ہوتا ہے ، علاوہ ازیں اگر کسی عمل کی
فضیلت میں حدیث صحیح یا حسن ثابت نہ بھی ہو تب بھی
اس میں حدیث ضعیف کا روایت کرنا جائز ہے ، خصوصاً
اس تنبیہ کے ساتھ نقل کرنا کہ یہ ضعیف ہے اور اس کی
ساتھ ہر شخص گواہ ہے جس نے اس کا تصور اس اصطلاح

اقول میں ایسے کسی بلی علم کو نہیں جانتا جو نہایت
کے اس وجہ پر پہنچ چکا ہو کہ حدیث ضعیف کا ضعف
بیان کرنے کے باوجود اس کی روایت کو مطلقاً محال
تصور کرتا ہو کیونکہ اس میں اجماع مسلمین کی مخالفت ہے
اور واضح طور پر تمام محدثین کو کوفہ کا مرکز قرار دینا چاہیے
نہ امر ایہ ہے کہ ضعف بیان کیے بغیر وہ حدیث پر تو
درست لیسندہ الحق ودانی کا قول لاسیما مع التنبیه
علی ضعفہ " بحسب نہیں ، اب ہم
اس کے قول کی کڑوری کے بیان کی طرف لوٹتے ہیں ،
اولا اگر یہ بیان کہ وہ قول کریم ہوا اسے درستی تسلیم کرنا چاہیے
تو پھر عمل حدیث ہی اس سے مراد ہوگا جیسا کہ ہم پہلے
اشارہ کر آئے ہیں کیونکہ اگر بعض روایت کا نام ہی
جسمل ہو تو لازم آئے گا کہ وہ شخص جس نے نماز کے
بارے میں حدیث روایت کی اس نے نماز بھی لدا کی یا
اس طرح روزہ کے بارے میں روایت کی تو نماز لے کر روزہ
بھی رکھا ہو ، باوجود اس کے امام غزالی کی دونوں کتب
میں لفظ عمل ہے اور اسی کی طرف محقق ودانی نے اشارہ
کرتے ہوئے کہا ان هذا لا یربط الا

وثانیا اقول قد بینا ان القبول
انما مرجعه الی جوانر العمل وحیث یکن فی
ابطالہ دلیل المذکور یا ماسا مع
ما تقدّم۔

وثالثا ان ینکون حاصل التفرقة
ان الاحکام لا یجوز فیہا رواية الضعافت
اصلا ولو وجد فی خصوص الباب حدیث صحیح
انہم الا مقروءة ببیان الضعف اماماد و نہا
کا فضل فتجوز اذ اصح حدیث فیہ مخصوصہ
والالا ببیان صحیح ما ذایہم بالوفی مؤلفہ
من احادیث مضطربة مرویة فی السیر والقصص
والنواظیر والترغیب والترہیب
وسائر ما لا یقین لہ بالاعتقاد والحکم مع
فقد ان الصحیح فی خصوص الباب وعدم
الاقتران ببیان الوہن وهذا ما اشار الیہ
لدوائی بالعلوۃ۔

اقول وحذک توسع المسانید
التي تستند کل صاحباء عن صاحبہ
والمعاجیم التي تولى کل مادل عن
شیخہ بل والمجوامع التي تجتمع
امثل حاشی الباب وردہ انت لو یکن
صحیح المستند هذا المجلد الشاہد البیہوی
یقول فی صحیحہ حدثنا علی بن عبد اللہ
بن جعفر شامع بن عینی ثنا ابی ہریرۃ
عباس بن مہمل عن ابیہ عن جیدہ

ثانیا میں کہنا یوں کہ ہم پہچنے بیان کر سکتے ہیں
کہ قبول کا مزج جواز عمل ہے تو اب اس کے
ابطال کے لیے خامسے سے ہماری مذکورہ دلیل میں مذکور
گشتگو کے کافی ہے۔

ثالثا اب حاصل فرق یہ ہو گا کہ حکام کے
بارے میں حدیث ضعیف کی روایت حسب از نہیں
اگر اس شخص کی سند کے بارے میں حدیث صحیح موجود ہو
مکرمات اس صورت میں جائز ہے جب اس کا ضعف بیان
کر دیا جائے مگر احکام کے علاوہ فضائل میں اگر اس شخص کی
مسند میں کوئی حدیث صحیح پائی جائے تو ضعیف کی روایت
جائز ہے اگر حدیث صحیح نہ ہو تو جائز نہیں مگر بیان ضعف
کے ساتھ جائز ہے ان ہزار کتاب کا کہ بنے گا جن میں
ایسی احادیث ضعیف مروی ہیں جو سیر، واقعات،
وخط، ترغیب، ترہیب، فضائل اور باقی حدیثیں جن کا
تعلق حقیقہ اور احکام سے نہیں اس کے ساتھ ساتھ صحیح
اس مسئلہ میں کوئی حدیث صحیح بھی موجود نہ ہو اور ضعیف حدیث کا
ضعف بھی بیان نہ کیا گیا ہو یہ وہ ہے جس کی طرف ردائی نے
علوۃ کے ساتھ اشارہ کیا ہے۔

اقول ان مسانید وسنت وچھوڑے جو صحابی سے
روایات بیان کرتی ہیں اور معاجیم جو شیخ سے محفوظ شدہ آثار
کی حفاظت کرتی ہیں مگر جو اصحاب ہی باب میں وارد شدہ احادیث
میں علی قسم کی روایات جتنی کہتی ہیں اگر سند صحیح ہو مثلاً شیخ
عظیم پازا کا کچھ کچھ میں کہتے ہیں میں علی بن عبد اللہ بن جعفر
نے حدیث بیان کی: ہمیں میں بن عمر نے حدیث بیان کی کہ میں
ابن عباس بن سلمیٰ نے اپنے باپ اپنے دادا حدیث بیان کی کہ ان

قال كان لبعضهم حبلى الله تعالى عليه وسلم في
حائضاً فرس يقال له الغيب ^{عنه} في تد هيب
التهذيب للذهبي أبي بن عباس بن سهل بن
مسعود الساعدي المديني عن أبيه وأبي بكر بن
حزمو عنه معن القراني وأبي في حديثه ورید
بن الحباب وحماة قال المد ولا بن ليس
بالقوي قلت وضعفه ابن معين وقال أحمد
متكرراً حديثاً له وكقول المد ولا بن قال النسائي
كما في الميراث وهو ينقل في مکتبته توثيقه عن
أحمد وبه ضعف المد لا قطعي هذا الحديث لا جرم
أن لا يخلط فيه ضعف قال ماله في البخاري
غير حديث واحد قلت فأنها الظن بالاب
عبد الله أنه أنشأ تاهل كاتبة المصنف

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہمارے ہمارے بارے
میں ایک گھوڑا تھا جس کا نام کثیف تھا۔
لہام ذہبی نے تد سبب التہذیب میں لکھا کہ ابی بن عباس
بن سهل بن مسعود الساعدي مدنی نے اپنے والد گرامی اور
ابو بکر بن حزم سے روایت کیا اور ان سے معن القراني،
ابن ابی فدیک، زید بن الحباب اور ایک جماعت نے
روایت کیا۔ دو لا بنی کہتے ہیں کہ یہ قوی نہیں میں کہتا
ہوں اسے ابن معین نے ضعیف کہا اور امام احمد کے
نزدیک یہ منکر الحدیث ہے اور میرزین میں ہے نسائی کا
قول دو لا بنی کی طرح ہی ہے اور دونوں کتب میں اس
کے بارے میں کسی کی توثیق منقول نہیں، دارقطنی نے
اسی وجہ سے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا۔ لا جرم
خاط نے کہا ہے اس میں ضعف ہے اور کہا کہ

عنه قلت وأما غيره الميهن فاصف واصف
ضعفه النسائي وأبو حنيفة وقال البخاري متكرراً
الحديث لا يخلط فيه ضعف قال ماله في البخاري
قال الذهبي في إحيائه في انه (۲) من موسى بن طلحة
عنه (۴)

میں کہتا ہوں اس کا بھائی عبد الیمین ہے اور وہ
ضعف الضعاف ہے اسے نسائی اور دارقطنی نے
ضعیف کہا، بخاری نے اسے منکر الحدیث کہا یعنی اس سے
روایت کرنا جائز نہیں جیسا کہ دارقطنی نے اس کے
بھائی ابی کے بارے میں کہا کہ وہ نہایت ہی کمزور ہے (دست)

سنن صحیح البخاری باب اسم الفرس والیہ
ملک غ سے بخاری، ت سے ترمذی اور ق سے قزوینی مراد ہے۔
۶۲/۱ ملکہ خلاصہ تہذیب التہذیب ترجمہ سنن ابن اسماعیل - مکتبہ اثیریہ ساکنہ مل
۷۸/۱ ملکہ میزبان الاعتدال فی نقد الرجال ترجمہ سنن ابن اسماعیل بہ دار المعرفۃ بیروت
خوش، تہذیب التہذیب ملکہ کے وجہ سے اس کے خلاف اور میرزین الاعتدال دو لا بنی سے نقل کیا ہے۔
۱۰ ص ملکہ تقریب التہذیب ذکر ابن اسماعیل مطبوعہ مطبعہ فاروقی دہلی

نہیں من باب الاحکام واللہ تعالیٰ اعلم۔
 تجاری میں اس ایک حدیث کے علاوہ اس کی کوئی حدیث
 نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ابو عبد اللہ کے بارے میں مگر
 کا تعلق احکام سے نہیں، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

ورابعا اقول قد شاع وذا نواع ایزاد
 الضعف في المتابعات والنشاهد فانقول بمنعه
 في الاحكام مطلقا وان وجد الصحيح باطل صحیح
 وج يرتفع الصریق ومنهم اساس المسئلة المجمع
 عليها بين علماء المقرب والشرق لا اقول
 عن هذ اذالك بل عن هذيت الجبلیت
 الثانی صبیحی الشیخین فقد تنوذا کثیرا
 عن شرطی فی غیر الاصول قال الامام النووی
 فی مقدمة شرحه لصحیح مسلم باب عاشون
 مسلما رحمہ اللہ تعالیٰ برویتہ فی صحیحہ
 عن جماعة من الصحفاء والمتوسلین الواقعی
 فی الطبقة الثانیة الذین یسوا من شرط الصحیح
 ولا یحب عیبه فی ذلک بل جوابہ من اوجه ذکرها
 الشیخ الامام ابو حمس وابن الصلاح (۱) ان
 قال (الثانی) ینکون ذلک واقعا فی المتابعات
 والنشاهد لانی لا اصول وذلک مان ینذکر الحدیث
 اولاً یا ساد لطیف سراجہ لثقات ویجعلہ اصلا
 ثم اتبعہ یا ساد اخر او اسانید فیہا بعض
 الضعف وعلی وجه التکید بالمتابعة اولی زیادة
 فیہ تبعہ علی فائدة فحاقده وقد احتذر
 المحاکر ابو عبد اللہ بالمتابعة والا استشهاد
 فی اخر ارجہ من جماعة یسومون شرط

ورابعا میں کہتا ہوں کہ متابع اور شواہد میں
 احادیث ضعیفہ کا زیادہ شائع اور مشہور ہے
 لہذا حدیث صحیح کی موجودگی میں احکام کے بارے میں
 حدیث ضعیف کے مطلقاً روایت کرنے کو منع کرنا صحیح
 باطل ہے اور اس میں میں فرق تفریق ہو جاتا ہے اور اس مسئلہ کی
 اساس جس پر علماء مشرق و مغرب اتفاق ہے اگر ختم ہو جاتی
 ہے یہ میں (مسس یا اس) (یعنی عام آدمی) کی بات
 نہیں کرتا بلکہ علم حدیث کے دو جنہ اور مضبوط پسار
 بخاری و مسلم کی صحیحین پر وہ اصل سکھادہ میں اپنے شراؤف
 سے بہت زیادہ ترن میں آگئیں، امام نووی نے
 مقدمہ شرح صحیح مسلم میں فرمایا کہ عیب نگاہے اول
 نے مسلم رحمہ اللہ علیہ پر یہ طعن کیا کہ انہوں نے اپنی کتاب
 میں بہت سے ضعیف اور ترسوار روایوں سے روایت
 لی ہے جو دوسرے طبقہ سے تفقہ رکھتے ہیں اور صحیح کی
 شرط پر ہیں، حالانکہ اس معاملہ میں ای پر کوئی طعن
 نہیں ہو سکتا بلکہ اس کا کوئی طریقوں سے جواب دیا گیا ہے
 جنہیں امام ابو عمرو بن صلاح نے ذکر کیا (۲) یہاں تک کہ
 کہا (۳) دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ بات ان روایات میں
 ہے جنہیں بطور متابع اور شواہد ذکر کیا گیا ہے اصول
 میں ایسا نہیں کیا ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے ایک
 ایسی حدیث ذکر کی جس کی سند درست ہو اور تمام
 راوی ثقہ ہوں اور اس حدیث کو اصل قرار دے کر اس کے

الصحيح منهم على الورق وبقيته بن الوليد
ومحمد بن اسحاق بن يسار وعبد الله بن عمر
المصري وصعب بن راشد والخرج مسلم عنهم
في الشواهد في اشياء لهم كثيرين انتهى وقال
امام البدر رحمه الله العلي في مقدمة عمدة
القاري شرح صحيح البخاري يدخل في التبعة
ولا يشهد سر رواية بعض الضعفاء وفي الصحيح
جبعة منهم ذكر في المتابعات والشواهد

بدون بطور تابع ایک اور سند یا متعدد اسناد ایسی ذکر کی جائیں
جن میں بعض راوی ضعیف ہوں تاکہ متابعت کے ساتھ
تاکید ہو یا کسی اور مذکور فائدہ سے پر تنبیہ کا اضافہ مقصود
ہو، امام حاکم ابو عبد اللہ نے مذکور پیش کرتے ہوئے یہی کہ
سے کہ جن میں صحیح کی شرط نہیں ان کو بطور تابع اور شاہد
روایت کیا گیا ہے، اور ان روایت کرنے والوں میں
یہ محدثین میں مطر الاوراق، بقیۃ بن الولید، محمد بن اسحاق
یسار، عبد اللہ بن عمر العری اور ابن بن راشد،

امام مسلم نے ان سے شراہ کے طور پر متعدد روایات تخریج کی ہیں انتہی۔ امام دارالین مینی نے مقدمہ عمدة العتري
شرعاً صحیح بخاری میں تحریر کیا ہے کہ تو تابع اور شراہ میں بعض ضعیفہ کی روایات بھی آئی ہیں اور صحیح میں ایک جماعت
محدثین نے تو تابع اور شراہ کے طور پر ایسی روایات ذکر کی ہیں (۱۰ دت)

وخاصا قول ما في اخص الكلام

بغير لاصول هذه قاطبة مصطرة من ستم
مروية في الاصول والاحكام ان لم تروها، العلماء
فمن جاد به وكم منهم التزموا بيان ما هنا
احالوا رواية فلم يجد منهم الرواية المقررة
بابي الله الامام والذاع خاص، وقد اکترو
قدما واحد يشا من الرواية عن الضعفاء و
المجاهيل ولم يجد ذلك قد حافهم ولا اوسحاب
ماشم وهذا صحيح بن عبد الرحمن المدمشقي
ان وف شيم البخاري وعن رجال صحيحه
قال فيه الامام ابو حاتم عبدوق الا انه من

خاصا ضعیف اور متوسط راوی کی روایت کی جائے
صلو، سو، سواہر، سوات، سات سے متعلق کرنے کی بجائے کیا
ضرورت جبکہ کفر اور بیچ روایات کا ایک ذخیرہ ہے جو
اصول و احکام میں مادی ہے اگرچہ وہ بھی ان کو ذکر کریں تو ان
ذکر کریں کی وجہ سے کم میں جسوں۔ نیز ہاں، س بات کا انتہا
کیا، رہ معاملہ راویوں کا توان کے ہاں رہا جس کے ساتھ
بیان کا طریقہ معروف نہیں، البتہ کسی خاص ضرورت کے تحت
کے پیش نظر بیان بھی کر دیا جائے گا اور ان میں سلف و خلفاء یہ
معمول ہے کہ ضعیف اور معمول راویوں سے روایت بیان
کرتے ہیں اور اس بات کو ان میں طعن و گنہ شمار نہیں کیا جاتا
دیکھئے مہلکان بن ابی العزیز مدمشقی جو کج فاضل میں امام بخاری کے ساتھ
میں در صحیح بخاری کے راویوں میں سے ہیں مگر کے بارے میں

من المتذکر للامام السورق من شرع صحیح مسلم فصل ما یجایز من سؤدقہ
سلف مقدمہ علی صحیح بخاری، لسان فی الفرق من الاختیار والتمیز، ۶، بیروت، ۱/۶

امام ابو حاتم کہتے ہیں کہ یہ صدوق ہے اگرچہ ان لوگوں میں سے ہے جو ضعیف اور مجہول راویوں سے بہت زیادہ روایت کرنے والے ہیں اہل اگر میں ان ثقہ محدثین کے ہم شمار کروں جنہوں نے مجروح راویوں سے روایت کی ہے تو یہ داستان طویل ہو اور ان میں کوئی ایسا شخص نہیں ملتا جس نے یہ التزام کیا ہو کہ وہ اسی سے روایت کرے گا جس کے نزدیک ثقہ ہو مگر بہت کم حدیثیں مثلاً شعبہ، امام مالک اور احمد نے مسند میں اور کوئی اتحاد کا جس کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی، پھر ان کے ہاں بھی معاملہ ان کے اپنے شیوخ تک ہی ہے اس کے اوپر نہیں دھڑا ان کی سند سے کوئی ضعیف حدیث مروی نہ ہوتی اور محدثین کے ہاں ان میں سے کسی کا سند میں کیا بہت حدیث کے پیشے کافی ہوتا ہے مگر محنت کے ساتھ سند ان تک پہنچی جو حاکم نے یہ بات کسی ایک کے لیے بھی ثابت نہیں، یہ امام احمد اپنے بیٹے عبد اللہ کو فرماتے ہیں، اگر میں اس بات کا ارادہ کرتا کہ میں ان ہی احادیث کی روایت پر اکتفا کروں گا جو میرے ہاں صحیح ہیں تو پھر اس مسند میں بہت کم احادیث روایت کرتا، مثلاً اسے میرے بیٹے ان روایت حدیث میں میرے طریقے سے اٹھا ہے کہ میں حدیث ضعیف کی غفلت نہیں کرتا مگر جب اس باب میں مجھے کوئی ایسی ہی ملے جو اسے

اردی الناس عن الضعفاء والمجهولين ثم ولو صرحت اسماء الثقات المرواة عن المجروحين لكانت فليس مهم من استقصاء لا يحدث الا من ثقة عند الامور قليل كشيعة ومالك واحمد في المسند ومن شاء الله تعالى واحدا بعد واحد ثم هذا ان كانت فففي شيوعهم خاصية لا من فوقهم ولا الاساقف من طريقهم ضعیف اصلا ولكان من جهة وقوعهم في السند وليس النصحة عند هذه اصح السند اليهم ولو ثبتت هذا الاحترار هذا الامام الهما ما يقول لا ينسب عيب رتبوا موت انت اقتصر على ما احب عند السند ومن هذا المسند الا الشئ بعد الشئ ولكنك يا خب تصون طريقتي في الحديث انت لا اخالف ما يضعف الا اذا كانت في الباب شئ يدفعه ذكره في فتح المغیث واما المتعوضون

عن اخر القسم الثاني الحسن ۱۲ متر (۵)

فأما هذه الأقسام الثلاثة للبخاري
ومسلم والترمذي من التزم الصحة
والمباني الغريبة عامة المسانيد والمعاجيم
والسنن والجوامع والأجزاء تنطوي في
كل ما بعلی جعل نوع من أنواع الحديث
من دون بيان، وهذا مما لا ينكره
لأنه هل امتنع جاهل فان ادعى مدح انهم
لا يستعملون ذلك فقد نسبهم الى احتكام
ما لا يعيرون وان من علم انهم
لا يفعلون ذلك فمهم بغيرهم على خلفه
شاهدون وهذا ابو داود الذي ليس له الحديث
كما ان له ابو حنيفة الصلوة والسلام
الحديث قال في رسالته الى احمد بن محمد بن
قفي بن مالك في كتابي من حديثه وحسن
شديد فقد بينته ومنه ما لا يصح سند و
ما لا يكره فيه شيئا فهو صالح ولعلها احسن
من بعض ما هو الصحيح ما اعاده الامام الى قط
ان لفظ صالح في كلامه اعلم من ان يكون للاختصار
او للاختصار فما ارتقى الى الصحة ثم الى الحسن
فهو بالمعنى الاول وما عدها فهو بالمعنى
الثاني وما قيسر من ذلك فهو الذي في
وهن شديد وهذا الذي يشهد به

روا کر ہے فتح المغنی میں مذکور ہے باقی رہیں محدثین کی
تصنیفات و اگر آپ امثال الکتاب بخاری و مسلم اور ترمذی
تینوں کتابوں کو سے بخاری تینوں تصنیفات کا التزام کر لیں
تو آپ اکثر مسانید معاجیم سنن جوامع اور اجزا
کے ہر باب میں ہر قسم کی احادیث بغیر بیان کے
پائیں گے اس کے انکار جاہل یا متجاہل ہی کر سکتا ہے اور
اگر کوئی دعویٰ کرے کہ محدثین کے ہاں یہ بات نہیں تو یہ
ان کی طرف ایسی بات کی نسبت کرتے جس سے لازم
آتا ہے کہ ایسا عمل کرتے ہیں جسے وہ جائز نہ سمجھتے تھے اور
اگر کوئی یہ دعوٰی کرے کہ وہ ایسا نہیں کرتے تو ان کا عمل
اسی کے برخلاف خود شاہد ہے امام ابو داود
کو ہی مجھے ان کے لیے حدیث اسی طرح آسان کر لی تھی جس طرح
حضرت ابو داؤد علیہ السلام کے لیے وہ ہانڈ ہو جاتا تھا
بہرحال سنن ابی داؤد میں بعض احادیث کے اندر نہایت سخت
قسم کا ضعف ہے اس کو میں مذکور کر رہا ہوں اور بعض
ایسی ہیں کہ ان کی سند صحیح نہیں اور میں کے بارے میں میں
کچھ ذکر کروں وہ اس کے لیے صالح ہیں اور بعض حدیث
دوسری بعض کے اعتبار سے صحیح ہیں اور صحیح وہ ہے جس کا
اہم حافظ نے افادہ فرمایا ہے کہ ابو داؤد کے کلام میں لفظ صالح
اس کے لفظ ابو داؤد کو مشال ہے پس جو حدیث صحیح
پھر کسی کے دوسرے پر پہنچے وہ بھی اول کے لفظ صالح ہے اور جو
ان دونوں کے علاوہ ہے وہ بھی ثانی کے لفظ سے صالح ہے

الراقم فليكن به وان قيل وقيل وقد نقل عن اعلانه
سيدنا سبلا - اللطيف ان ما صعب استاده نقص

عنه ي قيل حسن عوده واختاره الامام المذري
به حزن وان العلاء في مقدمته وتبعه الامام
النووي في التفسير اي وقد لا يكون حسنا عند غيره
كما في ابن الصلاح وقيل صحيحه عند مشي عليه
الامام لربيع في نصب الراية عند ذكر حديث القتين
وتبعه العلامة حلب في العلية في فصول في
الواحد وكذا في كتابه اهل البيت قد لا يصح عند
غيره بل ولا يصح ان الامام بن الهادي في العلية
ول كتاب وتعليقه في الخلية في حصة الصلاة
فاقتصر على العجبة وهي تسليمة فيسب
قول من قال حسن عوده المدي ذكره العلامة في حصة
في الصلاة القسطنطين في مقدمة الامام
خاتم المعاد في التلخيص في فروع في الحسب قال
نكن ذكر ابن كثير انه روى عنه ما سكت عنه فروج
فان حقه ذلك فلا شك ان اقول لقائل ان يقول
ان الحسن اطلاقات وان الله ما ذكره قتل ما ذكره
ما القوم في هوالذي في شهره وامره فايد ربنا
انه ان صرح به ذلك لم يرد به الا هذا الذي
استقر عليه الاصطلاح فافهم والله تعالى
اعلم ۱۲ منه (هـ)

اور جو اس سے بھی کم درجہ پر ہے وہ ایسی ہوگی جس میں ضعف
شیرت اور نفس الامر اس پر شہد ہے اور تجہ پر بھی ظہر ہے
اور تجہ قیل کے طور پر کیا گیا ہے

یعنی بعض نے کہا کہ اس کے نزدیک وہ حسن ہے۔ اسے
امام مذری نے اختیار کیا، اسی پر ابن صلاح نے مقدمہ
میں جو ذکر کیا اور امام نووی نے تقریب میں اسی کی آسانیاں
یعنی کبھی اس کے غیر کے ہاں وہ حسن نہیں ہوتا جیسے کہ
مقدمہ میں اصلاح میں ہے، اور بعض نے کہا کہ اس کے
نزدیک وہ صحیح ہے امام ذہبی نے نصب الراية میں قسطنین والی
حدیث کے ذکر میں اسی پر چلے ہیں اور علامہ حلبی نے
فیہ التسلک کی فصل فی تراویح میں اسی کی اتباع کی ہے
اور اسی طرح یہاں کہا جاسکے گا یعنی کبھی اس کے غیر
کے ہاں وہ صحیح نہیں بلکہ حسن بھی نہیں ہوتا۔ امام ابن ہمام
نے مع القدر ابتداء کے کتاب میں ان کے شاگرد نے
حیلة التحمل میں صفۃ الصلوة سے متروک، پہلے اس کے صحیح
ہونے پر اکتفا کیا ہے اور بات الیہ دونوں اقوال کو
شامل ہے پس یہ اس کے قول کے قریب ہے جس نے
کہا وہ حسن ہے یہ وہ ہے جس کا ذکر حافظ نے کیا ہے اور فقہ
ارشاد الساری میں علامہ قسطنطینی نے اسی کی اتباع کی ہے
اور تدریب میں مائت الحفاظ نے بیان فروع فی الحسن،
لیکن ابی بکر نے کہا کہ ان سے کچھ جس پر انہوں نے
سکوت کیا، وہ حسن ہے پس اگر یہ صحیح ہو تو کئی اشکال
باقی نہیں رہتے۔ اقول (میں کہتا ہوں) کوئی یہ کہہ سکتا

ہے کہ حسن کے مختلف الملاحظات میں بہت کم قیاسی اس کا ذکر کیا ہے صرف امام ترمذی نے اس کو شہرت دی اور اس
کا اجراء کیا پس اللہ رب العزت نے ہماری تائید فرمائی کہ اگر ان سے یہ بات صحت کے ساتھ ثابت ہو جائے تو انہوں نے
اس سے بھی مروی ہے نہ وہ جبراً باطل راہ قائم ہو سکتی ہے واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ (د)

حفظہ و یہ فضائل ہذا ایک کتابت عنہ ابوہ اودو غالیہ
 و معہود ان کتاب ابی داؤد ای موضوعہ الاحکام
 وقد قال فی مسالکہ الخالم اوصفت کتاب السنن
 الا فی الاحکام ولم اصف فی الرہد و غصائل
 الامان وغیرہ ۴۰ قال الشمس محمد المجدوی
 فی حاتم المصنف اما حمل ابن سید الناس فی شرحہ
 لترمذی قول السنن علی ما یوقم التفسیر
 فیہ من المحررہا وغیرہ بالضعف یقتضی کما
 قال الشارح فی تفسیر ان ما کان فی الکتب الخمسة
 مسکوتاً عنہ ولم یحررہ و صحیفہ انیکون صحیفہا
 یسب هذا الاطلاق صحیفہا
 بل کتب السنن احادیث لم یشکل فیہا
 الترمذی و ابوہ اودو ولم یجد تغیرہ فی کلامہ
 مع ذلك من ضعیفہ و قد فی الترقۃ الحق
 ابیہ ای فی مسند الامام احمد رحمہ اللہ
 تعالیٰ عنہ "احادیث کثیرہ صحیفہ و بعضہا
 اشقی لضعف من بعضہا و نقل بصیدہ
 من شیخ الاسلام الحافظانہ قال
 لیست الاحادیث المزاندة فیہ علی
 عاقب الصحیحین کما یضعف من
 الاحادیث المزاندة فی سنن ابی داؤد
 سیر اعلام النبلاء ترجمہ ابوہ اودوین اشعث

اور امام بیہقی کے اعلام سیر النبلاء سے منقول ہے کہ جس حدیث
 کی سند صحیح لکھ کر ای کا حفظ ناقص ہوئے کی وجہ سے جو قر
 ایسی حدیث کے بارے میں ابو داؤد سکوت اختیار کرتے ہیں
 اور یہ بات معلوم ہے کہ ابو داؤد شریف کا موضوع الاحکام میں
 کیونکہ انہی کے بارے میں یہ بات کہی جاتی ہے کہ یہ کتاب
 الاحکام ہی کے لیے لکھی ہے زہد اور فضائل اعمال وغیرہ کے لیے
 نہیں اور جس حدیث کی سند صحیفہ میں بیان کیا ہے
 کہ ابن سیدان نے اپنی شرح ترمذی میں قول سنن کو ایسی
 حدیث پر رد کیا ہے جس کے بارے میں اس کے مخالف وغیرہ
 ک ضعف کے ساتھ تصریح واضح نہیں ہوئی پس اس کا
 اتنا فاسد ہے جیسا کہ شارح نے تحریر کیا کہ کتب خمسہ میں جس
 حدیث پر سکوت اختیار کیا ہو اور اس سے ضعف یا
 تضعیف کی کسی ضرورت نہ ہوگی مگر اکثر اطلاق صحیفہ نہیں کیونکہ
 کتب خمسہ میں ایسی احادیث موجود ہیں جو ترمذی یا
 ابو داؤد سے کلام نہیں کیا اور ترمذی کسی غیر سے بارے علم کے
 مطابق ان میں گفتگو کے ساتھ وجود وہ احادیث ضعیف ہیں
 اور مرقات میں فرمایا کہ یہ ہے کہ امام احمد رحمہ اللہ
 تعالیٰ عنہ میں مستحکم احادیث ایسی ہیں جو ضعیف ہیں
 اور بعض دوسری اس کے اعتبار سے زیادہ ضعیف ہیں اور
 اور مرقات اس کے بعد شیخ الاسلام حافظ نے نقل کیا کہ
 اس میں (یعنی احمد بن حنبل میں صحیحین پر جزائے حدیث
 مطبوعہ مکتبۃ الرسالۃ بیروت ۱۳/۲۱۲)

۵/۱ مطبوعہ قتب عالم بیروت
 سیر اعلام النبلاء فی الامور الثانی فی الامور الثانی تثنیٰ بالکتاب مطبوعہ قتب عالم بیروت ۱۰/۱۰
 سیر اعلام النبلاء فی الامور الثانی فی الامور الثانی تثنیٰ بالکتاب مطبوعہ قتب عالم بیروت ۱۰/۱۰
 سیر اعلام النبلاء فی الامور الثانی فی الامور الثانی تثنیٰ بالکتاب مطبوعہ قتب عالم بیروت ۱۰/۱۰

والثرمذی عنہما، بالجملة فالسبیل واحد
لعمد، زاد الاحتجاج بحديث من السلف
لا سیما سنن ابن ماجہ و مصنف ابن ابی شیبہ
وعبد الرزاق مما لا مرئیہ اشدد بحديث
من السانید لان هذا مکملها لدریشتی طرحا صریحا
الصحة والحق وثلاثا السبیل انت المحتج
انکان اهلا للمقتل والتصحيح فليس له انت
يعتبر بشئ من القسمين حتى يحيط به وانت
ليرى ان اهلا لذلك فان وجد اهلا تصحيح
او تصحيح فلهذا والا فلا يقدم على
الاحتجاج فيكون كحاطب ليل دلهه يحتج
بالباطل وهو لا يضره و قال الامام
عنه الشهور وروى في علوم
الحديث حكى ابو عبد الله بن مندة
الحفاظ انه سمع محمد بن سعد
ابا وروى عنه محمد بن يقول كانت من
مذهب ابی عبد الرحمن السائي
ان يحسب عن كل من لم يحضر
عن تركه اوقار است مندة وكدلك
البود اؤد المستثنى ياخذ ما خذ
ويحسب وادامه الضعيف اذا السو
يجد في الباب غير ولا نه اقوى عند
من روى الرجال انه وفيها يعيده ثم

میں وہ سنن ابی داؤد اور ترمذی میں صحیحین پر دائرہ سادہ
سے زیادہ ضعیف نہیں ہیں۔ العرض راستہ ایک ہی ہے
اس شخص کے لیے جو احادیث سنن سے استدلال کرنا
چاہتا ہے خصوصاً سنن ابن ماجہ، مصنف ابن ابی شیبہ
اور مصنف عبد الرزاق۔ کیونکہ ان میں سے بعض کا معاملہ سخت
ہو یا استدلال ان احادیث سے جو مسابہ میں ہیں کیونکہ
ان کے جامعین نے صحت و حسن کی کوئی شرط نہیں رکھی اور
وہ راستہ یہ ہے کہ استدلال کرنے والا اگر نقل و تصحیح کا عمل ہے
تو اسی کے لیے ان سے استدلال کرنا اس وقت درست
ہوگا جب سر لیا جائے دیکھ کر کہے اور اگر وہ کسی بات کا
اصل نہیں تو اگر ایسا شخص پاس ہے تصحیح و تحسین کا عمل ہے
تو اس کا تفسیر کرے اور اگر ایسا شخص نہ پاس ہے تو وہ
استدلال کے لیے قدر راہ سے وندہ رست کو نکلا دیں
اکٹلی کرنے والے کی طرح حرکت کر سکتا ہے وہ باطل کے
ساتھ استدلال کرے اور اسے اس کا شعور نہ ہو اور
ماہرین شہروری نے علوم حدیث میں فرمایا: ابو عبد الله
بن مندة حافظ نے بیان کیا کہ انہوں نے بعد میں محمد بن سعد
بادروی سے کہنے سنا: ابو عبد الرحمن سائی کا
مذہب یہ ہے کہ ہر اس شخص سے حدیث کی تخریج کر سکتے
ہیں جس کے ترک پر اجازت ہو۔ اہل بیئہ سے کہا:
اسی طرح ابو داؤد سجستانی اس کے مانع کو چیتے اہل سند
ضعیف کی تخریج کرتے ہیں نیز اس باب میں اس کے
خلافہ کوئی دوسرا شہرہ نہیں ہو سکتا۔ ان کے نزدیک لوگ کی

لم قرأه شرع مشكوة المصابيح شرط البخاري ومسلم الذي انزه ابو مطبوعه مكتبة ابي عبد الله
في مقدمته بن العلوات انزه الشافعي في معرفة الحسن مطبوعه فاروقى شب خاوند طبع ۱۸

کثيرة مرادة عن اصله وفيها الصحيح
والحسن بل والصحيح ايضا فينبغي التحريص
في بحكمه عليها ايضا اه نصروا العلماء في
هذا الباب كثيرة جرد وما اوردنا كاف في
ابانة ما قصدناو بالجملة فروايتهم الضعيفة
من دون بيان في كل باب وان لم
يوجد الصحيح معلوم مقرر لا يرد ولا يتكر
وانما اصبنا ههنا لما شمسنا خلافة من
كنا ب بعض النسخة ، و محمد ظم
على كثرة الغممة و تثبت القدم
في الزلة فاستبان ان لو كان السمراد
ما شرحه ههنا لذي قلنا قوله كانت
الفرقة بين الاحكام والاصناف
قد انعدمت والامانة الاجماعية
من اساسها قد انهت مستند
هذا الوجه ولان قلنا مسند
امراء العتات وقول على وجه التحقيق
ان الحكم الذي رويت فيه الضد مطلق هل
يوجد فيه صحيح ام لا فان وجه فقد
مروا الصحيح ساكتين في الاحكام انصب
عند وجود الصحيح فاجنب الفرق
وان لم يوجد فالامر اشد فاف
النتيجة مستح الى انهم بعد ذلك سوق الاسانيد

استخراج کر سکتے ہوئے اصل پر بہت کچھ زیادہ اسناد
نقل کی ہیں ان میں صحیح ، حسن ، جرح ضعیف بھی ہیں لہذا ان پر
حکم لگانے سے خوب احتراز و احتیاط چاہئے اور
علماء کی تصریحات اس معاملہ میں مستزاد ہیں اور
جرم نے نقل کر دی ہیں ہمارے مقصود کو واضح کرنے
کے لیے کافی ہیں ، اعرض محمدی نے ضعیف احادیث پر فتاویٰ
کے مسئلوں میں ذکر کی ہیں اگرچہ اس مسئلہ میں کوئی صحیح حدیث
نہ پائی گئی ہو اور بہت معلوم و مسلم سے نہ اس سے رو
کیا جاسکتا ہے اور نہ اس کا انکار ممکن ہے ، ہم نے
یہ طویل گفتگو اس لیے کر دی ہے کہ بعض بزرگوں کے
کلام سے ہم نے اس کے خلاف محسوس کیا تھا ، اللہ تعالیٰ
کے لیے ہی جو ہے جس نے تبارکی ذکر کر دی اور جس کے
سوا پر نہایت قدم رکھا پس آپ یہ بات واضح ہو گئی کہ اگر
اس کی مراد وہ ہے جو ہم نے نقل کیا ہے تو پھر حکام اور فضلاء
کے درمیان تقریری تم ہو گئی اور اجماعی مسئلہ کی بنیاد منہدم
ہو گئی ایک یہ ترجیح ہے اور ایک سری آسان ، وہ اختیار کرتے
ہوئے حل و العشق یہ کہہ سکتا ہے کہ وہ حکم جس کے
بارے میں قطعاً ضعیف پیش نہ ہوئی ہو تو کیا جائے گا اس کی
صحیح حدیث پائی جاتی ہے نہیں گھیر لیج پائی جائے تو لازم نہ کہ
انہوں نے حدیث ضعیف احکام میں بھی صحیح کے ہوتے
ہوئے کو تاروايت کی ہے تو اب فرق کہاں ہے ؟
اور اگر جو دوسرے ہو تو معاملہ اس سے بھی زیادہ شدید ہے
اگر معترض یہ کہہ دے کہ محمد بن سرقی سند کو ہی بیان

من البیان فی تعدد وجد منهم رواية الضعاف في
الاحكام المأخوذة، کی روایت سکوتنا نہ ہوگی بلکہ بیان کیساتھ ہوگا تو اس کے جواب میں :

قلت اولاً هذا قد يسيده بعض العلماء
عدرا من روى الموضوعات ساكتاً عليها
ثم لا يقولون - قال الذهبي في الميزان
كلام من صدقة في ابي نعيم فظيم لا احب
حكايتهم ولا اقبل قول كل منهما في الآخر
بل هما عندى مقبولان لا اعلم لهما ذنب
اكثر من روايتهما الموضوعات ساكتين عليهما
او قد قال المصنف في شرح
الغيبة من ابرز اسماؤه
منهم فهو اوسط لغيره في الحال
ناظر على الكشف عن سنده
و ثبات لا يجوز له السكوت
عليه اه
ثانياً، لا يعهد منهم ايراد الاحاديث
من باب كانت الا مسندة فيه
بيان لم تنفذ عند احاديث الضعاف في
تسلطوا في هذا دون ذلك .

قرار دیتے ہیں، پس اس سلسلہ میں حکما میں ضعیف حدیثوں کی
بیان کیا ہوں اور اگر یہ وہ چیز ہے جس کو بعض علماء نے ان
لوگوں کی طرف سے عذر کے طور پر پیش کیا جو موضوعات
کو سکوتنا روایت کرتے ہیں پھر انہیں قبول نہیں کریں گے۔
دہی نے میزان میں کہا کہ ابو نعیم کے بارے میں ابن منذر
کا اجماع نہایت ہی ایک ہے میں اسے بیان کرنا بھی پسند
نہیں کرتا اور میں ان دونوں کا کوئی قول ایک دوسرے کے
بارے میں نہیں سنتا بلکہ یہ دونوں میرے نزدیک مقبول
ہیں اور میں ان کا سب سے بڑا گناہ یہی جانتا ہوں کہ
انہوں نے روایات موضوعہ کو سکوتنا روایت کیا ہے اور انکی
نشان دہی نہیں کی اور اسی نے شرح الغیبة میں کہا کہ ان
میں سے جس نے اپنی سند کو واضح کیا تو اس نے اپنا عذر
طریق کیا کہ چونکہ اس طرح اس نے غر کو سند کے حال سے
آگاہ کیا ہے اگرچہ اس کے لیے اس پر سکوت جائز رہا ہو
ثالثاً، ان کے ہاں ہر باب میں یہ معروف ہے
کہ اس میں مسند احادیث لائی جائیں گی تو یہ بیان ہے
احادیث ضعیف بھی لکھ نہیں پھر ان میں تساہل کریں
اور وہ سرکاری آیات میں نہ ہوں۔

علیہ فی احمد بن عبد اللہ ۱۲۴۱ھ (م)
علیہ نقل فی التذکرۃ فوج الموضوع قبیل التبیہات
۱۲۴۱ھ (م) فی المیزان

۱۔ احمد بن عبد اللہ کے ترجمہ میں ہے (ت)
اس کو نقل کیا ہے تدریب میں فوج موضوع کے تحت
تبیہات کے کچھ حصے۔ (ت)

سلسلہ میزان الاعتدال لادبی ترجمہ ۳۴۸ احمد بن عبد اللہ ابو نعیم، مطبوعہ دار المعرفہ بیروت ۱/ ۱۱
سلسلہ تدریب الراوی شرح، تقریب العروہ و وضع الحدیث مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱/ ۲۸۹

بحث بنانا نہیں، جس نے افادات سابقہ کو نظر عائر و قلب حاضر سے دیکھا سمجھا اُس پر پہلے حاجت بیان ظاہر دیاں ہے کہ حدیث ضعیف سے فصاحتی اعلیٰ میں استحباب یا محل احتیاج میں کراہت تنزیہ یا امر مبایعہ کی تائید یا ہست پر استناد کرنا اُسے حکام میں بحث بنانا اور محال و حرکات مثبت نظر نہ نہیں کہ اہست تو خود حکم اصالت ثابت اور استحباب تنزیہ قواعد قطعیہ شرعیہ وارث اقداسی کیفیت و قد قیل و غیرہ احادیث صحیحہ سے ثابت جس کی تقریر سابقہ زیر ذکر کثرت سامعین ہوئی حدیث ضعیف اس لحاظ سے کہ ضعف سند مستلزم غلطی نہیں ممکن کہ واقع میں صحیح ہو صرف امید و احتیاج پر باعث بُرائی آگے حکم استحباب و کراہت اُن قواعد و محاسن نے افادہ فرمایا اگر شرع مطہر نے طلب مصالح و مصلحت مفاسد میں احتیاج کو مستحب رہا، ہوتا ہرگز ان حقائق میں حکام مذکور کا پتا نہ ہوتا تو ہم نے حاجت کراہت مندوبیت جو کہ ثابت کی کہ دلائل صحیحہ شریعہ سے ثابت کی کہ حدیث ضعیف سے اقوالی تاہم زہد یا کرد و دو ضعیف وہ بھی بذاتہ بلکہ بخلاف امکان محنت تربی و احتیاج کا ذریعہ ہوا ہے اگر اُسی کی طرف تجرنا نسبت اثبات کر دیں مجاہدہ ثبوت بالضعیف میں ہائے استعانت تو ادنیٰ نہ نشت سے صادق ہوں اگر دلائل شریعہ سے ایک امر کی حرمت ثابت ہو اور کوئی حدیث ضعیف اُس کے کسی فرد کی طرف جسے مثلاً کسی حدیث مجروح میں خاص مطلق و غروب یا استو کے وقت بعض نماز نفل کی ترغیب آتی تو عرض سوال: کیا مانع ہے اس کا استحباب یا جواز ثابت کریں تو اسی حدیث ضعیف سے ثابت کریں گے اور ضابطہ اثبات ہمیں یہی، اور دلائل شریعہ مثبت مذہب یا حاجت ہوں اور مضامین میں بھی آتی اسی وجہ سے غیر حرمت نہ ہوگی مثلاً مقرر اوقات کے ہر کسی وقت میں اور اسے سنسن یا میں بشرق کے علاوہ کسی رشتہ کی حرمت سے نکاح کو کوئی حدیث ضعیف منع کرے حرمت نہ دینی مانے گی ورنہ ضعیف کی صحت پر ترجیح لازم آئے لکھنا نہ یہ معنی میں کلام علماء کہ حدیث ضعیف دربارہ احکام محال و حرام معمول پر نہیں۔

تھو اقول اصل یہ ہے کہ جنت ذوق غلات اصل کسی شے کو ثابت کرے کہ جرات مطابق صل سے خود اسی صل سے ثابت، ثابت کی کیا محتاج اثبات ہو گا و لہذا شرع مطہر میں جو اس کے مانے جاتے ہیں جو غلات اصل کا مدعی ہوا اور مانے دہر و فروق و مضار و نہایت تمام امشیایا میں صل اہست ہے تو ای میں کسی نسل کے جواز پر حدیث ضعیف سے استناد کرنا صحت غیر ثابتہ کا اثبات نہیں بلکہ ثابتہ کی تائید ہے۔

ہد تحقیق ما اسلفنا فی الاغادۃ السابقۃ
من الحق المدوائی، وہد اھو معنی
ما نفع علیہ الا ما ما بن دقیق العید و
سبط العباد عز الدین بن عبد سلام و تبعہما
شیخ الاسلام الحافظ و نقلہ تلمیذہ الصحاوی
یہ وہ تحقیق ہے جو ہونے افادہ سابقہ میں محقق دوائی کے
حوالے سے بیان کی اور یہ وہ حقیقت و معنی ہے جس کی
تعمیح امام ابن قیم العید اور سبط بن علی رحمہما
بن عبد السلام نے کی اور شیخ الاسلام حافظ نے ان
دونوں کی اتباع کی اور ان کے شاگرد سخاوی نے

فی فتح المغیث وفي قول الیدیع والیوط فی
 اعتدایوب والشمس معمد الرمی فی شرح
 السہاج النوی . ستم من النشقیة ، ثم
 اشع عن الرمی الصلابة الشربلانی فی غنیة
 ذوی الاحکام والصحفی المدققی العدا فی
 الدر المختار و اقراء هسا ومحتو الدر المنلی
 والطحاوی والنشاهی فیها فی مسحة الخاسق
 غسستهم من الحنفیة ، من اشراط العمل
 بانضیف باند راجع تحت اصل عام وهو اذا
 حقت لیس تنقید نہ اند بل تعریج مصون
 مانصرا علیہ ان العمل بہ فیما وراہ العقائد
 والاحکام ، کما اوضحہ لک وبہ ارداد انہما
 بعد انہما فی ما ظن انما ان من انت
 السلام فی الاصل الثابتة بالصباح ، کیف
 ولو کان کذلک لما احیت ہا فی هذا الشرط
 کما لایحی واللہ الہادی الی سوی الصراط .
 ہوں اور یہ مطلب اس لیے نہیں ہو سکتا کہ اگر صلیہ ہوتا تو یہ شرانگہ کے کی غیبی نہ تھی جیسا کہ واضح ہے ، اور
 ، نہ تھے سیدھے راہ کی ہدایت دینے والا ہے ۔ (د)

فی الثبوت اور القول الیدیع میں ، یو علی نے تدریب
 میں شمس الدین رحمہ دلی نے شرح السہاج النوی میں
 اسے نقل کیا ہے یہ چند شوافع میں سے ہیں ، پھر
 دلی سے علامہ شربلانی نے غنیہ ذوی الاحکام میں
 اور محقق و مدققی العلانی نے در مختار میں اسے نقل کیا
 اور اسے ابن ودون نے اور در مختار کے محشین سبکی ،
 طحاوی اور شامی نے اپنے اپنے حاشیہ و در مختار فی
 میں ثابت رکھا یہ پانچ حنفی ہیں (اردو یہ ہے) کہ
 حدیث ضعیف پر عمل کے لیے شرایہ ہے کہ کسی علمی
 ضابطہ کے تحت داخل ہو اور جب تو اس کی تفتیش کرے
 تو یہ کوئی زائد قید نہیں بلکہ اسی مضمون کی وضاحت ہے
 جس کی انہوں نے تصریح کی ہے کہ اسی پر عمل مفاد
 و احکام کے لئے ہے اور یہیں کیا جائے گا ، جیسا کہ ہم نے
 پہلے اسے واضح کر دیا ہے اور اس سے ان دو علما
 کا خوب زور جو دنیا جو یہ گمان رکھتے تھے کہ یہ ان علما
 کے بارے میں کلام ہے جو احادیث صحیحہ سے ثابت
 اور

بکہ انہ اس تقریر سے واضح ہو گی کہ بعض متکلمین طائفہ جدیدہ کا زعم باطل کر ان احادیث سے جواز
 تقبیل اب میں پر دلیل لانا احکام حلال و حرام میں اشیاء میں حجت بنانا سہ اور وہ تصریح علما ناجز بعض مخالفہ
 فریب دی حرام ہے ذی برکت نے اتنا بھی نہ دیکھا کہ وہی علما جو حدیث ضعیف کو حلال و حرام میں حجت نہیں
 مانتے مگر احادیث ضعیفہ سے افعالی کے جواز و استحباب پر دلیل لاسکتے ہیں جس کی چند مثالیں افادہ سابقہ
 میں گزریں کیا معاذ اللہ علامہ کے کہ اپنا کلمہ نہیں سمجھتے یا پتے مقررہ قاعدہ کا آپ غور کرتے ہیں کیا افادہ ہنرم
 میں امام ابن امیر الحاج کا ارشاد نہ سنا کہ جہود علما کے نزدیک فضائل اعمال میں حدیث ضعیف قابل عمل ہے تو کسی فہم
 اہمیت نہ رکھنا پیر اول و لیکن الوہابیہ لا یسمعون واداسعوا لا یعقلون رب انی اسألتک العفو و

لعافۃ اصین (وہ ڈال کر تھننے ہی نہیں، تھننے ہیں تو کچھ نہیں، اسے میرے رب! میں تجھ سے غمزدار ہوں گا) سن کر ہنسی ہوئی، آگین۔ ت۔

افادہ بسط و سوم (ایسے مواقع میں ہر حدیث ضعیف غیر موضوع کام دے سکتی ہے)
اقول اولاً جہر علی کے حدیث کے مطالعہ کیجئے تو وہ مواقع مذکورہ میں قابلیت عمل کے لیے کسی قسم ضعف کی تفصیل نہیں کرتے، صرف اتنا فرماتے ہیں کہ موضوع نہ ہو فتح القدر و الفتح علی و شرح الفیۃ المصنّف میں تھا فید الموضوع (موضوع کے علاوہ ہو۔ ت۔) مقدمہ ابن الصلاح و تقریب میں ماسوی الموضوع (موضوع کے سوا ہو۔ ت۔) مقدمہ سید شریف میں دون الموضوع (موضوع نہ ہو۔ ت۔) علیہ میں ہدی لبس بموضوع (ایسی روایت جو موضوع نہ ہو۔ ت۔) اذکار میں ان الفاظ سے اجازت نقل فرمایا کہ عالم یکن موضوعاً (وہ جو کہ موضوع نہ ہو۔ ت۔) یعنی ہم ابی عبد الباقی محمد بن زکریا کی روایت میں کئی (محمد بن زکریا) تمام سے روایت کرتے ہیں۔ ت۔ یہ سب جہر علی کے الفاظ یا معنی افادات سابقہ میں گزری، ان کو فی شرح مواہب میں سبب عسادة المسعدین، التماسہ فی غیر الاحکام و العقائد مالم یکن موضوعاً (محمد بن زکریا کی روایت سے کہ غیر احکام و عقائد میں سبب ہل کرتے ہیں اس میں جو موضوع نہ ہو) یعنی علامہ علی بن ابی طالب (علیہ السلام) فرماتے ہیں،

علیہ ذکر صاحبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
تحت حدیث صحاحۃ لقولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (م)
اس حدیث کے تحت جس میں بی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے
گلی کے اشارے سے چاند کے ساتھ چیلنے (جنگ ہانے) کا بیان ہے وہاں اس کا ذکر ہے (مکہ۔ ت)
علیہ نقلہ و ما یاتی من حیوون و شرف
لا یجوز ان یصری نہ تعالیٰ (م)
ان دونوں حدیثوں میں نقل کیا ہے (م) (ت)

فتح القدر باب الاول
مطبوعہ مکتبہ نوریہ دہلی سکھ
۲۰۳/۱
مقدمہ ابن الصلاح الزح الشانی والعشرون معرفۃ المقبول
مطبوعہ غاروقی کتب خانہ طان
۴۹
مقدمہ سید شریف
مجلۃ المحلی شرح فیہ الفصل
۱۱
اذا ذکر المنتخبہ کی کام سید الاکابر
فصل قال العلماء
مطبوعہ دار الکتاب العربیہ بیروت
۴
کتب فیہ فیہ
۱۱
شرح اربع فی امر ابیہ للذنیۃ
المسند الاول و ذکر فضائل علی علیہ السلام
مطبوعہ دار مصر
۱۵۲/۱

لا یخفی ان السیرت جمیع الصحیحہ والمستقیم
الضعیف وابیلاخ والمرسل والمنقطع و
المحصل وروای الموضوع وقد قال الاکام حمید
وغیرہ من الائمۃ ادا مرویہ فی الحدیث
احرم شدونا واداروینا فی التفصائل
ونحوها قس هنا۔

و شیخ رہے کہ اصحاب سیرت کہ روایات میں کرتے
ہیں صحیح، غیر صحیح، ضعیف، بلاغات، مرسل، منقطع
اور محصل وغیرہ، لیکن موضوع روایت دکر نہیں کرتے۔
امام احمد اور دیگر محدثین کا قول ہے کہ جب بحر حلال و
حرام کے بارے میں احادیث روایت کرتے ہیں تو شدت
حرکت میں اور جب ہم فضائل وغیرہ کے بارے میں روایات
لائے ہیں تو ان میں نرمی برتتے ہیں۔ (ذات)

شیخ محقق مرویاً جہ الحق تہذیب وعلوی قدس سرہ القوی شرح مرط مستقیم میں فرماتے ہیں،
گفتہ اند کہ اگر ضعف حدیث بحیث سوائے حفظ بعض روایات
یا اختلاف یا تہمیں بردہ اور حدیث و دیانت منجر میگرد
بتحد طرق و اگر از جهت تمام کذب راوی باشد یا
شد و یا تحت حفظ و ضبط یا بقرت ضعف مثل
فحش خطا اگرچہ تعد طرق داشته باشد یا تہم بر مرد و
حدیث محکم بضعف باشد و در فضائل اعمال معمول
محدثین نے بیان فرمایا ہے کہ اگر کسی حدیث میں ضعف
بعض راویوں کے سوائے حفظ یا تہم کی وجہ سے
ہو جو حدیث و دیانت موجود ہو تو یہ کی تعد طرق سے
پوری ہوجاتی ہے اور اگر ضعف راوی پر تمام کذب
کی وجہ سے ہو یا حفظ و ضبط راوی کی غفلت کسی
جگہ ہو یا ضعف نہایت قوی ہو شد فحش غلطی ہو
قواب تعد طرق سے بھی کی کا از الدنیں مرکا اور
حدیث ضعیف پر ضعیف کا ہی حکم ہوگا اور فضائل اعمال میں
سے (ذات)

ثانیاً کلہی کا نہایت شدید الضعف ہونا کہے نہیں معلوم اس کے بعد یہ کہ اب وہ جس کا درجہ
تہذیب نے اسے متروک مکتوب الی، کذب تک کیا کذبہ اس حیثان والجواز جانی وقال الجہدی ترکہ بھی
و ابن مہدی وقال الذرقطنی و جماعة متر وکذا ابن حبان اور ترمذی نے اسے جہو قرار دیا۔ ہے بخاری
کہتے ہیں کہ اسے بھی اور ابن مہدی نے ترک کر دیا، دارقطنی اور ایک جماعت نے کہا کہ یہ متروک ہے۔ شد لا جسم
عاطف نے تقریب میں فرمایا متهم بالکذب و وہی بالوقف (اس پر کذب کا اتمام ہے اور اسے رد فعل کی

۱/۳ مطبوعہ مصطفیٰ البانی مصر
۱۲ ص
۲۹۸ ص

۱/۳ خطۃ القباب
۱۲ ص
۲۹۸ ص

۱/۳ مطبوعہ دار نشر مکتب الاسلامیہ گجرانوالہ

عرفت قسرب کیا گیا ہے۔ ت۔ با اینہم عارض کتب سیر و تفسیر اس کی ادرا سی کی اشال کی روایات سے مالا مال ہیں
علمائے دین ان امور میں انہیں بڑا نیکر نقل کرتے رہے ہیں، میران میں ہے،

قال ابن عدی وقد حدث عن النکلی سفین
و شعبۃ و جاحۃ و مرصوفہ فی التفسیر و احصا
فی الحدیث فہند و صاکیہ
ابن عدی نے کہا کہ کبھی سے سفیان، شعبہ اور ایک صحابہ
نے حدیث بیان کی ہے اور ان روایات کو پسند کیا ہے
جس کا تعلق تفسیر کے ساتھ ہے اور حدیث سے مستند
روایات کے نزدیک مناگیر ہیں۔ (دست)

امام ابن سید الناس سیرۃ حرم انام میں فرماتے ہیں،

خالب مایروی عن النکلی انساب و اخبار من
احول الناس و ايام العرب و سیرہم و صا
یحیری مجری ذلک ماسمۃ کثیر من الناس
فی حملہ عن لایحمد عنہ الاحکام و صمن
حک عنہ المتحریر فی ذلک الامام احمد
کبھی سے اکثر طور پر لوگوں کے انساب و احوال، عربوں
کے شب و روز اور ان کی سیرت، سی طرح کے دیگر
معاطیات مروی ہیں جو کثرت کے ساتھ ایسے لوگوں سے
لے لیے ہاتھ ہیں جن سے احکام نہیں لیے جاتے اور
جن لوگوں سے اس معاملہ میں اجازت منقول ہے

وہ امام احمد ہیں۔ (دست)

ثالثاً (امام واقدی ہا ہے علماء کے نزدیک ثقہ ہیں) امام واقدی کو جو راجل اثر نے سنیں و چناں کہ
جس کی تفصیل نیز ان وغیرہ کتب فن میں مسطور الاجرم تقریب میں کہا، اہل قول مع سعة علمہ (مطلی و صحت
کے باوجود متروک ہے۔ ت۔ اگرچہ ہمارے علماء کے نزدیک ان کی توثیق ہی راجح ہے کما افادہ الامام المحقق
فی فتح القندیر (جیسا کہ امام محقق نے فتح القندیر میں اس کو بیان کیا ہے۔ ت۔) با اینہم عارض کتب سیر و تفسیر اس کی ادرا سی کی اشال کی روایات سے مالا مال ہیں

عن جرح قال فی باب الماء الہدی یجوز بہ
الوضوء عن الواقدی قال کا منب ینر بصاحۃ
جہاں انہوں نے کتاب السعد الذی یجوز بہ الوضوء
میں واقدی سے نقل کیا کہ بغاضہ (باقی بر صفر آئندہ)

سے میران ادعہ الیٰ فی ۵۵۴ ترجمہ محمد بن السائب النکلی مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۵۵۸/۲

سے عین الاثر ذکر الاجرہ جاری ہے مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۲۴/۱

سے تقریب التہذیب ترجمہ محمد بن عمر بن واقدی الاسلمی مطبوعہ دار نشر مکتب الاسلامیہ کراچی نو لا ص ۱۱۶-۱۱۷

سے فتح القندیر باب الماء الذی یجوز بہ الوضوء مطبوعہ مکتبہ توحید دہلی سکھر ۶۹/۱

بھی ہمیں سیر و سفری و اخبار کا امام مانتے اور سلفاً و خلفاً ان کے روایات سے ہمیں ذکر کرتے ہیں کہ لا یخفی علی من
طالع کتب، تقوم (جیسا کہ اس شخص پر مخفی ہیں جس نے قوم کی کتب کا مطالعہ کیا ہے۔ ت۔ میزان میں ہے)۔
کان الی حفظہ المستفی فی الاخبار والسیور و یہ اخبار و احوال، علم سیر و معاری، حوادث زمانہ
المقانی و الحوادث و ایام الناس والعقہ اور اس کی تاریخ اور طر فہ وغیرہ کے انتہائی ماہر
و غیر دلش۔ اور حافظ ہیں۔ (ت۔)

رابعاً ہلال بن زید بن یسار صری مسقلانی گواہین بیان نے کہا دوی عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
اشیاء موصوۃ (انہوں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے موصوۃ روایات نقل
کی ہیں۔ ت۔ حافظ، نشان نے تقریب میں کہا متروک۔ باوصت، اس کے جب انھیں ہلال نے اس رضی
قلعہ حذ سے حدیث فصیلت مسقلان روایت کی جسے حافظ ابو الفرج نے بحقیقت رد کردہ درج موضوعات کیا اس
پر حافظ نشان ہی نے وہ جواب مذکور، افادہ دہم دیا کہ حدیث فضائل اعمال کی ہے سر اسے طعن ہلال کے
باعث موضوع کنٹ ٹیک نہیں امام احمد لا طین معلوم ہے کہ حدیث فضائل میں تسال فرماتے ہیں، در یہ بھی افادہ
نہم میں حافظ نشان ہی کی تصریح سے گزر چکا کہ متروک ایسا شدید الضعیف سے جس کے مدسب شتم ماضی و وضاح ہی
کا درج ہے اب یہ بات خوب معلوم ہے کہ وہ حدیثوں سے ملان کہ متروک کہ حدیث متروک کو متاثر شدہ ضعیف

(تقریباً ضعیف تر شدہ)

طریق اللہ الی بسائین، هذا تقوم بہ الحجۃ
عند ما و ثقتنا الواقعی ما عہد المہاجن
فلا تنزعہ ایہ او وقال فی فصل فی التفسار
قال فی الکلام مرجع شیخنا ابو الفتح الحافظ فی
اول کتابہ المقانی والسیور و بعضہ و
من وثقہ و رجحہ توثیقہ و فکر لا جوبۃ
عنا قیل فیہ آھ ۲، من (ھ)
یاں وضعیف کہا گیا ان کی توثیق کو ترجیح دیتے ہوئے ان پر وار شدہ اعتراضات کے جوابات بھی ذکر کیے آھ ۱۲، من (ت۔)

بنایا خود ہی ایسے شدید الضعف کی روایت کو دوبارہ فضائل مستحق تسابیل رکھا اس سے زیادہ اور کیا دلیل ہوگی کہ
ضعف کیسے ہی شدید ہو جب تک سرحد کذب و وضع تک نہ پہنچے حافظہ اشان کے نزدیک بھی فضائل میں قابلِ نرمی و
تحریراتی ہے و اللہ اعلم بالصواب۔

خامساً اور نینے وضو کے بعد آیات انزلنا پڑھنے کی حدیثوں کا ضعف نہایت قوت پر ہے، تھاموی
نے مقام حسن میں اسے بے اصل ٹھن کیا، امام حلیل ابو اعلیٰ سمرقندی نے اپنے مقاصد میں ان حدیثوں کو ذکر
فرمایا، امام اشان سے اس بار میں سوال ہوا وہی جواب فرمایا کہ فضائلِ اعمال میں معاصی پر عمل روا ہے۔
امام ابن امیر الیوم علیہ السلام فرماتے ہیں،

قد سئل شیخنا حافظ عسکری قاضی القضاة
شہاب الدین المشہور بن حجر رحمہ اللہ
تعالیٰ عن هذه الجملة فاجاب بما نصه: لا خلاف
انہی ذکرھا الشیخ ابو اللیث نعم اللہ تعالیٰ
ببرکتہ ضعیفۃ والعلما یتساھلون فی
ذکر الحدیث الضعیف والعمدۃ فی تصانیف
الاعمال ولم یثبت عنہ شیء عن النبی صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا من قوله ولا من فعلہ
ہمارے شیخ حافظ العسکری قاضی القضاة شہاب الدین
المعروف ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ سے ان روایات کے
بار سے میں پوچھا گیا تو آپ نے یہ جواب ارشاد فرمایا
کہ وہ احادیث جن کو امام ابو الیث نعم اللہ تعالیٰ کی
برکت سے نسخ معاف فرمائے گئے، ذکر کیا ہے وہ ضعیف
ہیں اور عمل حدیث ضعیف کے ذکر کرنے اور فضائل
اعمال میں اس پر عمل کرنے میں نرمی ہرگز نہیں اگرچہ
نہی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اللہ کے شعلے کوئی
قول و عمل ثابت نہ ہو اور اللہ اعلم۔

سادساً یہ حدیث کہ چاند گوارہ میں عرب کے چاند حجر کے سورج صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے باتیں
کرتا، حضور کو جلائی، انکشت مبارک سے جرحہ اشارہ فرماتے اسی طرف ٹھیک جا، مگر تسبیح نے دلائل الثبوت،
امام ابن عساکر بن عبد الرحمن صاحبوفی نے کتاب المناہجین، مطبوعہ بغداد، ابن عساکر نے تاریخ دمشق
میں سیدنا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی اُسے کا دار احمد بن ابراہیم علی شہید الضعف
پر ہے۔ میزان میں ہے امام ابو حاتم نے کہا، احادیث باطلہ تعدلہ علی کذبہ (اس کی احادیث باطلہ
اس کے کذب پر دال ہیں۔ ت، باوجود اس کے امام صاحبوفی نے فرمایا، ہذا حدیث غریب الاسناد

۱۔ علیہ العمل شرح نئیہ المصلی

۲۔ میزان الاعتدال ترجمہ ۲۹۵ احمد بن ابراہیم علی مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت لبنان ۱/۸۱

یہاں کافی نے زیادتی توسیع کا پتہ دیا، تھوڑا سا اول پر اہل سہل و قریب ہے کہ ایک جماعت علماء حدیث کے راہین و متبعین پر طلاق وضع کرتے ہیں تو غیر موضوع سے انھیں خارج کر سکتے ہیں مثلاً فی تقریحات و مسائلات جہور و علی و خود اہم الشان سے ہمد و رفاقت بخاطرہ اللہ سبب ہم ابھی روشن بیان سے واضح کر چکے ہیں کہ خود اہل نے متروک شدید الضعف راوی موضوعات کی حدیث کو بھی فضائل میں محلی رکھا مگر بحمد اللہ تعالیٰ ہمارا مطلب ہر قول پر حاصل ہم افادت سبقت میں مبرزین کرتے ہیں کہ تخیل ابہاس میں کی حدیثیں ہرگز ضعف شدید سے پاک و ضررہ میں ان پر صرف الفاظ یا جماعت راوی سے ملے کر کیا یہ ہیں بلکہ تو ضعف قریب و ضعف شدید الحمد للہ العلیٰ المجید ہذا (۱) سے یاد رکھو۔

وہ یہی کہتے تھے علیٰ ہاشم و متروک حدیث،
 کلاماً متعلق بالمقام احصاء ایرادہ، تسامحا
 للمراہ، فذکرہ اولاً مع الشیخ عن الخطاوی
 عن ابن حبان و جرحہ ایدتہ باطلاق العلما و شہ
 اردت صاحب المصمیم عن الخطاوی عن المضاف
 شد قلعہ ما نصہ۔

سے پھر وہ نقل کروں گا جو تسمیہ سے سکاوی سے، ہوں گے حافظ سے نقل یا۔ پھر میرا قول یہ ہے۔

اقول و ہذا الکتابی مخالف لاطلاق
 ما صرحہ الشوری عن العلما، قاطبہ، و لتحدید
 ما صرحہ الخطاوی عن شیخ الاسلام
 نفسہ لکن یظہر فیہ ظہر التخالف عن
 کلامی شیخ الاسلام، بانہ ھما ذکر التفرق
 و فیما سبق قال لا یخو طریق من طرقہ، فیکون
 الحاصل انہ شدید الضعف فقیر الکذب
 و لھمة لا یقبل عدہ فی الفصل جین التفرق
 اما اذا کثرت طرقہ فہر یبلغ درجۃ یسمیہ
 الضعف فی خصوص قبولہ فی الفصل، بخلاف
 شدید الضعف یا کذب و لھمة فاسہ
 و انہ کثر طرقہ الحق لا تقوہ یاں و یحلو

اقول میں کہیں معلوم ہے یہ بات حلالہ
 خودی کے نقل کردہ تمام علماء کے اطلاق اور خود
 شیخ الاسلام سے امام خطاوی کی گزشتہ نقل کردہ تعین
 کے خلاف ہے۔ لیکن شیخ الاسلام کی دونوں کلاموں
 میں مخالفت کو ختم کرنے کی وجہ پھر بخاطر سوری ہے وہ
 یہ کہ یہاں انہوں نے راوی کے تفرق کی بات کی ہے اور
 پہلے انہوں نے کہا ہے کہ فرق میں سے کوئی طریق بھی
 (کتاب و متہم سے) خالی نہ ہو، پس حاصل یہ ہوا کہ
 کذب و تہمت کے بغیر شدید الضعف ہو قرآن کے ہاں
 تفرق کی صورت میں فضائل میں قابل قیاس نہیں، لیکن
 جب وہ کثرت طرق سے مروی ہو تو اسی صورت میں
 وہ شدید الضعف سے خفیہ ضعف کے درجہ میں

شئ منه من كذاب او متهم لا يصلح تلك الذمة، ولا يصلح به في القضايا، وهذا هو الذي يعطيه هؤلاء السخاوی فیما مر جیث جعل قبول ما فيه ضعف شدید مطلقاً ولو بغير كذب في باب العصائل موقوفاً على كثرة الطرق، قلت: حاله في حمله واحدة، وهو حكمه بالقبول بكثرة الطرق في الضعف بالكذب أيضاً حكماً تقدم، وهو كما ترى مخالفت للمصريح ما نقل من شيخ الاسلام، وعلى هذا لا يرتفع مخالفة نقل شيخ الاسلام عن العلماء جميعاً لنقل كلام ابن النور عنهم كافة، فانهم لم يشروا لقبول في القضايا في شدید الضعف كثرة الطرق ولا غير هاسوی، بل لا یكف عن موضوعاً، لمصريح يعطيه كلامهم قبول ما اشتد طبعه لضعف أو غش غلط، مثلاً وان تعدد ولم یكثر طرقه، فاهم، وتأمل فان المقام مقام حناء وزلل، والله المسئول لكشف العجاب، وإبانة الصواب اليسر المرجع واليه البتة، ما اردت نقله مما خلقت على العاقل.

ابن یحییٰ میں اس بات کو صرف فضائل میں مقبول ہو چا نیکی اس کے خلاف ہو کذب اور کثمت کی وجہ سے شدید ضعف والی ہو تو پیشتر بحث طرق کے باوجود وہ مقبولیت کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتی اور نہ ہی فضائل میں قابل عمل ہو سکتی ہے کیونکہ اس کے برعکس ہیں کوئی نہ کوئی کذب اور تمام ضرور ہوتا ہے۔ یہی بات علامہ سخاوی کے گزشتہ کلام سے حاصل ہوتی ہے جہاں انہوں نے شدید ضعف والی حدیث کے فضائل میں مقبول ہونے کو کثرت طرق پر موقوف کیا وہاں شدید ضعف مطلق راوی سے خواہ وہ کذب کے علاوہ ہی ہو۔ لیکن یہ بات ان کو ایسا ہوگا کہ آئے گی۔ جہاں انہوں نے ضعف بالکتاب پر بھی کثرت طرق کی بنا پر مقبول ہونے کا حکم کیا ہے جیسا درجہ ۱۱ سے علامہ میں معلوم ہے کہ یہ بات شیخ الاسلام سے نقل کردہ کے صراحت خلاف ہے، بہر صورت شیخ الاسلام کا تمام علماء سے نقل کردہ مرقع اور امام نووی کا نقل کردہ انہی تمام علماء کا مرقع مختلف ہے یہ اختلاف مرقع نہیں ہو سکتا، کیونکہ علامہ نے فضائل میں شدید ضعف والی حدیث کو قبر بنائے کے لیے کثرت طرق وغیرہ کی شرط نہیں بنائی صرف یہ کہ سب کو وہ موضوع نہ ہو، ان کے کلام کا صریحاً ماہل یہ ہے کثرت طرق یا قسطنطینی کہ بنا پر جس حدیث کا ضعف شدید ہو خواہ اسی کا راوی متعدد ہی کیوں نہ ہو، اس حدیث کے طرق کی کثرت نہ ہو تب بھی یہ حدیث (فضائل میں) مقبول ہے، خود تا کلی کر، کیونکہ یہ مقام تخی ہے اور غلط فہمی پیدا کر سکتا ہے، پردوں کو ٹکراتے اور درست کو ظاہر کرنے کا سہرا صرف انتہا سے ہے اس کی طرف لوٹا ہے اور وہی بات پہنا ہے فتح المغیث کے حاشیہ میں سے جس نقل کو اپنا تخی وہ حق ہوا۔ البتہ

اگر اعتراض کے طریقہ کے کہ امام شیخ الاسلام

فان قلت هذا قيد تراشد اصادة

امام علیہ السلام اطلاقاً تھیں علیہ دفعاً
للتباعد بین التعلیل قلت نعم
نویا انت ما ذکرنا من الدلیل علیہ
لا یلائم سرمان التخصیص الیہ ، و کیف
نصر ، ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں
الضعف ثور یقولون ، وبالجملة فالاعلاق ہو
الادق بالدلیل والادق بقو اعد الشیخ الخلیل
فتوادی یكون علیہ التعلیل والعلم بالحق
عند الملک الجلیل .

کے بیان میں ایک زائد قید ہے جس پر علماء کے اطلاق
کو محمول کیا جا سکتا ہے اس سے وہ نقل کردہ کلام میں
اختلاف قائم ہو سکتا ہے قلت (تو میں جواباً کہتا ہوں ہاں
اگر علماء کے ذکر کردہ پر کوئی دلیل نہ ہو تب بھی ان کے کلام
کو اس قید سے خاص کرنا ممکن نہیں کیونکہ یہ ان کا کلام
یہ نہیں ہے بلکہ وہ شہید ضعف یا کبھی قبول کر سکتے ہیں
عمل پر ان میں کما ہر مشاہدہ کر رہے ہیں ۔ غرض یہ کہ
(شہید ضعیف حدیث کو قبول کرنے کے لیے کثرت فرق
کی قید نہ لگانا دلیل کے زیادہ موافق اور قواسم
شرعیات کے زیادہ مناسب ہے ، ہماری خواہش ہے کہ یہی قابل اعتماد جو اہل حق کا علم اللہ جل جلالہ کے
ہاں ہے ۔ (ت)

فائدة جلیلة (فائدة جلیلة)

فی احکام انواع الضعیف والحدیث الضعیف
الذی شرت اید من کلام الشیخ والحدیث الضعیف
هو قوله مع مقتنه فی بیان الحسن ، انت
یکس ضعف الحدیث لکذب او شدو ذہانت
خالف من هو احمدا ، اکثر اذ قوی الضعف لغيرهما
فلم یحبر ، لو کثرت طرقه لکن کثرة طرقه یرتفع
عن مرتبة الحسن و هو المنکر فی مرتبة الضعیف
الذی یجوز العلم به فی الفصائل و مرجعاً
تکون ثلاث طرق الزاهية بمنزلة لطریق
القی فیها ضعف یسیر یحییٰ فوفرض محسنی
ذلت الحدیث باسنادہ ضعف لیسر کان مرتباً
بہا فی مرتبة الحسن لغيره مخلصاً ۔

قائد جلیلہ (ضعیف حدیث کے احکام اور
اہل حق پر مذکور کتب میں امام سہادی کے جس کثرت کلام
کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے وہ بیستین حدیث حسن کے
بارہ میں ہے کہ حدیث کا ضعف کذب یا شدو
یعنی وہ حدیث احذر راوی یا کثیر رواۃ کی روایت کے
خلاف ہو ، یا یہ ضعف قوی ہو جرات و مذکورہ کذب
اور شدو ، کے علاوہ کسی اور درجے پر پہنچا ہو ۔
یہ ضعف کثرت طرق سے بھی قائم ہو سکتا ، کیونکہ
کثرت طرق کی بنا پر حدیث مردود منکر کے مرتبہ سے ترقی
کر کے ایسے ضعف کے مرتبہ پر پہنچ جاتی ہے جس سے
خصائل میں عمل کے لیے مقبول ہو جاتی ہے اور کبھی
ایسا بھی ہوتا ہے کہ حدیث کے متذکرہ طرق ایک

معمول کردہ طریقہ جیسے جوتے ہیں کہ اگر وہ حدیث کسی معمولی ضعف والی سند کے ساتھ مروی فرض کر لی جائے تو یہ درجہ
حسی غیرہ پر فائز ہو پاتی ہے، مطلقاً۔ (ت)

وراثتی عفت علیہ ہفتا مائے
اقول حاصل ما تقرر و تحرر ہفتا مائے
خریادت نفیۃ صان، موضوع لا یصلح
لشئ اصلاً ولا ینتہم جرحہ بد و لو کثرت
طرقہ ما کثرت، فان تریادة الشرح لا ینزید
الشئ الا شراً، و الفہم الموضوع کالمعتمد و
المعتمد لا یقوی ولا ینقوی، ومنہ عند جمیع
مہم شیخ الاسلام ما جاء بروایة کذا یں
وعند آخرین منهم جائز لحفاظ حاکم من
طریق المتہمین، و سواهما السخا و
بشیدہ المصنف الا ان لہ یہ و لا یصلح
لا یثبت الا بالقرین المقررة ان تغیر بہ
کذاب او وضع کما لہن علیہ فی ہذا کتاب
وہو عندی مذهب قوی اقرب الی الصواب،
اما المصنف بغیر الکذب و التهمة من ضعف
شدید مخرج لہ من حیث الاختیار کما کثرت
خط الراوی فقد العمل بہ فی الفصائل علی
ما لہ فیہ کلام عامۃ الصلحاء و هو الا تعد
بقیۃ الدلیل و القواعد، لا عند شیخ
الاسلام علی احدی الروایات عنہ و من
تبعہ کما لہ سواہی الا اذا کثرت طرقہ الساقطہ
من درجۃ الاعتبار و یكون مجموعہا
کطریق واحد صالح لہ فی عملہا فی الفصائل

اور مجھے یاد ہے کہ میں نے اسی کے اس مقام
پر شاید لکھا ہے جو یہ ہے اقول ہماری زائد اباحت
کے ساتھ جو یہاں ثابت اور واضح ہو چکا ہے اس کا
حاصل یہ ہے کہ موضوع حدیث کسی طرح کارآمد نہیں ہے
اور کثرت طرق کے باوجود اس کا عیب ختم نہیں ہو سکتا
کیونکہ شرک زیادتی سے شرفیہ برحق ہے، نیز موضوع
محدوم چیز کی طرح ہے اور محدود چیز نہ قوی ہو سکتی
ہے اور نہ قوی ثانی جاسکتی ہے، موضوع کی ایک قسم
وہ ہے جس کو ایک جماعت نے جس میں شیخ الاسلام
بھی میں نے بیان کیا ہے، وہ یہ کہ جس کو کذاب لوگ
روایت کریں، اور ایک دوسری جماعت جس میں سے
”خاتم الصالحات“ بھی میں نے بیان کیا ہے کہ ”موضوع“
وہ ہے جس کو متعمد یا کذاب روایت کریں۔ امام بخاری
نے ان دونوں بیان کردہ قسموں کو ”مشیدہ الضعف“
کے صادی قرار دیا ہے، جس کو مغرب بیان کریں گے۔
امام بخاری کا خیال ہے کہ موضوع کی پہچان مقررہ قرائن ہی
سے ہوتی ہے جیسا کہ روایت کرنے والے کتاب یا
وضاحت اس روایت میں متقدم ہو، جیسا کہ امام بخاری
نے اس کتاب میں بیان کیا ہے میرے نزدیک یہی
ترتیب قوی اور اقرب فی الصواب ہے۔ مگر کذاب اور
تحت کذاب کے بغیر کوئی بھی شدید ضعف جس کی بنا پر
حدیث درجہ اعتبار سے خارج ہو جاتی ہے مثلاً مروی
کی انتہائی غش غلطی ہو، ضعیف کی یہ قسم فضائل میں

کار آمد ہو سکتی ہے جیسا کہ ہم ظاہر کے کلام سے حاصل ہے اور بنی برکت دلیل و قواعد سے مطابقت رکھتا ہے مگر شیخ الاسلام سے ایک روایت میں اور امام سخاوی کی طرف ان کے پروکار حضرات کے ہاں یہ قسم فضا کی میں معتبر نہیں ہے تاؤنیکہ اس کے کز و طرق کثیر ہوں اندر یہ طرق کثیر ہوں تو ان سب کے مجموعہ کو وہ ایک طریقہ صالحہ کے مساوی قرار دے کر فضا کی میں قابل عمل قرار دیتے ہیں، تاہم اس قسم کی ضعیف حدیث کو احکام کے لیے حجت قرار نہیں دیا جاسکتا ورنہ یہ درجہ حسن نفوذ کو پاسکتی ہے۔ ہاں اگر ان متعدد طرق کے ساتھ ساتھ کسی نوکر سے صحیح طریق سے اس کی کز و طرق حاصل ہو جائے تو ادب بات ہے، اگر نہ کہ کز و طرق درجہ حسن حریق کی بنا پر وہ حدیث دو ایسی ضعیف

ولکن لا یحتج بہا فی الاحکام ولا تنفذ بذلک
درجۃ الحسن لعیہ الا اذا التجمعت مع ذلک
بطریق اخری صالحۃ بذاعتبار قای مجموع
ذلک یکون کحدیثین معیین بہا نہایت
ماضدین فہم ترقی الی الحسن لفیہ تقصیر
حجة فی الاحکام، اما مطلقا علی ما ہر ظاہر
کلام المصنف اعمی العراق او بشرط تعدد
لجارات الصالحات الباقیۃ مع ہذہ الطرق
القاصۃ المتکثرۃ النافعة مقام صالح واحد
حد اکثر فی الموارد علی ما فہم السخاوی
من کلام النوری وغیرہ الواقع فیہ عقد
تکثرۃ من نواع فیہ مفید کلام شیعہ
دستورق سرحۃ و ضعیفہ کسب

ان کے الفاظ میں، بسبب راوی سور حفظ کا متابع معتبر راوی بن جلیہ جو اس سے پرچہ پاس کی مثل اس سے کم نہ ہو اور اسی طرح وہ مخلص جاتی نہ نہیں کرتا مستورا اسناد میں اور اسی طرح اس کے جگر محفوظ نہ ہو پھر پناہ تو ان کی حدیث حسن ہو جائے گی ہاں نہ تو نہیں بلکہ باعتبار المجموع ہوگی کہ نوکر ایک ن میں سے (یعنی سور حفظ اور مخلص جن کا ذکر ہوا) برابر احتمال رکھتا ہے کہ اس کی حدیث صحیح ہو یا غیر صحیح، پس جب معتبر راویوں میں کسی ایک کو مافی تو روایت آجائے تو ذکر کردہ دونوں احتمالات میں سے ایک کو ترجیح حاصل ہو جائے گی اور (باقی اگلے صفحہ پر)

عقۃ حیث قال حق تود لقی الحفظ بمعتبر
کان یکون عوفہ او مغلطہ لا وہوہ وکذا المستند
الہی لا یشیر والمستور والاسناد الحسن کذا الذی
لو یصرف لحدود صد صار حیث حسن لانه اند
بل وصفہ بذلک باعتبار مجموع لہ کل واحد منہم (ا)
من ذکر من النی الحفظ والمخطوط، یا احتمال
کون مروایۃ صواباً او غیر صواب علی حد سواء
فاذا جاءت من نصیرین سردایۃ ہوا فقتل
لاحدہم من جمہ واحد الجنبین من الاحتمالین
الذکرین ودلی ذلک علی ان الحدیث محفوظ

حدیثوں کی طرح ہی جاتی جو آپس میں مل کر کثرت کا باعث
ہی جاتی ہیں اور وہ ضعیف حدیث حسن وغیرہ کے مرتبہ
کو پہنچ کر احکام میں سخت بن جاتی ہے، اب یہ اختلاف
اپنی جگہ پر ہے کہ عرف اسی قدر سے مقبول ہے جیسا کہ
مصنف یعنی علامہ عراقی کے کلام سے عیاں ہے یا بطریق
یہ متعدد صالح طرق جن کا بنا پر کمزوری رائل ہو سکے
ان متعدد صالح وجہ اور کمزور طرق جو ایک صاع طریق
کے مساوی ہیں، لی کر کثرت طرق صالح بن جاتے ہیں جیسا کہ
امام بخاری نے امام نووی وغیرہ کے کلام سے سمجھا جن میں
لفظ کثرت استعمال ہوا ہے، باوجودیکہ ہمارا اس میں
اشکاف ہے جو کہ شیخ الاسلام کے اس کلام سے مؤید ہے

بوحدة الخبر مع جواز تكون الكثرة في كلام
اسوي بمعنى مطلق التقيد، وهو الاوافق بما
رأينا من منيعهم في غير مقامه والضعيف
بالضعف الذي راعى ما لم يزل له من محل الاستي
يصل به في الفضائل وحده، وان لم يزل جدير
بان الجدير ولو بواحد مما حسننا تغييره، و
احتج به في الاحكام على تفصيل وصفنا ذلك
في المجابر، فلهذا هي انواع الضعيف، احسا
البدى لا نقص فيه من درجة الصحيح الا
القصوى ضبط المرادى غير بالغ في درجة العلة
فهو الحسن لذاته المحتج به وحده حتى في

(بقرہ شریف صفحہ ۴۷۷)

یہ بات دلائل کی ہے کہ یہ حدیث محفوظ ہے اور درجہ وقعت
درجہ قبول پر نظر ہو گئی ہے اور دائرہ علم، ذرا غور کرو
حق میں بعض ایک مستبرک کے ساتھ اور شرع میں کئی افراد کے
ساتھ ملاحت و دوست پر گفتا کیے کیا در اسے قبول کا درجہ
دیا ہے اور یہاں قبول سے مراد حکام میں قبولیت مراد
ہے کیونکہ انہوں نے حدیث ضعیف کو صالح لا مقبول
الرد کہا ہے کیونکہ حدیث ضعیف فضائل میں تیار ہا جماع
مقبول ہے، خواہ اس کے ساتھ کوئی دوسری روایت
نہ ہو اور میرے یہی یہ ظاہر ہو کہ درجہ ای دونوں طرائق
یشی الاسلام کے ساتھ ہے اس میں بنا پر جو تہمت میں
ای دونوں کی دلیل بیان کی گئی ہے یہ راجع القیض پر
میری القیض سے منقول ہے ۱۲ مندرجہ فی ذیل

فارتفع من درجة موثقت الى درجة القبول و
الله اعلم، وانظر كيف اجتروا في المقتر توحيد
معتبر في المشرع به مراد رواية وحكم بالارتقاء
الى درجة القبول وهذا المراد به هنا الا القبول
في الاحكام فانه جعل الضعيف صالحا لا اعتبار
بنازله مع انه مقبول في الفضائل بالاجماع
ويظهر ان المرجح معهما اعني العسراقي و
شيخ الاسلام لما بين في السنته من
الدليل لهما منقولهما علقته على فتم
الفتي ۱۲ مندرجہ فی ذیل

ما شریف شرح نکتہ الفکر بحث صواعق الحفظ مطبوعہ مطبعہ علمی اندرون دہلی گیت لاہور ص ۵۴

الاحکام، و هذا اذا كان معه مثله ولو واحد
 صابر صريحاً نظيره وادونه ما يليه فلا
 يكتفى انقل ما كتبت بتلخيص -

سکتے ہیں) اگر کام خودی کے کلام میں لغو کثرت سے مطلق، تعدد ہے اور یہی احتمال ان کلمات کے زیادہ قریب ہے
 جیسا کہ ہم نے متعدد جگہ استعمال پایا ہے اور ضیغ کی ایسی قسم جس میں معمولی ضیغ جو یعنی جس سے جو اعتبار ساقط
 نہ ہو یہ ضیغ میں تنہا معتبر ہے خود کوئی مزید بھی نہ ہو، اور اگر کوئی ایک ایسا مزید پایا جائے جو اس کے ضیغ کو زائل کر دے
 تو یہ حسن لغو ہے، یہ جاتی ہے اور اس کو احکام میں حجت قرار دیا جائے گا جس کی تفصیل ہم نے خودی کو زائل کرنے والے
 امر میں بیان کر دی ہے۔ یہ تمام ضیغ کی افواہ ہیں۔ اگر صحیح حدیث کے شرط میں ماسوا سے ضبط راوی کی ضرورت ہے
 اور کوئی ضرورت نہ ہو تو حدیث "حسن لذاتہ" ہر گز شرط راوی کی یہ ضرورت غفلت کے درجہ تک نہ پہنچتی ہو، اور
 "حسن لذاتہ" حدیث بھی احکام کے لیے حجت ہو سکتی ہے اگر حسن لذاتہ کے ساتھ اس کی ہم مثل ایک ایسی مل جائے
 تو حدیث صحیح لغو بن جاتی ہے اور اگر اس سے کم درجہ کی کوئی مزید اس سے مل جائے تو صحیح لغو نہ ہے بل
 تا وہ حدیث اس سے کم درجہ کی متعدد روایات جمع نہ ہو جائیں میری بھی کوئی تعین قلم نہ ہوئی، غفلت۔ (ت)

یہ چند جملے لکھ کر دیکھ لیں گے کہ ہر قسم کے اس دور میں اس کے ساتھ شاید اور جگہ ملیں، و
 بابتہ استحق و له ان الحمد لله القادر الموفق عليه، حاشا له وعلى الله تعالى على ناصر الضعيف و
 اله وسلا، قول ضعيف في فضائل الاموال كاستدليله ابتداء مسوده فقير في معرفه دو افاده مختصر من متن صفو
 متذات تھا کہ ماہ مبارک ربیع الاول ۱۳۱۳ھ میں رسالہ بعنوان کتابائے نبوی میں چھپنا شروع ہو گیا، اس کے تبصیر میں
 بارگاہ مفیض علوم نعم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بکمال تامل و غور سے غماض جلیلہ کا اضافہ ہوا افادہ شانزدہم سے یہاں
 تک آخر احادیث تا آخر اسی مسئلہ کی تحقیق میں اقامت کے علم و کلمے روکنے اتنے اوراق اظاہر ہوئے، امید کی جاتی
 ہے کہ اس مسئلہ کی ایسی تحقیق جلیل و تفصیل جریں اس تحریر کے ہر اکھیں ترسلے، مناسب ہے کہ یہ افادہ اس مسئلہ
 خاص میں چار رسالہ قرار دینے جائیں اور بجاغیر تاریخ التہاد الکاف فی حکم الضعفاء (ضعیف
 حدیثوں کے حکم میں کافی ہدایت۔) لقب پائیں و باللہ التوفیق و له العنة علی مخرق من نعم تحقیق
 ما کی عشر عشر عشر ہا نلیق، الصلاة والسلام علی العجیب الکبریہ و آلہ و صحبہ ہدایۃ

عہ مستقر علی بالام سے بھی ضیغ یا فصیح کلام میں شاید و ذالک ہے جو ملاقا کیوم القاد و کبیر السعالم الی غیر ذلک
 اہم! ابن حجر عسقلانی کی کتاب ہے: نکاح النکاح فی تخریج احادیث الکشف ۱۲ منہ (۴)

اسی میں تصانیف آثار خطیب کو کلام

التصانیف المعبودۃ الموقرۃ لفضائل المحدثین و
عسرتهم فی فہمہم

پھر انام حافظ ابو طاهر سلفی سے اُن تصانیف کی مدح جلیل نقل کی۔ سبحان اللہ کہ ان شاہ صاحب کا یہ جس اشتہاد
اور کہ ان کے کلام کی وہ ہیودہ مراد کہ وہ کتب سراسر محل وقایہ قابل استناد۔

مثلاً بناب شاہ صاحب مرحوم کے والد شاہ ولی اللہ صاحب کہ حجۃ اللہ الیہ افراس اس تقریر طبقات کے
موجد اسی حجۃ ہائے میں اسی طبقہ والوں کی نسبت لکھتے ہیں،

اصبح هذه الطبقة ما كان ضعیفاً محققاً
لین اس طبقہ کی احادیث میں صالح تر وہ حدیثیں ہیں
جن میں ضعف قلیل قابل نقل ہیں۔

یہاں ہرے کہ ضعیفہ نقل اوقیٰ، نیما سے خود احکام میں بحث ہوجاتی ہے اور فضائل میں تو بالاجماع تنسیابی
مقبول و کافی ہے پھر یہ مکر بھی مجاز، لغزو و گاہ ورنہ ان میں بہت احادیث منجبر و حسان طبعی گی اور عند تحقیق یہ
بھی باعتبار نسبت، ورنہ فی الواقع ان میں صحاح حسان سب کچھ ہیں کما مستقسم بعونہ تعالیٰ (جیسے کہ تو
عسیر یہ کئے گا۔)

والعالمی شاہ صاحب قرة العینین فی تفصیل الشیخین میں لکھتے ہیں،

چون نوبت علم حدیث طبقہ علمی و خطیبہ ابن عساکر	جب علم حدیث علمی و خطیبہ اور ابن عساکر کے طبقہ
رسیدہ ای عزیزیان ویدند کہ احادیث صحاح و حسان	تک پہنچا تراشوں نے دیکھا کہ متقدمین علماء نے ایسی
را متقدمین مضبوط کردہ اندلس مال شدہ نہ کج احادیث	احادیث جو صحیح اور حسن تھیں کہ محض ذکر دیا ہے اسد،
ضعیفہ و مقولہ برک سلطنت آزادیدہ و دانستہ گر اشتہ	انوں نے ایسی احادیث جن میں کجی و ضعیفہ و مقولہ نہ
بودند و غرض ایشان ازین عین بود کہ بعد جمع حفاظ	تھیں جنہیں اسلاف نے علماء ترک کیا تھا ان کے جمع کرنے
حدیثیں وراں احادیث تامل کنند و موضوعات را	سے غرض یہ تھی کہ حفاظ حدیثیں ان میں غور و تامل کر کے

حکم دوم از تفصیل دوم در شہادت و را حاق دانستہ
دومری فعل کی قسم دوم جو کہ تین شہادت سے متعلق ہے ان کے
تحت اس کا بیان ہے ۱۔

سخت بہتان الحادیث میں اُردو ترجمہ تاریخ بغداد و خطیب	مطہرہ تاریخ ایم سعید کہنی کراچی
سخت حجۃ اللہ الیہ بناب طبقہ کتب حدیث، الطبقة الراشدہ	المنکبتہ السلفیہ لاہور

انہوں نے بیان کیا ہے میں نے اسے نقل کر دیا ہے
ت سے ترمذی میں ان کا حدیث پر تسرہ بھی نقل کرونگا۔
ی سے نسائی وہ سے ابن ماجہ ۵۰ سے ابوداؤد طحاوی
حم سے احمد، جب سے عبد الرزاق ت سے ابن ابی شیبہ
ع سے ابو یعلیٰ، ط سے طبری کی تہم کبیر، ط سے
مجم اوسط، ط سے تہم صغیر عل سے عبد بن نعیم،
ق سے سنن بیہقی، ط سے شعب الایمان للبیہقی
مراہ جوگا، ان تمام کتب میں احادیث صحیح بھی ہیں حسن
اور ضعیف بھی اور میں اکثر طور پر ان کے بارے میں
نشان دہی بھی کروں گا اور مختصراً۔ (د ت)

دیکھو امام ماقم الخصال نے ان طبقات ثانیہ و ثالثہ و رابعہ سب کو ایک ہی شقی میں لیا اور سب پر یہی حکم
فرمایا کہ ان میں صحیح، حسن، ضعیف سب کچھ ہے۔
سادساً خود جناب ساد صاحب کی تصانیف تفسیر حریری و تہذیب ثمانیہ وغیرہا میں جامع
احادیث طبقہ رابعہ سے بلکہ ان سے بھی اکثر استناد موجود، اب یا تو شاہ صاحب معاذ اللہ خود کلام اپنا
نہ سمجھتے یا یہ سننا باقی تحویث معنوی کر کے احادیث طبقہ رابعہ کو محل و معطل ٹھہرانا ان کے سر یکے دیتے ہیں،
تمیلاً چند نقول حاضر، عزیزی آخر تفسیر تا حد میں ہے۔

(بقیہ مائشید صفحہ گذشتہ)

حاصل کی ہے اس میں لفظ خدا اور علیہ کے
دریانہ ایک گد ہے جو کتابت میں واضح نہیں تو میں
نے اس کی جگہ لفظ سکنت لکھ دیا ہے اور چونکہ اس
سے آگاہ کرنا ضروری تھا تو میں نے آگاہ کر دیا۔
۱۲ منہ (د ت)

لعلی صا و علیہ کلمۃ لہ تبیین فی الکتاب ست
فلکبت مکانہا لفظہ سکنت اذ هو المراد واذا
کاتب لاند صفت التنبیہ سہت علیہ
۱۳ (م)

ابن قیم و دہلی از ابوالدرداء روایت کرده اند کہ آنحضرت
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمودہ کہ فاتحہ و کتاب سب
کفایت کے گناہ از پنج چیز از قرآن کفایت میکنند
الحديث۔

ابن قیم اور دہلیات بھی این مساکر و ابوشیخ و ابی مردودہ و دیگرین سے مذکور ہیں یہی ہے ۱

قطبی از شبی روایت کردہ است کہ شخصے نزد اہل آمد
و شکایت در گردہ کرد و شبی باو گفت کہ ترازم است
کہ اساس القرآن بخوانی و بر طے در دم کنی او گفت
کہ اساس القرآن چیست شبی گفت فاتحہ و کتاب۔
سورة الفاتحة۔ (ت)

قطبی نے شبی سے روایت کیا کہ ایک آدمی نے شبی کے
پاس آکر شکایت کی کہ مجھے درد گردہ ہے، انہوں نے
فرمایا کہ اساس القرآن پڑھ کر کہہ دے درد بردم کر،
اسی نے عرض کیا کہ اساس القرآن کہا ہے؟ فرمایا
سورة الفاتحة۔ (ت)

عزیزی سورة البقرہ ذکر بعض فرائض سورہ آیات میں ہے ۱
ابن الجارود تائید کرتا ہے کہ ابن سیرین روایت کردہ

عنه و دریں بعض روایات اقراں دار قطبی یا طبرانی یا
وکیع عنی عن واسو نہ بد نیز اگر ازیں چنانکہ احتمال
این معنی نمایند کہ اسناد بایں مقرون ببطء ثاب
است بچای این امر رمتقہ ثبوت نشینہ کہ بر معاریض
بطء راجعہ قد از درجہ اعتبار نیست باز احتمال
مذکور بملاحظہ روایات دیگر کہ تنہا از بطء راجعہ است
ازل با شہد زعمم مخالفہ را، هیچ کن
باشد فافهم ۱۲ مترضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۴

اور اس میں بعض روایات کے دار قطبی یا طبرانی یا وکیع
کے ساتھ اقراں سے محافط کو سود مند نہیں کیونکہ اس
طرح سے یہ معنی پیدا ہوتا ہے کہ اس کے ساتھ اسناد سے
بطء ثاب سے مقرون ہیں اور اسی طرح یہ بھی ثابت ہے
کہ بطء راجعہ کی تمام احادیث و دیگر اعتبار سے ساتھ نہیں
پھر احتمال مذکور دیگر روایات کے معنی یہ ہے کہ جو صرف
بطء راجعہ سے ہیں یہ بھی زعم مخالف کو زیادہ زائل کرنے
والہ ہے، مخالف کا جو بھی زعم ہو، اسے، اسی طرح
سمجھ ۱۴ مترضی اللہ تعالیٰ عنہ (ت)

و خلافت اور روز قیامت مثل شفاعت پیغمبر این باشد
جابر گوید کہ میں نے نہایت تیرے بود کہ حضرت ابو بکر کثرت تعین
آورند۔

تختہ (۱۸۱۸ء) میں ہے :

در روایات شیعه و سنی صحیح و ثابت است که این امر فی
جمله کتب دینی الهی است که حضرت ائمه و خود را بر سر
زهر زخمی الله تعالی علیه السلام آورده و امیر المؤمنین علی
رضی الله تعالی عنه را شفیع خود ساخت تا آنکه حضرت
زهر را زخمی الله تعالی علیه السلام نوشود و عذاب او بابت اینست
پس در حدیث النبوة و کتب الوفا بهیچ و شرح مشکوٰۃ
موجود است بلکه در شرح مشکوٰۃ نیز بعد از آن نوشته است
که بجز صیقل بعد از این قصه بخانه فاطمه است و در گری
آفتاب بر درها ستاد و غدر خواجی کرده و حضرت زهرا
از راضی شده و در بایض النبوة نیز این قصه تفصیل
نموده است و در فصل الخطاب روایت بهیچ از شیعیان
همین قصه روی است و این اسناد و کتب الهی
از او را روایت کرده که گفت بیرون آمد ابو بکر محمد
تعالی علیه السلام بر در فاطمه رضی الله تعالی عنه و در روز گریه

عبد الرحمن میزدیدم از ملا علی کا عتہ بر حضرت افضل
الصبرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۲ مرہ (م)

شخص اللہ تعالیٰ نے پیدا نہیں فرمایا اس کی شفا عمت
دو روز قیامت اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کی شفا عمت کی طرح
ہوگی۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ابھی
تھوڑی دیر ہو گئی تھی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ

مشہور اور سنی دونوں کے ہاں روایات صحیحہ میں ثابت ہے کہ یہ سال حضرت ابوبکر پر نہایت شاق گزرا، لہذا آپ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کے دروازے پر حاضر ہوئے اور امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سفارش فرمایا تاکہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان سے راضی ہو جائے، روایات اہلسنت و ارجح النہجۃ، الوفا، بصیرت اور شروع مشکوٰۃ میں موجود ہیں بلکہ شروع مشکوٰۃ میں ثبوت مجددی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر اس واقعہ کے بعد سیدہ فاطمہ الزہراءؑ کے گھر کے امیر و صاحب میں گھر سے ہونے اور حضرت کی اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان سے راضی ہو گئیں۔ ریاض النضرۃ میں بھی یہ واقعہ تفصیلاً درج ہے اور فصل القادیبی بروایت ہیثمی، شعبی بھی یہی واقعہ منقول ہے اور ابن کثیر نے المرافقۃ میں اوزاعی سے روایت کیا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر سے الخ۔ (دست)

مطرح ہو گئی کے ان اعتراضات میں سے تیر حویطین
میں سب سے بڑا انھوں نے افضل الصدیقین حضرت صدیق اکبر
علیہ السلام کا نام لیا ہے جس کا نام ہے ۱۲ (ت)

۲۰۹ ص ۲۷۸ ص

5
5

تشیع کے ائمہ ان بیانات سے واضح ہو گیا کہ اس طبقہ والوں کی احادیث متروکہ سلف کو ترجیح کرنے کے معنی
اسی قدر ہیں کہ جن احادیث کے ایراد سے انہوں نے ہترا کیا انہوں نے درج نہیں کیا کہ انہوں نے جو کچھ کھا سب
متروکہ سلف سے مجرد عدم ذکر کو اس معنی پر معنی کرنا کہ ناقص مسجد کے بالقصد ترک کیا ہے بعض جہات ورنہ افراد بخاری
متروکات مسلم جن اور افراد مسلم متروکات بخاری اور بر کتاب متاخر کی وہ حدیث کہ تصانیف سابقہ میں نہ پائی گئی
تمام سلف کی متروکہ مافی جاسے مصنفین میں کسی کو دھڑلے استیعاب نہ تھا امام بخاری کو ایک لاکھ احادیث صحیحہ
حفظ تھیں صحیح بخاری میں کل چار ہزار بلکہ اس سے بھی کم ہیں کما لینہ شیخ الاسلام فی فتح الباری شروح
صحیحہ البغوی (جس کا شیخ الاسلام نے فتح الباری شریح صحیح البخاری میں بیان کیا ہے - ت)
مثلاً غنا شاد صواب اس کلام امام ذہبی کو نقل کر کے فرماتے ہیں،

وہذا مما سہ حدیث قرار دادہ اند کہ درست رک حاکم
اعتماد بنیاد کہ دیگر بعد از بدین تھیں وہی۔
اور اس کے پہلے لکھا،
امام ذہبی نے کہا ہے کہ امام حاکم کی تصحیح پر کوئی کفایت
نہ کہے، دقتیہ سس پر میری تعقیب و تحقیقات کا
مطالعہ کر کے، اور یہ بھی کہا ہے کہ بہت سی احادیث
مستدرک میں شریعت پر جو نہیں بلکہ بعض اس میں
موضوعات بھی ہیں جس کی وجہ سے تمام مستدرک
معیوب ہو گئی ہے۔ (ت)

ان جہات سے ظاہر ہو کہ وجہ اعتماد ہی اختلاف صحیح و ضعیف ہے اگرچہ اکثر صحیح ہی ہوں جیسے

عہ اسی طرح عدم اعتبار کثرت و قلت کی دلیل واضح امام الشان کا یہ ارشاد مستقول تدریب ہے،
قال شیخ الاسلام غالب مافی کتاب ابن الجوزی
موضوع والذی ینتقد علیہ بالنسبۃ الخ
روایات موضوع ہیں، ابن جوزی کی کتاب میں اکثر
شیخ الاسلام نے کہا کہ ابن جوزی کی کتاب میں اکثر

سنہ ۱۱۳۰ ہجری میں اردو ترجمہ مستدرک میں امام ذہبی کے موضوع کا اندراج مطبوعہ ریحانہ سعید کمپنی کراچی ص ۱۱۳
۱۰۹ ص ۱۰۹

مستدرک میں ہیں۔ یہی کتاب کی قدیم اور پرستیمیں ہیں کہ سب کا صیغہ ہونا چاہئے نہ ضعیف مشہور یا بطلان محض
 کر کوئی جا بل بھی اس کا اعلان نہ کرے گا اور اس پہ امتحان کی کسی معنی اگر خود یا قوت قدر رکھتا ہو آپ پر کئے ورنہ
 کلام ناقدین کی طرف رجوع کرے ہے اس کے تحت نہ سمجھ لے اسے انصافاً یہ کم نہ صرف کتب طبقہ رہ بلکہ ثانیہ ثانیہ
 سب پر ہے کہ جب منش اختلاط صحیح و ضعیف ہے اور وہ سب میں قائم تو یہی حکم سب پر لازم آفریز دیکھ کہ
 انہوں نے صاف صاف یہی تصریح سنسن ابی داؤد و جامع ترمذی و مسند امام احمد و سنن ابن ماجہ و معنی
 ابو یوسف ابی شیبہ و معنی جہاد زرق و غیرہ سنسن و مساند کتب طبقہ ثانیہ و ثانیہ کی نسبت بھی فرما سنے جس کی
 نقل امام الشافعی و علقہ سرکاری سے افادہ ۲۱ میں گزری۔ یونسی امام شافعی لا سلام عارف باللہ ذکر یا اندازی و
 امام بخاری نے تفسیق کی، امام حاتم الحنفی کا قرآن الہی نہیں پڑھے کہ انہوں نے ان سب کتب کو ایک سنگ میں
 منسک فرمایا اب شاید منکر کی فہم انہوں نے منکر ابی داؤد و ترمذی و سنن ابی داؤد و جامع ترمذی و مساند ابی داؤد و جامع ترمذی
 یہی اعتقاد کرے گا کہ وہ بھی معاذ اللہ محض میں ویکار و اصل ناقابل استناد و اعتبار ہیں و لا حول و لا قوۃ الا
 باللہ العلیٰ العظیم۔ بالکل حق یہ کہ ہمارا اسناد و نظرو انتقاد یا تحقیق قیاد پر ہے نہ فلاں کتاب میں جو سنے
 فلاں میں نہ ہونے پر قلم مضاعف رہا جب اس عمل پر آفاقین کرد و کردہ قدم نے خوش فرمایا اس مقام و مرام طبقہ
 حدیث کی تحقیق جزلی و دقیقہ بیل نیز ذیل نمبر نمبر سے بیل پر ہاں جس ہوگی کہ اگر یہاں ایراد کرتا ہوں کلام

۱) نتیجہ مرقیہ گزشتہ

ما لا یقتد عقل جہاد قال و فیہ من الضرر ان
 یظن مالیس بوضوح موضوعا حکس الصبر
 یستدرک الحاکم فامہ یظن مالیس بصحیحہ
 صحیحہ قال و یتمیم الاعتناء باستقاء و لکت بین
 فان السلاۃ فی تساهلہا اعدم الاستماع بہما
 الا لعالم بالنفس لاہ ما من حدیث الا و یسک
 ان یکون قد وقع فیہ تساهل ۱۲ مر ۱
 جو اس کا ماہر ہو کیونکہ ان کی کوئی ایسی روایت نہیں ہوئی جس میں تساہل نہ ہو ۱۲ مر ۱
 علقہ ذکرنا نصہما فی رسالتنا مدارج طبقات
 الحدیث ۱۲ مر ۱ نہ تھا بل عند (م)

ہم نے ان دونوں کی ہمارے اس کتاب میں اس کے ساتھ ساتھ حارج طبقات
 الحدیث میں ذکر کیا ہے ۱۲ مر ۱

قصہ صرف ایراد موضوعات واقفہ نہیں بلکہ دوسروں کے حکم وضع کی تحقیق و نتیجہ جیسے لائی امام سیوطی یا نظرد تنقید کے لیے اُن
 حدیث کا جمع کر دینا جن پر کسی نے حکم وضع کیا جیسے، انہیں کا ذیل اللہ تعالیٰ امام محمد روح جلدہ مضموعہ میں فرماتے ہیں:
 ابن الجوزی اکثر من آخرہ جمعیت بل والحسن
 بل و بصیرۃ کما ینہ علی ذلک الا نفع الخلفہ
 و بال ما احتج فی صحیحہ استقاؤہ و احتسابہ
 و اور الحدیث تم اعقب بکلامہ ثم انکان متعقباً
 بہت علیہ اھ ملخصاً۔
 اسی جوزی نے کتاب موضوعات میں بہت ضعیف بلکہ
 حسن بلکہ صحیح حدیثیں روایت کر دی ہیں کہ ائمہ حضار نے
 اُس پر تنبیہ فرمائی مرنے سے میرے دل میں تھا کہ اُس
 کا خلاصہ کروں اور اُس کے حکم پر رکھوں تو اب میں حدیث
 ذکر کر کے اسی جوزی کا کلام نقل کروں گا پھر اس پر جو
 اعتراض ہو گا بتاؤں گا۔

اُس کے خاتم میں فرماتے ہیں،

واذ قد اتبعنا علی حبیہ ما فی کتابہ فنشروع
 الاکن فی لزیادات علیہ فمضیہما یقطع موضعه
 و منہ ما یصلح ما یقطع علی و جہدہ ولی یدہ نصر
 فا ذکرہ لیسطر فیہ کلمۃ
 اب کہ ہم تمام موضوعات ابن الجوزی بیان کر چکے تو
 اب اس پر زیادتی شروع کریں ان میں کچھ وہ ہیں جن کا
 موضوع ہونا یقینی ہے اور کچھ وہ جنہیں کسی حافظ نے
 موضوع کیا، دیکھ رہے ہیں کہ اس میں کلام ہے تو میں
 اُسے نظر غور کے لیے ذکر کروں گا۔

نظر اہلکرمی تصانیف میں حدیث کا ہونا ضعیف کے نزدیک بھی اس کی موضوعیت نہ بتائے گا کہ اصل
 کتاب کا موضوع ہی تھا ایراد موضوع نہیں بلکہ اگر کچھ حکم دیا یا سند یا متن پر کلام کیا ہے تو اسے دیکھ جائے گا کہ
 صحت یا حسن یا ثبوت یا صلوح یا ضعف یا سقط یا بطلان یا سلباً ہے مثلاً لایصح (یہ صحیح نہیں)۔ ت۔ یا
 لہ یثبت (یہ ثابت نہیں)۔ ت۔ یا سند پر جمالت یا انقطاع سے طعن کیا تو غایت اور ضعف معلوم ہوا، اور
 اگر تموضع کی قبیہ زائد کر دی تو صحت مرفوع کا ضعف اور نظر مقدم موقوف کا ثبوت مقدم ہوا، وعل ہذا لیتیک
 اور کچھ کلام نہ کیا تو امر محتاج طرد نتیجہ رہے گا کما کہ بعض شرکائی کی کتاب موضوعات مستحی بہ قرآن مجید بھی اسی قسم ثانی کے
 ہے جو اُس نے خطبہ کتاب میں اس مسئلے کی تصریح کی کہ میں اس کتاب میں وہ حدیثیں بھی ذکر کروں گا جنہیں موضوع کہنا
 بزرگ صحیح نہیں بلکہ ضعیف ہیں بلکہ ضعف بھی ضعیف ہے بلکہ اصلاً ضعف نہیں حسن یا صحیح ہیں کہ اہل تشدد کے کلام پر
 تنبیہ اور اُس کے رد کی طرف اشارہ ہو جائے، عبارت اُس کی یہ ہے،

وقد اذکر صلا یصبر احلاق، وسواہ جمع علیہ
بل عایۃ ما فیہ انہ ضعیف بمرق وقد یکون
ضعیفاً ضعیفاً وقد یکون
علی من ذلک، ولما مل علی ذکر ما کان ھکد
التعبیہ علی انہ قد عد ذلک بعض النصفین
موضوعاً کابن الجوزی فانہ قسائل فی
موضوعاتہ حق ذکر فیہا ما هو صبیحہ مفید
عن الحسن فیہا من النصف وقد تعقبہ
المیوٹی بدایہ کما فیہ وقد اشترت الی تعقیباتہ

کبھی میں اس کتاب میں دو احادیث ذکر کروں گی جن پر موضوع
کا طلاق درست نہیں بلکہ وہ ضعیف ہوں گی اور بعض
کے ضعف میں بھی غفلت ہوگی بلکہ بعض میں ضعف ہی
نہیں ان کے ذکر کا سبب یہ ہے تاکہ اس بات پر
تنبیہ کی جائے کہ بعض مصنفین نے انہیں موضوع
قرار دیا ہے جیسے ابن جوزی نے اپنی موضوعات
میں قبل سے کام لیا ہے۔ حتیٰ کہ صحیح
روایات کو موضوعات میں ذکر کیا چاہے ان کا حسن اور ضعیف
الہی کو ملنے کا تعلق کیا ہے۔ میں نے ہی ان کے
تقیقات کی طرف اشارہ کیا ہے (الم دت)

تو مشکوٰۃ میں مذکور ہے کہ حدیث تعبیل ابراہیم شاکانی کے نزدیک موضوع نہ ہوتی تو کتاب موضوعات میں
کیوں ذکر کرتا کیسی حالت فاش ہے۔

تتبیین ہر چند یہ افادہ ان گیارہ افادات سابقہ سے زیادہ متعلق تھا جس میں حضرات طائفہ کے زعم
موضوعیت کا ابطال ہوا مگر زانجی۔ یہ چرچے ہی بات سے تو بدوسیت کسی دن نہ کالام نہ تھا لہذا ان افادات
کے ساتھ مشکب کیا کہ وضع ہو کر کوئی موضوعات ضعف مشہور کو بھی مستلزم نہیں ہو ایک مشکب پر قبول نے
اعضائے میں محض ہو کہ حقیقت نفس ذکر ہے ملاحظہ حکم تو مفید مطلق ضعف بھی نہیں کہ دونوں قسم میں صحاح و حسن
مکمل ہو وہیں کما تبیین۔

طیقتہ اقول حضرات و باریہ کے پچھلے متکلم اگر موضوعات شاکانی کو موضوع نہ سمجھے تو کیا مجب
کہ وہ ان کے امام شاکانی کی کج بھی ایسی ہی ناقص رہا کافی تھی میں نے جو موضوعات میں عدائے نافیان کذب کی دو قسمیں
کیں، ایک وہ جنہوں نے رواۃ ضعیفہ و کذابین وغیرہ کے بیان میں تصنیفیں کیں جیسے کامل و میزان وغیرہما قسم
جعلوا حصننا تھم منحصۃ بالاحادیث الموضوعۃ دوسرے وہ جنہوں نے اپنی تصانیف احادیث موضوعہ سے
خاص کیں جیسے ابن جوزی و صفی وغیرہما اور اسی قسم دوم میں مقاصد حسنہ امام سخاوی کو لکھ دیا تاکہ وہ بزرگ تصانیف
حسنہ افادہ ۲۴ میں شاہ ولی اللہ کا قول کرے کہ ابن جوزی موضوعات را مجرد ساخت و سخاوی در مقاصد حسنہ حسان لیرا
از صفات و مناقیر غیر محمود ہیں سے ظاہر کہ مقاصد حسنہ کے مقاصد حسنہ کتب موضوعات سے کہتے ہیں ۲۷ منہ دم

مقتصدہ و مفردات سے نہیں بلکہ اس کا مقصد ہادی احادیث کا حال بیان کرنا ہے جو زبانوں پر دائر ہیں عام ارباب کو صحیح طور
 یا حسن یا ضعیف یا بے اصل یا باطل و لذہ اس میں بہت احادیث کو ذکر کر کے فرماتے ہیں، یہ صحیح بخاری میں ہے۔ یہ
 صحیح مسلم کی ہے یہ صحیحین دونوں کے متفق علیہ ہے، مجھے مانس نے اُس کے ہم کو بھی خیال رکھنا المقاصد الحسنہ
 فی بیان کثیر من الاحادیث المشتملہ علی الکلیۃ (مقتصدہ سندر بانوں پر دائر بہت سی مشہور حدیثوں کے بیان
 میں۔ ت۔) نہ اُس کی آنکھ کوئی کر دیکھا اس کے پہلے ہی ورق کی چوتھی حدیث ہے حدیث آیۃ الصالحین ثلث متفق
 علیہ (منافق کی تین علامات ہیں، بخاری و مسلم۔ ت۔) وہیں ساتویں حدیث ہے حدیث ابد ابفسلک
 صدقہ لکڑی من صحیحہ (اپنے آپ سے استدراکو، اسے امام مسلم نے ابی یحییٰ میں ذکرہ کے باب میں ذکر
 کیا ہے۔ ت۔)

دفعہ ۲۱ کہ انہیں میں توحید ان بیار لغزاتی بھی ہیں دی بسمان اللہ کہاں تخریک احادیث کتاب کو تصنیف
 فی المرضیات، اسی فہم پر ارضیہ و شفی سے دعویٰ مساوات و لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔
 نتیجہ الافادات، لحدہ کام اپنے ذرۃ الی کو پہنچا اور احقاق حق مرقعہ کو، ان چودہ افادوں نے
 ماہ شب چہارہ کی طرح روشنی کر دیا کہ تفصیل ابھائی کہ حدیثیں اگر تعدد طرق و عمل بل علم سے متوفی نہ بھی ہوں تو
 انہا درجہ ضعیف بضعف خیف اور ضعیف اس میں نہ پابندی نہ ہو، حدیثیں دعتھا مقبول و کافی و ثبوت
 استحب عمل کے یہ مفید و کافی ہیں منکرین کی ساری چہ میگوئیاں کہ اُن کے ابطال و ابہال کے یہ نہیں بعون
 تعالیٰ اپنی سزا سے کہ دار کو پہنچ گئیں و الحمد للہ رب العالمین، اب پھر دست استعانت قائم توفیق کے ہاتھ میں
 دیکھئے اور بعنایت الہی و اعانت حضرت رسالت پناہی علیہ الصلوٰۃ والسلام غیر المتبی تحقیق مرام میں
 اس سے بھی وسیع تر تنزیل کلام اور آفریں ازلہ و ازلہ باقی بقیہ اوہام منکرین پیام کیجئے و باللہ التوفیق۔

اقادہ یسٹ و ششم دایسی جڈ اگر سند کسی قابل نہ ہو تو صرف تجربہ سند کافی ہے، اقوال
 بالغرض اگر ایسی جڈ ضعف سند الہی ہی حد پر ہو کہ اصلاً قابل اعتماد نہ رہے مگر جرات اس میں مذکور ہوئی وہ
 علا و علیا کے تجربہ میں آپ کی تعلیمات کرام اس تجربہ ہی کو سند کافی سمجھتے ہیں کہ آخر سند کذب و احمی کو مستلزم
 نہ تھا، حکم نے بطریقین ہارون بنی مسیہ ناجہ اللہ بن مسعود و منی اللہ تعالیٰ عنہ سے مذاکرے سے حاجت کیجئے

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰

ایک ترکیب عجیب مرفوعہ روایت کی جس کے آخر میں ہے۔

ولا تعدوها السفها، فانه يدعون بها
یہ قوفوں کو یہ نماز نہ سکھاؤ کہ وہ اس کے ذریعے سے
چو چاہیں گے مانگ بیٹھیں گے اور قبول ہوگی۔

انتر جرح و تعدیل سے عمر بن ہارون کو سخت شدید الطعن متروک بلکہ مستم یا کذاب کہا۔ امام احمد
امام نسائی و امام ابوعلیٰ نیشاپوری نے فرمایا، متروک الحدیث ہے۔ امام علی بن مدینی و امام دارقطنی نے کہا، سخت
ضعیف ہے۔ صالح جزہ نے کہا، کذاب ہے۔ امام یحییٰ بن معین نے فرمایا، محض لاشی کذاب ضعیف ہے۔
ابوعلیٰ کوئی شے نہیں کذاب و غبیث ہے۔ ت، کل ذلك في الميزان (یہ سب میزان میں ہے۔ ت، لا جرم
حافظہ نشان نے تقریب میں فرمایا، متروک و کان حافظاً (یہ متروک ہے اور حافظ تھا۔ ت، ذہبی نے
میزان میں کہا،

كان من اوجبة الصدق على ضعفه، و كسوة
مساكينه و ما اظنه ممن يتعدى الباطل
اس ضعف و کسرت مناکیر کے باوجود وہ علم کا ذخیرہ
تھا اور میں گمان نہیں کرتا کہ کوئی باطل کا روہ

گرتا ہو۔ ت

تذکرۃ الحفاظ میں آخر کہا، درباری بی ضعفہ (اس کے ضعف میں کوئی شک نہیں۔ ت،
امام اجل نے حافظ عبد العظیم زکی مندری نے کتاب الترغیب میں یہ حدیث بروایت حاکم نقل کر کے عمر بن ہارون
کے متروک و مستم ہونے سے اسے ملوں کیا،

حيث قال قد قطع به عمر بن هارون البلطی و
جہاں کہا کہ اس کے بیان کرنے میں عمر بن ہارون بن مسعود

عن الترغیب فی صلاۃ الحاجۃ ۲۴۴، (ترغیب میں نماز حاجت کے تحت اس کو بیان کیا ہے۔ ت)

۲۲۸/۱	مطبوعہ مطبعۃ ابابلی مصر	۲۲۸/۱	۲۲۸/۱
نسب الراۃ	الحدیث الثانی والاربعون من کتاب الکواکب	مطبوعہ المکتبۃ الاسلامیہ لاجہ الحاجہ رافعیہ شیخ م	۲۲۸/۱
۲۲۸/۲	مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت	۲۲۸/۲	۲۲۸/۲
۱۹۲	مطبوعہ فاروقی دہلی	۱۹۲	۱۹۲
۲۲۹/۳	مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت	۲۲۹/۳	۲۲۹/۳
۳۱۲/۱	مطبوعہ دارۃ المعارف النظامیہ حیدرآباد دکن	۳۱۲/۱	۳۱۲/۱

اور وہ متروک متہم اثنی عشریہ ابن مہدی
نے فقط سے متر قرار دیا ہے اس قلت (میں کتاب میں)
کو ابن مہدی سے بھی روایت مختلف ہے، میزان میں ہے:

وهو متروك متهم اثني عشرية ابن مہدی
وحدہ میں اعلیٰ ہے قلت بل اختلاف الروایۃ
عن ابن مہدی ایضا فقال فی السیران قال

أقول حافظ میسے دوں پر تعجب ہے کہ خود
انہوں نے فائز کتاب میں کہا کہ اسے جمہور نے ضعیف
کہا اور قتیبہ و غیر نے اسکی توثیق کی اور تذکرۃ الحفاظ میں
از ابانہ از ابن قساق از بہر بن اسد ہے وہ کہتے ہیں
میں نے یحییٰ بن سعید کو دیکھا وہ ان پر حسد کرتے تھے کہا
اور خطیب اپنی سند سے ابو حاتم سے روایت کرتے ہیں
کہ انہوں نے قرطبہ دارون کا ذکر کیا تو کہا کہ عمر بہار سے
نزدیک حدیث اخذ کرنے میں ابی المبارک سے احسن ہے
اور مردی نے کہا ابو جہاد سے قرطبہ دارون کے تعلق
پوچھا گیا تو کہا میں ان کے ہاں سے میں کوئی شے کھنے کی
طاقت نہیں رکھتا میں نے ان سے بہت روایات
لکھی ہیں ان سے کہا گیا کہ ان کا ابن مہدی کے ساتھ
غلطی معاملہ ہے، تو انہوں نے کہا مجھے خبر پہنچی ہے
کہ وہ اس پر حمل کرتا تھا، اور احمد بن سبار نے کہا
کہ وہ کثیر السماع تھا، قتیبہ اسکی تفریغ و توثیق
کرتا تھا، پھر اسکی تکذیب، ترک اور جرح
ابن عیین وغیرہم سے ذکر کرتے کے بعد کہا میں کہتا ہوں

عنه أقول هذا عجيب من مثل العامة مع
قول نفسه في خاتمة الكتاب ضعفه الجمهور
وثقت قتيبة وغيره في تذكير الحفاظ من الإجازة
عن أبي خسان عن مهران أسد انه قال أرى يحيى
بن سعيد حسده قال وساق الخطيب ما سناؤه
عن أبي عامر انه ذكر عمر بن هارون فقال
عمر عندنا، حسن أحد الحديث من ابن المبارك
وقال الحسن زنى سئلي أبو جهميد الله عن عمرو بن
هارون فقال ما أقدر ان اتفق عليهما بشئ
كثبت عنه كثير أعيل له قد كانت له قسبة
مع ابن مہدی فقال بلغني انه كان يحصل
عليهما وقال أحمد بن مبارک کثیر السماع
كان قتيبة يطويه ويوثقه الزم ذكر تكذيبه
وتركه وجرحه عن أبي معين وأخرج شمر
قال قلت لأبي يرب في ضعفه وكان له حافظا في
حروف القراءات حات سنة أربعين وتسعين
ثلاث مائة ۱۳۱۳ (م)

اس کے ضعف میں کوئی شک نہیں، اور وہ قراءات حروف میں امام و حافظ تھے ان کا وصال ۳۹۲ھ میں
ہوا ۱۲۷۲ھ (م)

بایقین موضوع کتب ذکر کر کے فرماتے ہیں،

و مشی علی هذا فی الحاشی القندی فانه ذکر
هذه الصلوة للحاجة علی هذا الوجه من الصلوة
المستحبة۔
مادی قدسی میں اسی پر عمل کیا کہ انہوں نے حاجت کیلئے
اس ترکیب کو مستحب نمازوں میں ذکر
فرمایا۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ سے امام اہل سنی شیخ اکبر محمد الدین ابن عربی قدس سرہ الشریف کا ارشاد لطیف
افادہ ۵۱ میں گر اگر میں نے صحبت حدیث کو اس جوان کی صحبت کشف سے پہچان لی تھی جب اس کے کشف سے
معلوم ہوا کہ حدیث میں جو وعدہ آیا تھا ٹھیکہ ترا معلوم ہوا کہ حدیث صحیح ہے اب صدر رسالہ میں امام سخاوی کے
قول پر دیکھ لیجئے کہ اس تعقلیہ ایمان کے لئے تجربہ ملا و ملا سے منقول ہوئے ہیں لاہرم علامہ طاہر فتنی نے فرمایا
وہی تجریدہ ذلک عن کثیرین (اس کا تجربہ بہت سے لوگوں سے روایت کیا گیا، تو عزیزو! اگر بغرض غلط
سند کسی قابل نہ سمجھتا ہم تجربہ کیا کہ سند کافی باتو۔

افادہ بسنت و بیہفتم (بافرض اگر کتب حدیث میں اصل پتا نہ ہوتا، ہم ایسی حدیث کا بعض کلمات ملا
میں بلا سند نہ کر رہنا ہی نہیں ہے) اقول بھدایاں تو طرق مسندہ باسانید متعددہ کتب حدیث میں موجود
ہماری کوام تو ایسی جگہ صرف کلمات میں ملا ہیں۔ سند نہ کر رہنا، ہی سہ کا نہ کہتے ہیں اگرچہ جملہ راہبہ وغیرہ

عنہ ہوا آخر حدیث من باب الصلوة فی الموضوعات
قال المصنف موصوعہ و ہمیرین ہارون کذاب
قال خاتم الحفاظ عمیر و ہ لد المسترمذی
و ابن ماجہ و قال فی المیزان کان من اوجیة
العلم الہ آخر ما نقلنا قال و وجہ حدیث
لحدیث طریقہ آخر و ذکر ما استدبر ابن عساکر
عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نحوه و
سکت علیہ خاتم الحفظ و اللہ تعالیٰ اعلم
۱۲ منہ (۵۷)

باز کتب میں موضوعات میں یہ آخری حدیث ہے تخریج
کرنے والے نے کہا یہ موضوع ہے عربی ہارون کذاب
ہے، خاتم الحفاظ نے کہا عمر سے ترمذی اور ابن ماجہ
نے روایت کی ہے، نیز ای میں کان من اوجیة، علم
الآخر ما نقلنا (وہ مسلم کا حسیسہ تھا آخر
تک جو ہڈی ہم نے نقل کی) کہا اور کہا کہ اس حدیث کی ایک روایت
میں نہ دیکھی ہے پھر وہ سند ذکر کی جو ابن عساکر نے منقرو
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کی ہے
اس پر خاتم الحفاظ نے سکوت کیا ہے و اللہ فی اعلم

کسی جگہ حدیث میں اس کا نام نہ ملتا ہے نہ رسول، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال اقدس کے بعد امیر المؤمنین عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضور و لاگو نہ کر کے باقی امت والی یاد رسول اللہ میرے باب پر حضور پر قربانی یا رسول اللہ کہہ کر حضور کے فضائل بیدہ و شمال میں عرض کرنا یہ حدیث امام ابو محمد عبد اللہ بن علی ثمالی اندلسی رشالی نے کہ پانچویں صدی کے علماء سے تھے ۶۶ھ میں، انتہا کیا اپنی کتاب اقباس الاروار والتمس لا زہار اور جو عبد اللہ محمد بن ابی الحجاج عبدی کی مالکی نے کہ آٹھویں صدی کے فضلا سے تھے ۳۳۰ھ میں وصال ہوا اپنی کتاب بدئل میں ذکر کی وہ فوف نے محض جو سند امام کرام و علمائے اعلام نے اس سے زائد اس کا پتہ نہ پایا کتب حدیث میں اصلانثی نہ ملا مگر از انجا کہ مقام مقدم فضائل تھا اس قدر کو کافی سمجھا، ان تاوانوں گندہ حواسی فرق مراتب تا شناسوں کی طرح طبقہ را بعد میں مونا درکن را اصل کسی طبقہ میں نہ پونجی انہیں اُس کے ذکر و قبول سے منع آیا بلکہ اس سے استناد فرمایا علامہ ابوالعباس قصار نے اسے شرح قصیدہ بردہ شریف میں ذکر کیا اور انھیں بدئل کی سند دی، اسی مابہب شریف و نسیم الریاض علامہ شہاب تغابی مصری و دارق قنبہ شیعہ تفتی محمد بن محمدی و غیرہ میں علامہ کرام نے اس حدیث کو نزدیک یہ کہ لا اقوم بهذا البند و انت حدیث بعدہ میں اس قسم کی باتوں اور سند محبوب، تو اس میں علامہ افروز ہے۔ جس میں رہب العزت جل و علو نے شہر مصلی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قسم یا فرمائی ہے عمل استناد میں ذکر کیا کہ قرآن طہیر نے حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قسم کھائی کہ لحدک انھما نفی سکر تھم یصعدون (تیری جان کی قسم یہ کافر اپنے نشتر میں بہک رہے ہیں) اور حضور کے شہر کہ معتقد کی بھی قسم کھائی کہ لا اقوم بهذا البند مگر اس قسم میں اُس قسم سے زیادہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تسلیم ہے جس طرح امیر المؤمنین عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس طرف اشارہ کیا کہ عرض کرتے ہیں میرے ماں باپ حضور پر قربانی یا رسول اللہ، اللہ جل کے نزدیک حضور کا مرتبہ اس حد کہ پہنچا کہ حضور کے خاک پاکی قسم یا قربانی لا اقوم بهذا البند و نسیم کی دلکش عبارت یہ ہے۔

ملکہ نقصد الاول من لمقصد العاشر (۴) و سوس مقصد کی پہلی فصل میں دیکھو (د) علقہ نقصد الرابع من ابواب الاول (۴) باب اول کی چوتھی فصل میں دیکھو۔ (د)

نسیم الریاض شرح شفا باب اول الفصل الرابع فی قمر کفائی مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۶۹/۱
 ۲/۹ ملکہ القرآن ۵/۴۲ ملکہ القرآن ۱/۹

قد قاموا ان هذا القسم ادخل في تعظيم صلواته
تعالى عليه وسلم من القسم بذاته و
بحياته كما اشار اليه عمر رضي الله تعالى
عنه بقوله يا ايها الناس سئل الله قد
يلت من الفضيلة حذو ان اقيم بتراب
قد ميك فقال لا اقيم بهذا البلد
مبارك قدس کی قسم اٹھاتے ہوئے فرمایا ہے، لا اقيم بهذا البلد (میں اس شہر کی قسم کھاتا ہوں، دینی
مواہب میں ہے)

مفسرین نے تحریر کیا ہے کہ آپ کے شہر کی قسم، آپ کی
ذات اور عمر کی قسم سے زیادہ تعظیم پر دلالت کرتی ہے
جیسا کہ اس کی طرف حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے ان الفاظ کے ساتھ اشارہ فرمایا، یا رسول اللہ!
میرے والدین آپ پر فدا ہوں آپ اللہ تعالیٰ کے
ہاں اتنے عظیم المرتبت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے
مبارک قدس کی قسم اٹھاتے ہوئے فرمایا ہے، لا اقيم بهذا البلد (میں اس شہر کی قسم کھاتا ہوں، دینی

علی حلال حال فہذا متضمن للقسم ببلد
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولا يحفظ
ما فيه من تر يادة التعظيم وقد روي ان
عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه
قال ينبغي صلي الله تعالى حبه وسلم
يا ايها الناس يا رسول الله لقد بلغ
من فضيلتك عند الله ان اقيم بحياتك دون
حائز الانبياء ولقد بلغ من فضيلتك عند
ان قسم بتراب قد ميك فقال لا اقيم
بهذا البلد

برہن ال میں یہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شہر کی قسم کو
متضمن ہے اور اس قسم میں جو عظمت مرتبہ ہے وہ
عظمیٰ نہیں، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
منقول ہے کہ انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا، یا رسول اللہ!
میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ کی فضیلت
اللہ تعالیٰ کے ہاں اتنی عظیم ہے کہ آپ کی سیات مبارک
کی بجائے اس نے قسم اٹھائی ہے کہ دست انبیاء کی اور آپ کی عظمت
مرتبت اسی کے ہاں اتنی عظیم ہے کہ اس نے
لا اقسام بهذا البلد کے ذریعے آپ کے مبارک
قدس کی خاک کی قسم اٹھائی ہے۔ (د)

عنه المقصد اساس الترتيب، الخامس لفصل الخامس ۱۲ منہ (م) و سون مقصد کی ترتیب خامس سے پانچویں فصل
دیکھو ۱۲ منہ (د)

سنة نسيم ارياض شرع شفا باب اول الفصل الرابع في قيمة تعالي مطبوع دار الفكر بيروت ۱۹۹/۶
سنة مواهب اللدني مع شرع رزقاني والفصل الثاني من النوع الثاني مطبوعه عامه مصر ۲۴۰/۶

دارج میں اسے نقل کر کے فرمایا۔

یعنی سوگند خوردن جملہ کلمات است کہ از زینے کہ
پے سہر میکند، آنرا (پاسے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم) سوگند بنامک پاسے خوردن ست ۱۰ و این
لفظ در ظاهر نظر سخت سے در آید، لیسبت بیکاسب
عزت چوں گویند کہ سوگند میخورد بنامک پائے حضرت رشت
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و نظر بحقیقت معنی صاف
پاک ست کہ بنامک بران نہ، و معنی این سخن آنست
کہ سوگند خوردن حضرت رب العزت جل جلالہ بجز سے
غیر ذات و صفات خود برائے اظہار شرف و فضیلت
و تمیز آن چیز ست زود مردم و نسبت بایشان بجا نہ
کہ آن امر سے عظیم و شریف است نہ آنکہ اعظم است
نسبت بوسے تعالیٰ الا

یعنی شہر کی قسم کی قسم کی قسم سے مراد وہی ہے کہ اس کے
خاک پاک قسم اٹھائی ہے کہ اگر نگہ شہر سے مراد وہ زمین اور
جگہ ہے جہاں حضور پاؤں رکھ کر چلتے ہیں۔ بعد سہر یہ
الفاظ سخت معلوم ہوتے ہیں کہ باری تعالیٰ کے حضور کے
خاک پاک قسم اٹھائے، لیکن اگر اس کی حقیقت
کو دیکھا جائے تو اس میں کوئی پوشیدگی و غبار نہیں
وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ جب اپنی ذات و صفات کے
علاوہ کسی شے کی قسم اٹھاتا ہے تو وہ اس لیے نہیں
ہوئی کہ وہ شے (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ سے عظیم ہے بلکہ حکمت
یہ ہوتی ہے کہ اس چیز کو وہ شرف و غفلت نصیب
ہو جائے جس کی وجہ سے عام لوگوں پر اس کا اقتدار قائم
ہو اور لوگ شہسوس کریں کہ یہ شے نسبت دوسری چیزوں کے
نهایت عظیم ہے کہ وہ معاذ اللہ نسبت اللہ تعالیٰ کے عظیم ہے

میں ایک اسی حدیث ہے سند کو کیا ذکر کرتا کہ اس کی تصدیق انطوری کتب علماء میں موجود ہیں زیادہ جاننے والے کہنے
یہ پچھلے زمانے کے بڑے محدث شامہ ولی اللہ صاحب بھی جابجا اپنی تصانیف میں ایسی کتب کی حدیثوں سے
سند لاتے ہیں جو کسی طبع حدیث میں داخل نہ ان میں سند کا نام و نشان، قرۃ العینین میں روایات
ذکرہ تاریخ یا قمی و روضۃ الانساب و شواہد النبوة مولانا جامی قدس سرہ السامی سے استناد و مراد
مثلاً لکھا،

۱۱۱ تصانف شیخین بصفات کاملہ بتبیین کسی بطریق
۱۱۱ تصانف شیخین بصفات کاملہ بتبیین کسی بطریق
۱۱۱ تصانف شیخین بصفات کاملہ بتبیین کسی بطریق

۱۱۱ تصانف شیخین بصفات کاملہ بتبیین کسی بطریق

۱۱۱ تصانف شیخین بصفات کاملہ بتبیین کسی بطریق
۱۱۱ تصانف شیخین بصفات کاملہ بتبیین کسی بطریق
۱۱۱ تصانف شیخین بصفات کاملہ بتبیین کسی بطریق

اتم جو وہ ظہور غرق حوائد و ترسیت النہی ایشاں را بر رویا
و مانند آن از ایشان بسیار مروی شود حدیثی چندی
ازین جملہ نیز روایت گزیدہ در شواہد النبوة از ابو مسعود
انصاری منقول است کہ گفتہ است اسام ابو بکر
شبہ روحی است زیرا کہ دے گفتہ است کہ شبہی چست
در بخت رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم در خواب
دیدم کہ نور سے عظیم از آسمان فرو آمد و بر بام کعبہ افتاد
و نیز در شواہد مذکور است کہ امیر المؤمنین ابو بکر صدیق
گفتہ است کہ روزی در ایام جاہلیت وہ سایہ درختی
نفسہ بودم ناگاہ میل کن کردی جانب من کہ وہ آواز سے
از من درخت بلوش من آمد کہ پیغمبر سے در فلان وقت
بیرون خواہ آمد سے باید کہ تو سعادت مند ترین مردمان
باشی بوسہ او و نیز در شواہد ابو بکر صدیق منقول است
کہ در مرض آخر خود گفت کہ امشب در تغزیر من خلافت
بتکوار استخارہ کرتی کہ مطلق
میں حضرت ابو بکر صدیق سے منقول ہے کہ آپ نے آخری مرض وصال میں فرمایا کہ آج میں نے خلافت کے معاملہ
کو سپرد کرنے کے لیے بار بار استخارہ کیا ہے الخ مطلقاً (ت)

اسی میں ہے ،

جب خلافت حضرت فاروق اعظم کے سپرد ہوئی تو
آپ نے سیاست کو اس طرح بہتر انداز میں نبھایا
کہ کسی غیر نبی ایسا نہیں تھا اگر عقل سلیم کو امر و خلافت

چونکہ خلافت بغاوتی بر سر پاستی بروست او
واقع شد کہ غیر نبی بر آں قادر نہ باشد اگر عقل سلیم
را اجمال ندانیم در امور سے کہ خلافت انبیاء را شاید

۹۳	مس	صلوۃ العینین فی تفسیر الشیخین	انصاف شیعہ پر صفات کاملہ	مطبوعہ مکتبہ سلفیہ لاہور	مس ۹۳
۹۴	مس	"	"	"	مس ۹۴
۹۵	مس	"	"	"	مس ۹۵

بہتر از عالمی و سے منظور نگردد زیرا کہ حضرت پیغامبر
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بدو چیز مشغول بودند یکے
تعلیم علم و فاروق اعظم مسائل را تفصیل کرد و ترتیب
کتاب و سنت و اجماع و قیاس آورد و بعد ازیں
تحریر نمود چنانکہ معانی صحابہ کرام کو ابی و ادب کرد
اعظم زبان خود است دیگر جہاد و فاروقی محل اہل
جہاد پر ہے نہ کہ خوب تر از اہل صورت نگردد و قیاس
ایضا فی السیاسة المروءیة عشر فصحت و مشق
در روضۃ الاجاب مذکور است کہ در زبان خلافت و
ہزاروی و شش شہر یا توابع و لواحق آن فتح شد
چهار ہزار مسجد سخت گشت و چار ہزار کعبہ خراب گردید
و یک ہزار دہ صد منبر بنا کردند اہ بالاعتقاد۔

روضۃ الاجاب میں ہے کہ فاروقی اعظم نے دو مرتبہ ایک ہزار پچیس (۱۰۰۶۵) شہر فتح و غنائم فتح ہوئے چار ہزار
(۴۰۰۰) مسجد کی تعمیر ہوئی، چار ہزار (۴۰۰۰) کعبے تباہ کیے گئے، ایک ہزار نو سو (۱۶۰۰) منبر تیار ہوئے
اہ بالاعتقاد۔ (د)

یونہی تفسیر عزیزی وغیرہ تصانیف مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب میں ایسے بہت اسناد و علیں کے اس کا
گفتا ہی کیا تھا مجھے تو یہاں یہ نص قلمرو باہر شانا ہے کہ حدیث مذکور فاروقی باقی است و اہی یاد رسول اللہ کا ایک
پارہ امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی شفا شریعت میں یونہی بلا سند ذکر فرمایا اس پر امام شافعی رحمۃ اللہ
جلالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مناجل العصفائی تحریر احادیث الشفا پھر اُن کے حوالہ سے علامہ خضائی نے تفسیر میں

حدیث احادیث العصفائی من ابواب الاول (۱۰۰۶۵)

۱۳۰	ص	۱۳۱	ص	۱۳۲	ص	۱۳۳	ص	۱۳۴	ص	۱۳۵	ص	۱۳۶	ص	۱۳۷	ص	۱۳۸	ص	۱۳۹	ص	۱۴۰	ص
۱۳۰	ص	۱۳۱	ص	۱۳۲	ص	۱۳۳	ص	۱۳۴	ص	۱۳۵	ص	۱۳۶	ص	۱۳۷	ص	۱۳۸	ص	۱۳۹	ص	۱۴۰	ص
۱۳۰	ص	۱۳۱	ص	۱۳۲	ص	۱۳۳	ص	۱۳۴	ص	۱۳۵	ص	۱۳۶	ص	۱۳۷	ص	۱۳۸	ص	۱۳۹	ص	۱۴۰	ص

ارشاد کیا

لم اجده فی شی من کتب الاثر کی صاحب اقتباس
الانوار وابن الصحاح فی مدحہ ذکرہ فی ضمن
حدیث طویل وکفی بذلک سند الضلہ فانہ لیس
بمتعلق بالاحکام

میں نے یہ حدیث کسی کتاب حدیث میں نہ پائی، مگر
صاحب اقتباس الانوار اور ابن الحاج نے بدل
میں ایک حدیث طویل اسے ذکر کیا، ایسی حدیث کو
اتنی ہی سند بہت ہے کہ وہ کچھ احکام سے تو
متعلق نہیں۔ (د)

فیضی ربیہ قدیر بل و ملا تنزل پر تنزل کر کے روشن تر سے روشن تر کلام کرے مگر حضرات منکرین کی
آنکھیں خدا ہی کھولے۔
افادہ بست و ششم (حدیث اگر موضوع بھی جو تو تاہم اس نفل کی مانند نہ ہیں) اقول اچھا
سب جانے دیجئے اپنی خاطر فوراً تنزل لیجئے بالغرض حدیث موضوع و باطل ہی جو تاہم موضوعیت حدیث عدم حدیث ہے
نہ حدیث عدم اس کا اصل صرف اتنا ہو گا کہ اس بارہ میں گنہگار نہ ہو انہی کے انکار و منع وارد ہوا، اب اصل نفل کو
دیکھ جائے گا اگر تو افسر شرح ممانعت بتائیں موضوع ہو گا ورنہ امامت اعلیٰ پر سے گا اور بریت حسن حسن و مستحسن
ہو جائے گا۔

کما هو شأن الباحات جميعا كما نص عليه في
محسّ قال في الاشباه من لقعدة الاول اما
المباحات فاما ما تعلق بعضها باعتبارها فعدة
لاجلها لا وفتها بقدر في اوائل نكاح رد المحتار
وفيه ايضا صحت كتاب الاضحية في صفة
الضحية وان قلنا انها مباحة لكن بقصد
الشكر تعبير قرينة فان الغنية تعبير العادة امت
عبادات واما المباحات طاعات اه و كلام الاغوذ
جرت في الاذنة الحادية والعشرين ۱۲ من (هـ)

جیسا کہ تمام مباحات کا معاملہ ہے جیسا کہ اس پر اشباہ
اشباہ میں قاعدہ اولیٰ میں ہے کہ مباحات صفت کے
اختلاف سے مختلف ہو جاتے ہیں اس اعتبار کے ساتھ
حرکات و اثر کیا گیا جو ان اس حدیث کو رد المحتار کی کتاب
النکاح کے اوائل میں نقل کیا گیا ہے اردو المحتار کی کتاب
الاحیة میں بھی عقیدہ کے مسئلہ کے متعلق ہے کہ ہم
کہتے ہیں کہ اگرچہ مباح ہے لیکن شکر کے ارادہ سے جماد
بن جلد ہے کیونکہ نسبت عادت کو عبادت میں اور مباحات
کو جلوت و غیرہ داری میں بدل دیتی ہے اھ اور
الموضوع العلم کلام الکسویٰ افادہ میں گزرتا ہے ۱۲ من (د)

تفسیر الریاض شرح اشعار باب اول الفصل السابع فیما اجبر الله تعالى
لک اشباہ و اشعار بیان دخول الغنية فی المباحات الخ
رد المحتار کتاب المصیبة
دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۳۸/۱
مطبوعہ ادارة القرآن کراچی ۳۴/۱
دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۰۸/۵

الاشیاء ورد الصحة وادخل في علوم وغيرها
من مصنفات الامصار۔
و رد المحتار اور انوار العلوم اور فی جیسی دیگر معتد
کتب میں تصریح کی ہے (ت)

حدیث کے موضوع ہونے سے فعل کیوں منوع ہونے لگا موضوع خود یا عمل و بدلہ اثر ہے یا نہی و نعت
کا پر از لاجرم علامہ مستیری اور خطابی معری حاشیہ در مختار میں یہ قول دیکھ کر و اما الموضوع فلا يجوز العمل به
بمعانی فرماتے ہیں،

ای حدیث کا محال انقوع الشریعة و اما لو كان
داخل في العمل عام فلا مانع له لا ليعمله
حدیثا بل لدخوله تحت الاصل العام۔
یعنی جس فعل کے بارے میں حدیث موضوع وارد ہو اسے
کرنے کی حالت میں منوع ہے کہ وہ فعل تو حدیث شرع
کے خلاف ہو اور اگر ایسا نہیں بلکہ کسی اصل کلی کے نیچے
داخل ہے تو اگرچہ حدیث موضوع ہو فعل سے حاجت نہیں ہو سکتی نہ اس لیے کہ موضوع کو حدیث ظہری میں بلکہ اس لیے
کہ وہ قادمہ کثیر کے نیچے داخل ہے۔

اقول فقد اذنا رحمه الله تعالى
بتعليله ان المراد حوار العمل صافي موضوع
لا لكونه ف موضوع و مستحق عيب
تحقيق المقام بتوفيق الملك الصالح العاقل۔

یہ توضیح کی گئی تھی اب جزئیات پر نظر کیجئے تو وہ بھی باعلیٰ نذا شدادت ہوا دے رہے ہیں جس سے کلمات علماء کرام
حکماء ائمہ سے فی زمرہ سم کی خدمت کی وہ جانتا ہے کہ درود و موضوعات و باطل ان کے نزدیک موجب منع فعل
نہ تھا بلکہ باوصفت انہما و شیعہ بطلان حدیث اہواز ات افعال کی تصریح فرماتے ہیں بنظر ختمہ رچند امثلہ
پر اقتصار۔

(۱) امام سخاوی مقاصد میں فرماتے ہیں،

حدیث لبس الحرقة العوفية وكون الحسن
البصري لبسها من حلی قال ابن دحية و

خرق پوشی صوفیہ کرام کی حدیث اور یہ کہ حضرت حسن بصری
قدس سرہ السری نے امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ

سلفہ الدر المختار کتاب الطهارة مطبوعہ مجتبائی دہلی ۲۳/۱

سلفہ حاشیہ الطحاوی علی الدر المختار کتاب الطهارة مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۵۵/۱

وجہ الکرم سے فرق پہنا امام ابن دینہ امام ابن الصلاح نے فرمایا باطل ہے، ایسا ہی ہمارے استاد امام ابن حجر عسقلانی نے فرمایا کہ اس کی کوئی سند نہ بہت نہیں کہ کسی خبر صحیحہ حسنہ ضعیفہ میں کیا کہ مفسر اقدس علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس صورت معمولہ صوفیہ کرام پر کسی کو فرق پہنایا یا اس کا حکم فرمایا جو کچھ اسی بارہ میں صریح روایت کیا جاتا ہے سب موضوع ہے پھر اگر حدیث تو حضرت حسن کا حضرت موسیٰ سے حدیث مستثنیٰ بھی ثابت نہیں کرتے فرق پہناتا تو بڑی بات ہے اور یہ بات کچھ ہمارے شیخ ہی نے نہ فرمائی بلکہ اُن سے پہلے ایک جماعت ائمہ محدثین ایسا ہی فرمایا کہ یہاں تک کہ وہ اکابر جنہوں نے خود پہنا پسند کیا جیسے امام دمیاطی ائمہ ذہبی امام شیخ الاسلام حسینہ نابکاری امام ابو حیان امام طیار الدین علانی امام مقلاتی امام عراقی امام ابن طہس امام ابناسی امام ربیع بن علی امام ابن ناصر الدین دمشقی یہ بابرنگینوں نے خود ایکس جماعت عمدة متوفیین کو فرق پہنایا کہ مشائخ کرام نے مجھ پر لازم فرمایا تھا یہاں تک کہ خاص

کعبہ منکر کے سامنے پہنایا ذکر اولیائے کرام سے برکت لینا اور متافا معتدین کی پیروی کو جو اُسے ثابت کر گئے۔ دت۔ ورنہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، دیگر جماعت کثیرہ ائمہ دین و عمل شریعت میں با آنکہ احادیث فرقہ کو باطل محسوس جانتے پھر بھی فرق پہنتے پہناتے اور اسے باعث برکات مانتے۔

تتبعیہ یہ انکار محدثین اپنے بیٹے علی پر ہے اور وہ اُس میں معذور مگر حق اثبات سماع ہے متعین نے اُسے بسند صحیح ثابت کیا امام قاسم الحنفی دہلوی سید علی نے خاص اس باب میں دس سالہ اثبات الفرقة تأیید فرمایا اُس میں

ابن الصلاح امام باطل و کذا قال شیخنا، ائمہ یس فی شئ من طرقہ ما یثبت ولو یرو فی خبر صحیح و لا حسن و لا ضعیف ان التبعی علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم البس الخرقۃ علی الصوفۃ المتعارفۃ بین الصوفیۃ لاحد من اصحابہ و لا اصراحد من اصحابہ بفعل ذلک و کل ما یرو فی ذلک صریحا باطل، ثم انت اثمة الحدیث لم یثبتوا الاحسن من علی سماعا فصلا عن ان ینسب الخرقۃ ولو یقر شیخنا بهذا بل سبقہ الیہ جماعة حتی من لبسہ والبسہ کاند میا علی والدہبی والہکاری والی حیان والعلانی ومغنی فی الفرقی وامت المخلص ولا تناسی والبرہان العسبی، ایک صاحب الدین ہدایہ البیاضی ایاہا لجماعۃ من اعیان المتصوفۃ متشاکلا لزمہم ہی بدلت حتی تبعوا لکعبۃ المشعۃ تبرکاً بذاکر الصالحین واقفاء لیس اثبتہ من الحفاظ المحدثین آھ تلخیص۔

مرتبہ

اشتبہ جماعة وهو الرجاء عندی لوجوه وقد
رجعه اليها الى فظ ضياء الدين المقدسي في
المختار وتبعه ايضا عبد الله بن حجر في
اهل ان المختار - مختار شيخ ترمذی راجع دی امام الشافعی ابن حجر عسقلانی نے اہل ان مختار میں ان کی تبعیت کی کہ
پھر دلائل ترجیح لکھ کر فرماتے ہیں، امام ابن حجر نے فرمایا، مسند ابی یعلیٰ میں ایک حدیث ہے کہ،

حدثنا جويبر بن اسود قال اخبرنا عتبة
بن ابی الصهباء الباهلي قال سمعت الحسن
يقول سمعت عليا يقول قال رسول الله
صلى الله تعالى عليه وسلم مثل اهل
هتل المظفر الحديث

ہمارے شیخ الشافعی محمد بن حسن بن صیرفی نے فرمایا یہ حدیث نص صحیح ہے کہ حسن کو مروی مل سے سماع خاص
ہے اس کے رہاں سب ثقات میں بریہ کہ نہ بات، در تہذیب، ۷۰، حدیث بن حنین نے ثقہ کہا انتہی۔
اقول یہ تو بطور محدثین ثبوت صحیح و صحیح ہے اہل حضرات صرفہ کرام کی نقل متواتر تو موجب علم قطعی و یقینی
ہے جس کے بعد صریح سماع و غیر فرقہ میں اصلاً حمل نہیں و نہ الحمد۔

(۲) مدار خلا برقی آخر مجمع بحار الانوار میں فرماتے ہیں،

من شتم المردة ولم يوصل على عقد جعاني هو باطل
وكذب وكذا من شتم المردة الاحمر او عقد كفت
في شتم المردة على السبب صلى الله تعالى
في حديث كرمي نے پھول ٹونگا اور مجھ پر درود نہ بھیجا
اُس نے مجھ پر ظلم کیا باطل و کذب ہے ایسی ہی
وہ حدیث جو حجاب کا پھول ٹونگنے میں آئی اگر ان میں نے

عن العتيق يكتب على ما يزيد من عند نفسه
فلعلها من هذا لزيادة ۱۲ من (در)
علامہ قسطلانی جاپانی طرف سے اضافہ کرتے ہیں تو "ز"
کلمہ دیتے ہیں غالباً اس "ز" سے اس اضافہ کی طرف
اشارہ کیا ہے ۱۲ من (در)

الحادی للفتاویٰ رسالہ اتحاد الفرقہ
دار الفکر بیروت ۱۰۲/۲
۱۰۳/۲

اس باب میں اپنے شیخ حضرت شیخ علی متقیؒ کی قدس سرہ ملکی کوئی کڑی غلطیوں کو دیکھتے وقت درود پاک کی کچھ اصل ہے انہوں نے ہمارے استاد امام ابن حجرؒ کی رسم سے کچھ ایسی اور عالم کے حوالہ سے جو بہ تحریر فرمایا کہ ایسے وقت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کی کچھ اصل نہیں تاہم ہمارے نزدیک اس میں کوئی گراہت بھی نہیں اور ملخصاً۔

پھر یہ مذکور ہے اس تفسیق کے کہ اُس وقت غافلانہ بنے نیت ثواب درود نہ پڑھنا چاہئے ارشاد فرماتے ہیں، ہاں تو مشہور ہے کہ اس وقت متنبہ ہو کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دوست رکھتے اور بکثرت استعمال فرماتے تھے اس نفل عظیم کرنا کر کے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجے کہ حضور کی عظمت اور مقام مستہ پر حضور کا یہ حق ہونا اُنس کے دل میں چمکا کہ جب حضور کے آثار شریفہ یا ان پر دلالت کرنے والی کوئی چیز دیکھیں تو نہایت تعظیم کی آنکھ سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تصور کریں تو ایسے وقت میں حرمت چھوڑ کر اہستہ گیس۔ اس نے تو وہ کام کیا جس پر ثواب کثیر و فضل جمیل پاسے چمکا کہ زیار مستہ آثار شریفہ کے وقت درود پڑھنا عمامہ مستحب رکھا ہے اور شک نہیں کہ جس نے خوشبو سونگھتے وقت یہ تصور کیا وہ گویا معنی بعض آثار شریفہ کی زیارت کر رہا ہے تو اُسے اس وقت حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود و سلام کی کثرت سنت ہے اور مختصراً۔

علیہ وسلم عند الطیب الشیخنا الشیخ علی المتقی قدس سرہ ہل لہ اصل مکتوب الہجاب عن شیخنا الشیخ ابن حجر قدس سرہ او غیرہ بما نصہ اما الصلوة علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عند ذلک وبحوہ فلا یصل لہوتم فی ذلک فلا کراہۃ عندنا لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اما من استیقظ عند اخذ الطیب او شمعہ الف ماکان علیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من صحبتہ للطیب واکثار صہ فتذکر ذلک الخفق لعظیم فضلی علیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جینذک وقرب قلبہ من جلالتہ استحقاقہ علی کل امتہ ان یدعوه بعین مہایۃ الاجلال عند رؤیۃ شی من آثارہ او مایدل علیہا فہذا لاکراہۃ فی حقہ فصلا عن المعرصۃ بل ہوات بما جید اکمل الثواب الخیر والفضل الجمیل وقد استحبہ العلما ومن رمای شیاً من آثارہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولا شذ انہ من استخصر ما ذکر تہ عند شہ الطیب یکوہن کالروئی شی من آثارہ الشریفۃ فی المعصی علیہ لہ الاکثار من الصلوة والسلام علیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہ مختصراً۔

دیکھو یا انکر اعادیت موضوع تھیں اور خاص فعل کی اصل سند نہیں پھر بھی علامتے جائز رکھ اور یہ نیت نیک
باعت اہم عظیم و فضیل کریم قرار دیا۔

(۴) فتح الملک الجید کے باب ۵۸ میں عشر میں بعد ذکر اعادیت اور عید و اذکار صبح و شام ہے :

يشهيه مايتد اوله الساعه الصبحية من قول لاله
الا الله سبعين الف مرة يذكر الله تعالى
يعتق به سرقية من قالها واشترى بها نفسه من
الضاريين فطون عليها لا فقههم ولعن صامت
من اهلهمم واغواهم وقد ذكرها الامام المياهي
والعائت الكبير المصلي الدين ابن العربي واهي
بالصا فطنة عليها وذكر انه قد ورد فيها تحبير
بجوى لكن قال بعض المشايخ انه ترد به المستنة
فيما علم وقد وقعت على صورة سؤالي للخاصة
ابن حجر مهي الله تعالى عنه من هـ حـ
وهو من قال لا اله الا الله سبعين الف مرة
اشترى نفسه من الله وصورة جوابه الحديث
الذكر ليس بصحيح ولا حسن ولا صحيح
بل هو باطل موضوع اهـ هكذا قال المجمع الصلي
وعقبه بقوله لكن يدعى لشخص ان يحصل
ذلك اقتداء بالصادقة وامتثالاً لقول من
اوصى بها وتبركا بافعالهم صلوات الله عليها

اور اس کے وصیت فرمانے والوں کا کرنا اور ان کے افعال سے برکت لینا حاصل ہو مطلقاً

یہ علامت کج الدین محمد بن محمد علی امام شیخ الاسلام فقیر محدث عارف باللہ ذکر یا انھاری قدس سرہ الشریف
کے تئذ و رما فط نشان ابن حجر عسقلانی کے تلمیذ السکینہ اور شاہ ولی اللہ شاہ عبد العزیز صاحب کے استاد

فتح الملک الجید

مسئلہ حدیث میں دیکھو اصولوں نے امام ابن حجر کا وہ فتویٰ نقل کر کے حدیث کے باطل و موضوع ہونے کو برقرار رکھا پھر بھی فعل کی وصیت فرمائی کہ ادیانے کرام کا اتباع اور اُن کے حکم کا امتثال اور اُن کے افعال سے ترک نصیب ہو و باللہ التوفیق اسی طرح جناب شیخ محمد دصاحب نے بھی اس کی ہدایت فرمائی جملہ ثنائیات میں ملتے ہیں،

بیرای و دوستان فرمایا ۱۰ ہفتاد ہزار بار کلہ طیبہ
لا الہ الا اللہ بروعایت مروجی خواجہ محمد صادق و
دوست و احباب سے فرمایا کہ ستر ستر ہزار بار کلہ طیبہ
لا الہ الا اللہ خواجہ محمد صادق مرحوم کی روحانیت کے واسطے
اور ان کی ہمیشہ و ام کلثوم کی روح طیبہ کے واسطے
پڑھیں اور ستر ہزار ایک رُوح کو اور ستر ہزار دوسرے
کے رُوح کو ایصالِ ثواب کریں اور دوسروں سے دعا
و فاتحہ کا سوال ہے (ت)

باقی اس باب میں مرقاة شرح مشکوٰۃ کی عبارت افادہ ۱۵ اور احادیث کثیرہ حضرات اولیائے کرم کی تہنیت افادہ ۱۹ میں دیکھئے۔

(۴) مولانا علی قاری علیہ رحمۃ الباری نے مرقعات کیر میں فرمایا،

احادیث الذکر علی اعضاء مخصوصہ کلہا طیبہ
من حدیث میں یہ آیا ہے کہ رُوح میں فلاں فلاں عضو
دوسرے وقت یہ دعا پڑھو سب موضوعات ہیں۔

حسہ تحقیق کہ قدس سوا الاطہر کی روایت کہ مرقاة سے گزری فتح الملک الجید میں بھی نقل کی طرف یہ کہ وہاں یہ نافرمانی و دیوبند کے امام مولوی قاسم صاحب نے بھی اسے نقل کیا مگر حضرت شیخ کی بڑی حضرت سیدہ اعلیٰ نے جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام نہ لکھا اور ستر ہزار کا لاکھ یا پچتر ہزار بنایا شاید یہ دھوکا انھیں سود کے پنوں سے لگا ہو۔ مگر یہ اتنا سبس میں لکھتے ہیں، حضرت جنید کے کسی مرید کا رشتہ یا ایک متغیر ہو گیا سبب پوچھ تو بروہنے کا شفعہ کیا اپنی ماں کو دوزخ میں دیکھتا ہوں، حضرت جنید نے لاکھ یا پچتر ہزار لکھ پڑھا تو انھوں نے سمجھ کر بعض روایتوں میں اس قدر لکھ کے ثواب پر دعدہ مغفرت ہے جی جی میں اس کی بخش دیا جائے یہی کیا دیکھتے ہیں کہ وہ جوان بٹاشیں سے کہ اب وادہ کو جنت میں دیکھتا ہوں آپ نے فرمایا اس جہاں کے مکاشفہ کی سمت بلکہ حدیث سے معلوم ہوئی اور حدیث کی تصحیح اس کے مکاشفہ سے ہوئی جتنی ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (د)

سے مکتوبات امام ربانی مکتوب ۱۰ بحوالہ نابری الخ احکام ام سعید محمدی گجراتی ۴۱/۲

سہ الاسرار المرفوعہ المعروف بالمرضعات الکبریٰ احادیث الذکر علی اعضاء مخصوصہ دارالکتب العلمیہ بیروت ص ۳۴۵
تک تحفہ اناس خلاصہ دلائل دارالاستاعت کراچی ص ۴۴۰ ۴۴۱

بایںہم فرمایا :

ثم اعلم انه لا يلزم من كون اذكار الوضوء
غير ثابتة عنه صلى الله تعالى عليه وسلم
ان تكون مكروهة او بدعة مذمومة بل
انها مستحبة استحباب العلماء الاعلام و
المشايخ الكرام لمناسبة لكل عضو مدعاة
يليق في المقام

اس عبارت سے روشن طور پر ثابت ہوا کہ اگر بات قرابا سے موضوعیت حدیث استحباب فعل کی بھی منافی نہیں اور
واقعی ایسا ہی ہے کہ موضوعیت عدم حدیث ہے اور وہ حدیث بکلمہ جس فعل لازم استحباب نہیں کہ اس کے ارتکاج
کس کا انتقام لازم آئے گا لہذا مخفی۔

تفہیم اس بارہ میں سب احادیث کا موضوع ہوا ابن العسیر کا خیال ہے اسی سے مولانا علی قادری نے نقل
فرمایا اور ایسا ہی فرمایا ہے کہ ہر بارہ میں سب احادیث کا موضوع ہوا ابن العسیر کا تحقیق اس میں کلام ہے اس بابہ
میں یکساں مفصل حدیث اور عدم درجہ ہوا ہے کہ اس سے حدیث کی روایت کی الصافی حدیث کی
ضعف ہے نہ مقام مقام فضائل،

مرجع الخیر شرح السیة للامام ابن امیر الحاج
تجدد ما یروى عن الی الحق لمرآة وھما جہ
لیلہ واجہ۔

(۵) سب سے طرف تر یہ حدیث مسلسل بالاضافہ کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے اس کی اہانت مع ضیافت
آپہ وغیرہ اپنے شیخ علامہ ابو جابر مدنی سے لی اور اسی طرح مع ضیافت اپنے صاحبزادہ مولانا شاہ عبد الغفر بن صاحب
ورائوں نے اپنے فراسے میاں اسحاق صاحب کو دی اس کا بارہ ابن العسیر نے چونکہ قدامت کے ہونے کے علاوہ
خود مخالفین ہی سخت منکر واقع ہوئے ہیں بایںہم اکابر محدثین کرام آج کل کے اس سے برکت تسلسل پا جائے ہیں ان کے
سوا کہ کم سلسلہ سند سے ظاہر شیخ شیخانی الحدیث مولانا حامد حسینی مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے بخت حضرت رشید
میں اسے ذکر کر کے فرماتے ہیں۔

لے الامراء المعروف بالوضوءات انکبر سے احادیث الذکر علی اصحابنا، لوضوء را کتابہ العزیز بہرہ

اس میں کوئی ایسا امر نہیں کہ قلب غواہی خواہی و ضیق پر شہادت دے و لہذا امام الخجری نے اسی قدر فرمایا کہ حدیث غریبہ لم یقم لنا بهذا الوجه الا بهذا الاسناد (یہ حدیث غریب سبب ہمیں اس طور پر صرف اسی سند کے ساتھ معلوم ہے۔) ظاہر ہے کہ تفریق متروک مستلزم وضع نہیں۔

جیسا کہ ہم نے اسے نور افکار میں بیان کر دیا ہے لیکن شیخ ابو محمد محمد بن امیر مالکی مصری جو جامع ازہر کے مدرس بھی ہیں انھوں نے اس کو اپنے مثبت میں شامل کر کے ساتھ ذکر کرنے کے بعد جو علت بیان کی ہے اس میں ضیق قویں ذکر ملا کہ جس کے ساتھ دس مؤمنوں تک کا اضافہ ذکر ہے حالانکہ وہ کہتے ہیں نہ پتے ہیں فرمایا کہ اگر یہ روایت صحیح ہو تو یہ تشبیل بطور فرض و تقدیر ہے اور جیسا کہ اس کی خبر ہمیں ان کی جملہ روایات میں ہمارے شیخ علامہ زین الدین سید محمد بن زین الدین دہلوی نے شیخ عثمان بن حسین دہلوی سے اس کے کونٹ شیخ امیر مالکی سے دی ہے فاقول یہ اس کے کوئی زیادہ عجیب نہیں جس کی خبر ہمیں سید حسین بن صالح بن اعلیٰ مالکی نے شیخ محمد عابد سندھی مدنی سے اپنی مشہور سند کے ساتھ دی جو کہ صحیح مسلم تک ہے اور اپنی سند معلوم سے حضرت ابو ہریرہ سے راوی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ عزوجل قیامت کے روز فرمائے گا اسے ابن آدم! میں بیمار ہوا تھا تو نے میری بیعت نہ کی! الحدیث۔ اور اسی میں ہے کہ اسے ابن آدم! میں نے تجھ سے کھانا مانگا تھا

كما بيناه في الاضافة التاسعة اما ما احسنه الشيخ ابو محمد محمد بن الامير المالكي المصري الصدوق بالجامع الا انه في بعض ابراده في ثبته بالعلق الشافي المذكور فيس الاجابة الى تمام العشرة بذكر المتن في الضيافة وهم لا ياحصون ولا يشربون قال فان صح فهو خارج مخرج القروض والتقدير اه عدا انبأ به في جملة مروياته شيخنا العلامة زين المحرم السيد احمد بن زين بن دحلان المالكي عن الشيخ عشر باب حس يدعي عن مؤلفه الشيخ الامير المالكي فاقول ليس بالحب ما انبأنا السيد حسين بن صالح جمل الليل المالكي عن الشيخ محمد عابد السند المدني بسنده المشهور الى صحيح مسلم بسنده المعلوم الى ابی هريرة رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ان الله عزوجل يقول يوم القيمة يا ابن آدم! امرت فلو تعبدني الحديث وفيه يا ابن آدم! استطعتك فلم تطعنني قال يا رب كيف

طعمك وانت رب الفميين قال اما
علمت انه استطعت عبد فلان
فلم قطعتم اما علمت انك لو اطمعته
لوجدت ذلك عندى يا ابن آدم استيقن قد
فلم تقض الحديث المهر وقت

ٹوٹنے لگے نہیں کھلایا وہ عرض کرے گا اسے میرے
رب! میں تجھے کیسے کھلاتا حالانکہ تو تمام جہانوں کا
رب ہے، فرمایا کیا تو نہیں جانتا تجھ سے میرے
فلان بندہ نے کیا نامانگاتھا اور تو نے نہیں دیکھا
کیا تو نہیں جانتا کہ اگر تو اسے کھلا دیتا تو اسے میرے
پاس پاتا، اسے ابن آدم! میں نے تجھ سے پانی مانگا
تھا تو نے مجھے نہیں پلایا۔ حدیث معروفہ ہے۔ (دست)

نثر اقول تحقیق مقام یہ ہے کہ عمل پر موقوف و عمل بما فی موضوع میں نہیں، سمجھنا کا فرق ہے کسما
یظہر صاف کہ وہ فی الافادۃ العبادۃ والعشرین (جیسا کہ ظاہر ہے اسے ہم اکیسویں فائدہ سے میں بیان
کر آئے ہیں۔) ثانی معلقاً ممنوع نہیں و نہ ایجاب و تحریم کی باگ مضمر بیان پر باگ کے ہاتھ ہو جائے لاکھب فعال
مباح میں تصریح میں تصریح نہیں وضائیں ان میں سے جس کی ترغیب میں حدیث وضع کی دوس حرام برہائے جس
ترغیب میں گھڑ لیں وہ واجب ہو جائے کہ تقدیر اول پر فعل ثانی پر ترک مستلزم موافقت موضوع ہو گا اور وہ ممنوع
مطلق یہ کہ اگر ترغیب و ترہیب دوسریں میں بیان ترغیب و ترک دوسریں کی ہاں پر بدویں ذکر ہے تو پڑے نہ چھوڑے
فاحکم وافہم انکنت نفہم (ہاں کے کلمے اگر تو سمجھ سکتا ہے۔) ت۔ اور اول میں بھی حیثیت مذکور نفسی فعل میں
نہیں بلکہ نظر امثال و اعتقاد ثبوت میں تو بغرض وضع اس نظر سے منع ہے نہ اصل فعل سے، سفہائے وادبیہ
ہمیشہ ذات و عارض میں فرق نہیں کرتے

ما علی مشہم بعد الخطاء

افادہ ہست و نهم (۱) اعمال مشایخ محتاج سند نہیں اعمال میں تصرف و ایجاب و مشایخ کو ہمیشہ
گنہائش، بالغرض کچھ نہ سہی تو اقل وجہ اس فعل کو اعمال مشایخ سے ایک عمل سمجھ کر بعض روشنائی پر معمول
ایسی جگہ ثبوت حدیث کی کیا ضرورت، حیثیت اعمال میں تصرف و استخراج مشایخ کو ہمیشہ گنہائش ہے ہزاروں معمول
اولیائے کرام بتاتے ہیں کہ باحیث نفع بندہ گناہ ہوتے ہیں کوئی ذی عقل حدیث سے ان کی سند حاصل نہیں بلکہ
کتب ائمہ علماء و مشایخ و اساتذہ شاہ ولی اللہ و شاہ عبد المعزیز اور نور الدین بدر گراہوں کی تصانیف ایسی صد ہا

باقول سے مالہ مالی ہیں انھیں کیوں نہیں بدعت و منوع کہتے، خود شاہ ولی اللہ ہر اَمع میں لکھتے ہیں:

اجتہاد و رائے آخر ارجح اعمال تصرفیہ راہ کشادہ است مانند استخراج ابلہ نسو سے قرا پا دیں را این فقیر را معلوم شدہ است کہ در وقت اول خلوص میں صادق تا اسفار مقابل میں شمس و چشم را پاں نور و حق و با نور را محو و غفلت تا بزار بار کیفیت حکمہ را قوت میدہد و اس حدیث نفس می نشاند آخر طعنا۔

اجمال تصرفیہ میں کسی نئی ایجاد کے لیے اجتہاد کا دروازہ کھولنا ایسے ہی ہے جیسے اہلبار قرا پا دیں سے نسخہ کا استخراج کر لیتے ہیں اس فقیر کو معلوم ہے کہ اول میں صادق سے سفیدی تک صبح کے مقابل بیٹھنا اور آٹھ گھنٹہ کے نور و اجالے کی طرف لنگنا اور میانوس کا لفظ بار بار ایک ہزار تک پڑھنا کیفیت حکمہ کو قوت دیتا ہے اور دوسرا اس سے نجات دلاتا ہے۔ (حدیث طعنا)

اسی میں ہے:

چند نوع کرامت از بیج ولی اللہ اشارت منطک غنی شود از انجور فراست صادقہ کشف و اشراعت بر غرطہ و از انجور تا شیر در جوار سے و اعمال تصرفیہ او تا عالم بغیر نفس بوقتیہ شروع شدہ طعنا۔

چند کرامات تو ایسی ہیں جو کسی ولی سے اقامت، اللہ جہ انہیں ہوتیں ان میں سے بعض یہ ہیں فراست صادقہ کشف احوال، دلوں کے رازوں سے آگاہی اور ان میں سے نور، توحید، و تم اور اعمال تصرفیہ میں برکت، گمان تک کہ سارا جہان ان کے اس فیض سے مستفید ہوتا ہے اور مطلقاً (د)

عزیز و خدا را انصاف، خود شاہ ولی کے قول ایہیں: گو دیکھو اور ان کے والد و مشایخ وغیرہم کے آخر اعی اعمال تماشا کرو، در دوسرے کے لیے تکتہ پڑھنا، بچانائیل سے ابجد ہوز لکھنا، بچک کو نیلے سرت کا گندہ بنانا، پنہ تک پنہ تک کر گزین لگانا، اسمائے اصحاب کعبہ سے استعانت کرنا انھیں آگن ٹوٹ چوری سے ان بھنا، دیواروں پر ان کے کھنے کو آدھ چن کی بندش جانتا، دفع جن کو چار کیلیں گوشہ ہائے مکان میں کھڑا کرنا، فقیر کیلے

علقہ ہا معاشرو از ہر اَمع مقدمہ ۱۲ (د)

علقہ ہا معاشرو سے قول شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و جب

نامی لہ تک یکا طیفہ از (د)

لہ و لہ ہر اَمع شاہ ولی اللہ

کتاب اور عرفان سے ہرن کی کھال لکنا، یہ کمال اس کے ملے کا ہار کرتا، استعداد عمل کو کسم کار رکھا گئے انسان، عورت کے قدم سے ناپنا، گن کر ڈگریں نکلنا، درود نہ کو آیات قرآنی کلمہ کو عورت کی باتیں دان میں پاندھنا، فرزند نہ نہ کے لیے ہرن کی کھال اور وہی مکتب و عرفان کا خیال، بچہ کی زندگی کو اجوائی اور کالی چھپی لینا ان پر ٹھیک و وہ ہر کو قرآن پڑھنا، لاکھ ہونے کو عورت کے پیٹ پر دانے کھینچنا، ستر سے کم شمار نہ ہونا، دفع نظر کو پھری سے دائرہ کھینچنا، کنڈل کے اندر پھری رکھنا، عاتق و ساغر کا نام لے کر پکارنا، ناپ کو تین گز دو رالینا اس پر شمت بہت کیا کیا اعصاب و غیر معلوم ایسے ٹرنا قطع انجا خدا جانے کون ہے اسے نہ اکنا، چور کی پھان کا عمل نکالنا، ایسے پڑھ کر لوٹا گھٹانا، بنجار کو صنی و موسیٰ و محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قسمیں دینا، مصروع کو تاجے کی تختی پر دو اسم کھدوانا، پھر تعین یہ کہ دن بھی خاص اتوار ہو اس کی بھی پہلی ہی ساعت میں کار ہو۔ اس کے سوا صد ہا باتیں ہیں ان میں کون سی حدیث صحیح یا حسن یا ضعیف ہے اسے یہ فرق و ثلث میں کب تھیں، اور جب کچھ نہیں تو بدعت کیوں نہ ٹھہریں، شاہ صاحب اور ان کے والد ماجد و فرزند ارجمند و اساتذہ و مشایخ معاذ اللہ بدعتی کیوں نہ قرار پائے، یہ سب تو بے سند حلال و فحاش اعمال مگر اذان میں حضور اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک سن کر انگوٹھے چڑھنا آنکھوں سے لگانا اس سے روشنی بھر کی امید رکھ کر اکابر سلف سے ماثر و علی و صلحا کا دستور کتب فقہ میں مسطور، یہ معاذ اللہ حرام و وبال و موجب فحلال تو یہ بات ہے یہ ان کا سرور سیہ لبریں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم درمیان ہے لہذا وہ دون کی بلی آگ بجھ کر بدعت شعلہ فشاں ہے۔

بہرے گئے کہ خواہی یا مہرے پوشش
مع اندازہ قدرت واسے شناسم

یہ سب درکنار شاہ صاحب اور ان کے اسلاف و اخلاف یہاں تک کہ میان تکمیل و طہری تکمیل نے امر اعظم دین تقرب رب الغلیب یعنی راہ سلوک میں حد با نئی باتیں نکالیں طرح طرح کے ایجاد و اختراع کی طرحیں ڈالیں اور آپ ہی صاف صاف تصریحیں کیں کہ ان کا پتا سلف صالح میں نہیں خاص ایجاد بدستہ ہیں، مگر نیک و خوب و خوش آئندہ ہیں، محمد ثبات کو ذیل و صل اولی اللہ جاننا یا بعضی ثواب تقرب ربہ الا یہاب مانا اس پہلی حضرت کو نہ عقل بدعتہ ضلالہ (ہر بدعت گمراہی ہے۔ ت) کا کلیہ یاد آتا ہے نہ من احادیث فی امرنا حالیں منہ (وہ شخص جس نے ہمارے دین میں کچھ ایجاب کیا جو دین میں سے نہ ہو۔ ت) یہاں غلو مرد (پس وہ مرد وہ ہے۔ ت) کا غلط پاتا ہے، مگر شریعت اسے گھر کی ٹھہری نہ گھر

میں کم آنچل من خواستہ و محکم آنچلہ خواستہ
(میں جو چاہوں گا کروں گا تو جو چاہے نہ کرو)

ان امور کی قدر سے تفصیل اور ان صاحبوں کی تصریحات جلیل فقیر کے رسالہ اشہار الانوار میں یہ صلاۃ الاسرار
میں مذکور اور عدم درود کو رد و عدم جاننے کا قطع کافی قطع وافی کتاب مستطاب اصولی الوث و لتقم صافی الفساد
و کتاب لا جواب اذا فقه الا مشاہدہ صافی غسل المولد و القیامہ و غیرہ تصنیفات شریفہ و تالیفات ضیفہ
المفہرت تاج المحققین اکرام سراج المدققین الاعلام حاشی السنن السنیہ حاشی الفتن الذریہ بقیۃ السلف المصلحین
سیدی و والدی و مولی و مقصدی مغفرت مولانا مولوی محمد تقی علی خاں صاحب قادری برکاتی احمدی رضی اللہ
تعالی عنہ و اجزل قرینہ مناد و بقدر حاجت باجمالی وہ جازت رسالہ اقاہۃ القیامہ علی طاعن القیامہ
لنبی تہامہ و غیرہ رسائل و مسائل فقیر میں مسطور و الحمد للہ الفیض العفور و الصلاۃ والسلام علی
النسبہ اسرار و علی آلہ و صحبہ الی یوم النشور آمین۔

اقادہ ستیم (ہم تو استیجاب ہی کچھ ہی طرف یہ کہ دہلیہ جدیدہ کے طور پر تقبیل اباسین حسن
سنت ہے) **اقول** ہیں تو اس عمل تقبیل اباسین کا جواز و استیجاب ہی ثابت کرنا تھا کہ بلو نہ عز و جل
باحسن وجہ نقش مراد کر شیخ و دست نقیہ مستردین ہو و نہ احمد حق ما اولی من نعمہ کا تعصی
(نہ ہی کے لیے قرینہ جو غیر محد و فقہری کا ملک ہے۔ ت۔ مکرہات و دہلیہ اپنے نئے اماموں کی خبر لیں ان کے
ظہور پر یہ فعل جائز کہاں کا مستحب کیسا خاص سنت سنیہ بلند و بالا ہے اور اس کا منکر سنتہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ
عیرہ وسلم کا روکنے والا بات بظاہر بہت چوکنے کی ہے کہ کہاں و ڈیٹی کہاں یہ انکی مذہب بھر کی خرابی مگر نہ جانا
کہ توہب و اضطراب و تعقب و انقلاب و دونوں ایک پاکستان سے دودھ پئے ہیں رفاقت و اہم کا علیہ کیے ہیں
سے گرہ اندر دودھ و دودھ باز کید

ناگزیر است تناقض سخن نجدی را

(اگر دودھ کرے تو دودھ نہ ہو گا اور اگر چلے تو واپس آجائے گا)

بہدی کے کلام سے تناقض جدا نہیں رہ سکتا

طائفہ جدیدہ کے استاد رشید نے اپنی کتاب حجاب بآہن قاطعہ "ما امر اللہ بہ ان یصل" میں مسئلہ قبول
ضعات فیما دون الا حکام کے اگرچہ کمال سلیم العلی و بصیر العینی و عجیب و غریب معنی تراشے کہ جدت کی
لہرین حدیث کے تماشے ایک ایک اوپر بزار بزار رکھا برے اپنی جانیں و ادیں عقل و ہوش و چشم و گوش اپنے
عدم بلکہ کوہدے آتاریں خدا بن شریعت چاکران ملت صالحہ قسمو انتمم ولا ابا ذکر (جو تم نے اور تمہیں)

آباد اجداد نے کسی نہیں سنیں۔ ت) پکاریں حضرت کی تمام سعی باطل تطویل لاطائل کا یہ حاصل ہے حاصل کرنا واپس
 صما کی یہ مراد کہ حدیث و حدیث ضعیف قابل قبول جس میں کسی عمل صالح کی فضیلت اور اس پر ثواب مذکور اگرچہ ضعیف اس
 عمل میں حدیث صحیح نہ آئی ہو جیسے روزہ ماہ واجب وغیرہ اس کے بغیر اگرچہ حدیث میں عمل کی طلب نیکی جب کوئی خاص
 ثواب و فضیلت مذکور نہ ہو مقبول نہیں کہ یہ تو حدیث ضعیف عمل کی برائی۔ فضائل عمل کی پھر بشرط مذکور حدیث اگرچہ مقبول
 ہوگی مگر وہ عمل باوصف قبول حدیث و تسلیم فضیلت مستحب ہرگز نہ ٹھہرے گا جب تک حدیث حسن وغیرہ نہ ہو جائے،
 حدیث ضعیف سے ثبوت استحباب بعض اختراعات و علائقہ اجماع ہے علانہ جتنے اعمال کو ہر نظر و روایات حدیث مستحب
 مانا ان سب میں حدیث حسن وغیرہ ہوگی ہے دلیل یہ کہ احادیث اجماع و ضروک و علامہ خطاطی نے لکھ دیا کہ حسن وغیرہ ہیں
 بس معلوم ہو گیا کہ سب جگہ ایسے ہی ہیں آخر وہ جگہ میں ایک ہی چا دل دیکھتے ہیں یہ تو ان کا حکم تھا جو حدیث ضعیف

علیہ اقرار قبول ضعیف کو کہا سب کا یہی مدعا ہے کہ فضائل اعمال میں ضعیف پر عمل درست ہے بھلا ایسا الجملہ
 شیعہ برأت میں دین کے صدقہ میں کوئی سی فضیلت و ثواب عظیم مذکور ہے جس پر عمل جائز ہو روایات میں کوئی ثواب
 مذکور نہیں فقہاء و روایان اور حدیث تراکبات کرنا اور طلب صدقہ کرنا ہے یہ فضائل اعمال کسی طرح ہونے، ان
 احکام ان کے آئے کا ہے یہ اب ملا سے دفعہ عمل کا کہہ کر ان روایات میں عمل ہی نہیں بلکہ علم ہے اور
 اگر کوئی بیاسیس خبر و توفیق عمل تسلیم ہی کرے تو قطعاً عمل ہے نہ نفسی اس حدیث صوم واجب و مسلاة الاداب میں
 میں فضل عمل ہے احکاماً مطلقاً ۱۲ منہ (م)

علیہ انوار اس علم میں تھا فقہاء اس عمل کو جو حدیث ضعیف سے ثابت ہو مستحسن دیکھتے ہیں چنانچہ صلاة الاولین
 گردن کا مسح واجب کا روزہ اس پر کیا یہ برتاؤ غلط ہے کسی نے یہ نہ کہا بعض ایجاب دانا صواب ہے مستحب کا ثبوت
 صحیح یا جسی سے ہوتا ہے منافع کہ ان امور میں ہیں توہر طریق سے حسن وغیرہ ہو گئے ہیں۔

قال فی البدو مختار درواہ امن جہاد وغیرہ درختار میں کہا اس کو ابن جہاد وغیرہ نے کی طریقوں سے رقا
 من طریق فی سرد امحاء و عارت فی مرتبة الحسن کیا ہے، درختار میں ہے اس طرح حدیث مزید حسن تک
 اقوال فکن هذا اذا کان ضعیفہ لم یؤخذ فی ترقی کرتی ہے غلط دی۔ اقول لیکن یہ اس وقت ہے
 الخراوی الصدوق الاصح او لا رسالہ او تہد لیس جب حدیث کا ضعف صدوق میں راوی کے سوا مضبوط
 او جب لہ الحال اہل لوکان لغسق الخراوی او یا رسالہ یا تہد لیس یا رسالہ یا تہد لیس کی وجہ سے ہو۔ اگر وہ ضعیف
 کذب فلا انتفعی۔ ملاحظہ فرمائی راوی یا کذب راوی کی وجہ سے ہو تو وہ ترقی نہ کرے گا (تسی - ت)

پس جس قدر نظر و توفیق نے لکھے اور جس قدر کتب فقہ میں ہیں سب حسن وغیرہ سے ثابت ہوئے ہیں ۱۲ منہ (م)

متعلقہ بخاری میں انہیں آج تک متعلق بخاری میں نہیں وہ اگرچہ سب سے پہلی خواہ موافقہ خواہ معجزات خواہ فضائل
صحابہ و اہلبیت و سائر رجال جن میں قبول ضعاف کی علماء برابر تصریح فرماتے چلے آئے ہیں خواہ کسی اور غیر زائد کا
بیان جس میں کسی طرح کا اعلام و اجابہ ہو اگرچہ وہ نفعاً و اثباتاً عقائد میں اصلاً داخل نہ ہو یہ سب کا سبب باب عقائد
سے ہے جس میں ضعاف و کذاب بخاری و مسلم کی صحیح حدیثیں بھی مردود ہیں جب تک متواتر قطعی دلائل نہ ہوں مثلاً یہ
حدیث کہ زید میں شبیب جعفر اپنے مکافوں پر آتی اور صدقات چاہتی ہیں باب عقائد سے ہے اور بنظر طلب صدقہ اگر
ہو تو باہر عمل سے کہ یہاں کوئی فضیلت صدقہ تو مذکور نہ ہوئی غلامصرہ کہ متعلق بخاری میں نہیں اس میں صحاح احمد
بھی سہ اعتبار اور متعلق بخاری سہ ذکر ثواب مخصوص میں خاص صحاح و درکار ہاں ثواب بھی مذکور ہر تو ضعاف
قبول اور یہی مراد علامہ مستقب نہ ٹھہرے گا جب تک جس لغیرہ جو شروع صفحہ ۸۱ سے وسط صفحہ ۸۹ تک
ان محدث نے جو قاعدہ حادثہ احداث کیا ہے ان غرافات سہلہ مرد و پاکہ ابطال میں کیا وقت ضائع کیجئے
جس نے احادیث سہلہ میں ہمارے کلمات رائقہ دیکھے وہ اس تارہ پود خشک کو کہ بوند تھامے نیم جنبش نظر
میں تار تار کر سکتا ہے محدث اجم نے یہاں بھی تھیں تقریر میں اس کے اجمالی ابطال کی طرف اشارہ کیے اور جاتے
مواخذات پر بند سے لگا دیے نہ یہ آں کا سہلہ کی بجائے قصر سہلہ نہ انہم نہ دسے بندہ مجبور سہلہ
یہیں یہاں یہ کہنا ہے کہ تقبیل اہل ایمان کی صحبت ثابت ہو کی کہ اگر بہ نظر نقد و طرق اس کی حدیث کو حسن لغیرہ
کئے فہما و نہ یہ تو آپ کی تفسیر پر بھی باب فضائل سے ہے کہ متعلق بعل بخاری میں اور اس میں ثواب خاص
بھی مذکور تھا حدیث مفیدہ استجب نہ کسی جواز تو ضرور ثابت کریں گے قبول ضعاف فی الفضائل کا اجمالی مسئلہ
یہاں تو آپ کو بھی جاری ماننا ہو گا اب اس جواز کو خواہ اس حدیث سے مستفاد مانے کہ حدیث میں باب میں
مقبول لا جرم وہ اس میں دلیل شرعی ہے خواہ اجماع علماء سے کہ ایسی جگہ ایسی حدیث معمول پر خواہ قرآن مجید
و حدیث صحیحہ کی طرف قبول و حدیث صحیحہ ارتقا سے شہادت و احادیث مذکورہ افادہ ۸۱ و غیرہ سے کہ قبول و عمل
کا طرف ہدایت فرماتے ہیں خواہ قاعدہ مسئلہ شریعت محمدیہ علی صاحبہا افضل الصلاۃ و التیمۃ یعنی اخذ بالاعتقاد
سے ہر طرح ایک دلیل شرعی اس پر قائم اور آپ کے نزدیک جس فعل کے جواز پر کوئی دلیل شرعی صراحت دلائل کسی

علیٰ شبیب جعفر وغیرہ احادیث کے آئے اور صدقہ چاہنے کی احادیث کو کہا اہی روایات میں عمل ہی نہیں بلکہ علم ہے
عقیدہ کے باب میں یہ حدیث ہے یہ مسئلہ عقائد کا ہے اس میں مشہور و متواتر صحاح کی حاجت ہے ۱۰ یہ
اعتقادات میں داخل ہے کہ ارواح کا شبیب جعفر کو چھڑانا اعتقاد کرے اور اعتقاد میں قطعیت کا اعتبار ہے
نہ نفعاً نہ صحاح کا اہم بالاعتقاد ۱۲ مترجمی اللہ تعالیٰ عنہ (م) لہذا براہین قاطعہ مطبع نے بلا ساختہ ص ۱۹

خرج دال ہوا اگرچہ فعل خاص بلکہ اس کے جنس کا بھی کوئی فعل قرون ثلاثہ میں نہ پایا گیا ہو سب سنت ہے تو اب اس کی سنیت میں کیا کلام دلا۔ اسی پر ایمان کے صفحہ ۲۹۷ پر ارشاد ہوتا ہے

”مؤلف اپنی فنی تہمت سختی قرون ثلاثہ میں نہ ہو کر جو سنہ کے برعکس رہا ہے کہ اگر جرنی خاص سے ان قرون میں وجود خارجی نہ پایا اگرچہ فنی حاکم موجود ہو تو وہ بدعت سینہ سبہ مگر یہ بالکل غلط فاضل اور کور علی درجہ فنی ہے بلکہ سنیت یہ کہ جو شے وجود شرعی قرون ثلاثہ میں موجود ہو وہ سنت ہے اور جو وجود شرعی موجود نہ ہو وہ بدعت ہے۔ وجود شرعی اس کو کہتے ہیں کہ وہ ان شرائط کے بتلانے کے مسلم نہ ہو کہ پس اس شے کا وجود شرائط کے ارشاد پر موقوف ہو، خواہ مراد ارشاد ہو یا اشارۃ و دولۃ پس جب کسی فنی ارشاد سے حکم جواز کا ہو گیا وہ شے وجود شرعی میں آگئی اگرچہ اس کی جنس بھی خارجی نہ آئی ہو پس جس کے جواز کا حکم حکیت ہو گیا وہ بگیت حریات شرع میں موجود ہو گیا اور جس کے عدم جو حکم ہو گیا تو شرع میں اس کا عدم ثابت ہو گیا پس یہ حاصل ہوا کہ جس کے جواز کی دلیل قرون ثلاثہ میں ہو تو وہ مجزیہ ہو و خارجی ہی قرون میں ہوا یا نہ ہوا اور خواہ اس کی جنس کا وجود خارجی نہ ہو اور یا نہ ہو اور ہو سکتا سنت ہے اور جو وجود شرعی ان قرون میں موجود ہے اور جس کے جواز کی دلیل نہیں تو خواہ وہ ان قرون میں وجود حسب رجب ہوا یا نہ ہوا وہ سب بدعت ضلالہ ہے اس قاعدہ کو ثوب سب سمجھ لیسنما ضرور ہے مؤلف دلائل اس کے اثبات سے اس کی تردید نہیں کر سکتا اس کا کہنے ساتھ جہانگیری کے قریب سے حاصل ہوا ہے اس جو ہر کو اس کتاب میں ضرور ذکر کیا ہو کہ موافقین کو نفع اور مخالفین کو شامہ ہدایت ہو اٹھنا۔“

اقول ما شاء اللہ کیا چلتا جو ہر کتاب میں لکھا ہے کہ آدمی دہائیت اپنا جو ہر کر گئی، نجدیت بیماری کے دور کی ہیں شرک و بدعت، دکن پسین پر قیامت عز رگئی، بکرا نے حانڈ کی برسوں کی دلا جے چستی پتی جس کا لقب بکرا تھا اب آپ ہی کی زبان سے غلط و فاحش و کور علی و کج فنی کہ فساد فعل صحابہ نے نہ کیا تاہیں نے نہ کیا غلامی صدی میں شائع ہوا غلامی شخص ہائی تھا نہ کیا صحابہ و تابعین سے بھی جنت و تعظیم میں زیادہ کہ انہوں نے نہ کیا تم کہ سنہ پر آدھ بہتر ہوتا تو وہی کر گزرتے فعل میں اتنا ہے ترک میں کیوں نہیں کرتے نیم شوخی میں ساری بکھر گئی صحابہ و تابعین نے بزر نہ کیا ہو کہ اس جنس کا بھی کوئی کار نہ کیا ہو کچھ ضرور نہیں اشارۃ و دولۃ جرنیزہ حکیت کسی طرٹ رٹ و شاعر سے جواز تک پھر سنت ماننے سے منہ نہیں ہے

حافظ بھر کے خلاف آپ سنی کہتے ہیں قد الحمد اسے جیت جی کہتے ہیں
 طرفہ یہ کہ اب قرون ثلاثہ کی وہ بحث سننے حافظ کی پرانی دلت جسے یہاں بھی بنا دیا ہے جو مہمل رہ گئی
 لفظ کا سوا یہ بڑا کیجئے، معنی کی نیا اس پار ہو گئی جب ان میں وجود سے سود نہ دم سے زبان پھر ان کا قدم
 لے براہین قاطعہ قرون ثلاثہ میں موجود ہونے کے معنی مطبوعہ مطبع لے بلا سا واقع و محور ص ۲۹-۲۸

37

37

کیا درمیاں - خود کہتے ہو کہ وجود خارجی درکار نہیں اور جو شرعی ہے ارشاد شاریہ میں تو کیا صحابہ معین پر کوئی نکتہ شریعت اُترے گی کہ ان کے قرون میں وجود نو کائنات ارشاد شاریہ سے جس کا جواز مستفاد وہ برقرق میں ہو جو شرعی ہو جو اور جس کا منہ مقضائے ارشاد وہ برقرق میں شرعاً مہر سے معدوم و مفتود و چھڑق دون قرق سے کیا کام رہا، محض ارشاد و اقدس میں لایم رہا یعنی فعل کبھی حادث ہوا بر قواعد شرع و رض کریں گے اباحت سے وجوب یا ترک اہل سے حرمت تک جس اصل میں داخل ہو ہی فرض کریں گے ہی خاص مذہب و مذہب ارباب حق ہے، صاف و مرکز و شرم جانتے کہ کل رٹ کا ناحی سنی ہے تو سمجھنا کہ اب تو جو کسی حق کہ گئے ہر جانیں گے تم ہم کے اپنے ہی تھے چلوں

نہج سمجھے نہ تم اُسے کہیں سے

مذہب سچے ذریعہ آئے نہیں سے

پسینہ پونچھے اپنی جیب سے

طرز ترقیہ کہ جس کا جواز میں شرع میں موجود وہ سب سنت اہل کامعدہم وہ سب بدعت ہدایت آپ
تیسری شئی کی کہ جس کی صورت تمام افعال اہل میں محصور ہو گئے خصوصاً باجست و استعجاب و کراہت ترقیہ
تین حکم شرع تو کافر ہو گئے، اساتذہ بنیادہ سے بھی فی تو ایچ کی کہ دو فی الجرحی بیانی لہجی، ہی ہستی پر یہ نادر و
کہ لوگ تو اس کی ہوا سے دور حضرت راہی ہوا خود آپ ہی شوقیں الی ق ک کسافت ہی رکھیں، چنی تعلیم بیلے
تلاوہ نہ سب تعلیم نے اساتذہ سے

میں نے یہی مکتبہ، طبع و طبع

کار طاعتی تمام خواهد شد

غیر یہ تو دایہ جدیدہ کا نام مقصد حقیدہ کو تقبیل ابہامین مستتب مجیدہ، پُرانوں کی مینے تو وہ اور ہی ہوا پر کہ فضل معاذ اللہ زنا و با و قذف و قتل ناحق نفس مومن سب سے بدرجہ کیا تو اللہ شرک کے انداز اصل ایمان میں خلل انداز کر آخرا جابجا مانع بدعت مانع اور ثقیلہ ایمان کا یہ حقیدہ فطرت شرک و بدعت سے بہت بچے کہ یہ دونوں چیزیں اصل ایمان میں خلل ڈالتی ہیں اور باقی گناہ ہی سے نیچے ہیں کہ وہ اعمال میں خلل ڈالتے ہیں۔ آپ خدا جانے، انہوں نے سنت کو کفر سے دیکھا انہوں نے قریب پر کفر کو سنت بتایا غیر موطی کے قیاس و میں جس کیا مقال۔

کہی اللہ اہل الحق القتال والحدود اللہ الہیں
 القتال والحدود والصلام علی ذی الا فضال
 اہل حق کی طرف سے قتال میں اللہ کافی ہے اور تمام
 قرینے اس پاری تمنا کے لیے جو محافظ و بلند ہے

عقد ظاہر ہے کہ فضیلت کا ادنیٰ درجہ کراہت تحریم ہے مگر وہ تنزیہی ہرگز فضیلت نہیں۔ دلیل واضح یہ کہ ہر فضیلت میں باس ہے اور مگر وہ تنزیہی لا باس ہے ۱۴ منہ جی اللہ تعالیٰ عنہ (دم)

والہ وصحبہ خیر صحبہ و آل آمین۔ اور صلوٰۃ و سلام اس ذات پر جو صاحب فضل و اکرام

سیدہ اور آپ کی آل پر اور اصحاب پر جو بہترین ہیں آمین

حکم اخیر و خلاصہ تحریر بالحدیث اس میں اس قدر کہ فضل نہ کوہِ بکرم احادیث و بہ تصریح کتب فقہ مستحب
مندوب و امید گاہ فضل مطلب و ثواب مرغوب جو کتب علم و عمل تہذیب و ترقیب دار و نظر رکھ کر اُسے عمل میں لائے
اُس پر ہرگز کچھ نواغذہ نہیں بلکہ ثواب مروی کی امید و ارجحی و صدق نیت باعث فضل جاوید اور جو اسے مکروہ و
ممنوع و بدعت مانے مصل و غامی ملائے کرام تقدیران و مہربان کسی مشکوکہ دیکھیں اُس کے سامنے ضرور ہی کریں کہ
بد مذہب کا رد اور اس کے دلی پر فیض شدہ جو جس طرح انہ کو کرام نے فرمایا کہ وضو نہ کرے افضل مگر معتزل کی مذکور حوض نے
سلئے دوس سے بشر کسا بنہ السوئی المحقق فی فتح القدیر و غمرہ فی غیوۃ۔ جب ترک انسل اس
یت سے افضل تو مستحب و مندوب تو آپ ہی افضل،

والحمد لله ولی الافراد و الفصل، صلاۃ و تمامہ تعریف اللہ کے لیے جو انعام کا مالک ہے اور افضل
اکمل السلام علی سید الختام قسم التمام و آلہ
وصحبہ اشراف اکرام، آمین۔ جو و حرمین کا کامل پائند ہیں، اور آپ کی آل و اصحاب

پر جو بہترین دامن اور مکرم ہیں آمین!

خاتمہ قواعد مشورہ میں ایسا السلطان اس مسئلہ کا سوال فقیر کے پاس بعد از دیکھ و دور سے بار بار
آیا ہر دفعہ ہفتائے سال کبھی تصریح کی کہ مصل کبھی دو ایک صفحہ کبھی دو چار ہی سطروں تک رہا بار بار خود سے زیادہ
تفصیل کہ ایک جو تک پہنچ کر صورت رسا میں جلوہ گر ہوئی سائل نے علمائے اعلام و یافوں و بریل و راہر و قین
عن الشوری و نقیب السور و جرسہ سے دور سرور سے معذور رہتے ہیں۔ ت ۱ سے
فہرست کتابیں تصدیق نکھائیں اصل رسالہ منیر العینی اسی قدر تھا اب کہ بفرانش سیدہ معظم مولانا مولوی غلام حسین
صاحب جو ناگہمی ذیل لکھی حفظہ اللہ عن شویکل بشر و فی (اللہ تعالیٰ انہیں دیر پھر اور نظر بد کے شر سے
محفوظ رکھے۔ ت) و اہتمام تمام ہماہر لانا المکرم مولوی محمد خالید صاحب ہزاروی جعلہ اللہ کامعہ عصا الہدین

علیہ یہ لفظ یہاں عجیب لطیف واقع ہوا کہ معتزل حوض سے و غمرہ یا تازہ تہمت ہیں یہاں ہی معنی مراد اور وہ اشتیاق حوض کوثر کے
بھی منکر ہیں ۱۲ منہ (م)

سے کچھ دوسرے صفحہ و آخرین حکم فی المیاد ۱۲ منہ (م)

سنہ فتح القدیر باب ما لایدرک بخود بہ الوضوء مکتبہ نوریہ مدرسہ سکھ ۱۳۷۲ھ

و عبیدہ حصار الدین المستنیر (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) انھیں اسی کو نام کی طرح دین کی نہ مت کرنے والا بتائے اور ان کے ذریعے اپنے دین میں کو آد فرمائے۔ ت۔ و علو بہت سب سے حاجی محمد بن حاجی محمد عبداللطیف لطف، نعم اللہ علیہ (لطیف فرمائے و لامرئی وہ دونوں پر لطف فرمائے۔ ت۔ ماہ مبارک اشرف و افضل شہر ربیع الاول ۱۳۱۳ھ میں چھپا، آغاز مجاہد کا مفیض سے مضامین کی رو کا، لقاء اخوان و فتواں ہوا اور اُدھر کائی کی تیاری اور تصنیف جاری، جو جو لکھا وہ ابر کیا یہاں تک کہ ایک سو چار سالہ دس سو تک پہنچا الحمد للہ من جادہ بالاحسنۃ فہد عشرۃ اشیاء (تمام تعریف اللہ کے لیے جو ایک نیکل پر دس اجر عطا فرماتا ہے۔ ت۔ جس میں سے دس بار عربیہ طرز جملات الحدیث میں اگر کیا اور عربیہ فقہ اور رو و فتاویٰ سے فرصت قلیل، نظر ثانی کی بھی فرصت نہ ملی، بعض فوائد ماضیہ کی تجدید ہوئی، بعض نے طریا حاصر میں وقت غابر میں بھی کی سنو کہ سیارہ بیس بدینہ حرکت یعنی القطع بدکار کا شکی کا طالب ہے۔ الخاق باقی مواقع ماخیز سے متیسرے اس کا ترک ہی مناسب ہے اور ان تصنیف کا ادب شریف کہ آنر کتاب میں کہ مسائل تانہ کہ متعلق با ادب سا بقہ تحریر اور انھیں مسائل شکی یا مسائل مشورہ سے تعبیر فرماتے ہیں لہذا اقتضای بھریہ فوائد مشورہ بطور تامل سے سلک تحریر میں انتظام پاتے ہیں۔

فائدہ ۱: تفصیل جلیلہ (فہمیت و الفہمیت میں فرق سے دوبارہ تفصیل حدیث ضعیف ہرگز مقبول نہیں، فہمیت و الفہمیت میں ہاں کا فرق ہے وہ اس باب سے بہت جس منافع بار لطف قابل قبول اور یہاں بالا جماع مردود نام مقبول۔

اقول جس نے قبول منافع فی الفضائل کا اعتقاد کیا ہے اسے اہل سنت سے جدا کرنا اور اسے فرق کو بنگاہ، دلیلیں سمجھ سکتا ہے قبول منافع صرف محل نفع پر ضرر میں ہے جہاں اُن کے ماننے سے کسی جمیل یا تجویز، ضاعت حق یا غرض مخالفت شرع کا بوجہ ہو، البتہ نہ ہو فضائل رجال مثل فضائل اعمال ایسے ہی ہیں، جن ہنگام نہ ان کا فضیل تفصیل نہ ہو اور نہ تعالیٰ دلائل صحیح سے ثابت ہے اُن کی کوئی منفیت خاصہ جسے صریح و ثبوت سے معاوضہ نہ ہو اگر حدیث ضعیف میں آئے اس کا قبول تو آپ ہی ظاہر کہ ان کا فضیل تو خود صحاح سے ثابت، یہ ضعیف اُسے ماننے ہی ہوئے مسئلہ میں تو عامہ زندہ عطا کرے گی اور اگر تنہا ضعیف ہی فضیل میں آئے۔ و کسی صحیح کی مخالفت نہ ہو وہ بھی مقبول ہوگی کہ صحاح میں تا یہ نہ ہو کسی خلاف بھی تو نہیں بخلاف الفہمیت کے کہ اس کے معنی ایک کو دوسرے سے مفادہ بستر و افضل ماننا، یہ جب ہی جائز ہوگا کہ جس میں خدا رسول بل جلالہ و علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد سے عرب ثابت و محقق ہو جائے، ورنہ یہ ثبوت حکم نگاہ دینے میں محتمل کہ عند اللہ امر یا عکس ہو تو افضل کو محضول بنایا، یہ تصریح تفصیل شاہ ہے اور وہ حرام و مقصد جمیل حرام و طبع حق غیر دونوں درپیش کہ افضل کائنات اس کا تھا اور کہہ دیا اس کو۔ یہ اس صورت میں تھا کہ دلائل شرعیہ سے ایک کی افہمیت معلوم نہ ہو۔ پھر وہاں

کا تو کہنا ہی کیا ہے، جہاں مقامِ حق میں ایک جانب کی تفضیلِ معنی ہو اور اس کے خلاف احادیثِ مستقام و مضامین سے استناد کیا جائے، جس طرح آج کل کے جمالی حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر تفضیلِ حضرت مولانا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم میں کرتے ہیں۔ یہ تو تشریحِ مضادیتِ شریعت و معادیتِ سنت ہے۔ ولہذا ائمہ دین نے تفضیلیہ کو ردِ افض سے شہر کیا کہامیادہ فی کتابہ المبارک **مطلع القسرين في ابانة شبقة العصرين** (جیسا کہ ہم نے اسے اپنی مبارک کتاب **مطلع القسرين في ابانة شبقة العصرين** میں بیان کیا ہے۔ ت، بلکہ انصافاً اگر تفضیلِ شیخین کے خلاف کوئی حدیث صحیح بھی آئے قطعاً واجب التاویل ہے اور اگر بعض باطل صالح تاویل نہ ہو۔ واجب الرد کو تفضیلِ شیخین مترا تراجم بھی ہے کہما اشقتنا علیہ عرش التحقيق فی کتابنا السنۃ کورد جیسا کہ ہم نے اپنی اس مذکورہ کتاب میں اس مسئلہ کی خوب تحقیق کی ہے۔ ت، اور مترا تراجم احادیث کے مقابل احادیث پر گزرتے جانیں گے ولہذا ہم احمد قسطلانی ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں زیر حدیث عرض علی عمر بن الخطاب وعلیہ قیصین یجترہ قانونا فضا ولت دلت یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) قال الدین (مجموعہ عربی الخطاب) کو پیش کیا گیا اور وہ اپنی قیصین گھسیٹ کر چل رہے ہیں، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آپ نے اس کی کیا تعبیر فرمائی ت، انا ینسب فرماتے ہیں

لن نسلمنا تفضیصہ (ای بالعارضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فقوم معاصرون بالاحادیث الکثیرۃ ابیاضۃ درجۃ التواتر المعنوی والدالۃ علی افضلیۃ الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلافاً فیہا الاحادیث، لن نسلمنا الف وعلی بہین الدلیلین لکن اجماع اہل السنۃ والجماعۃ علی افضلیۃ وہو معنی فلا یعاس فیہ ظنی۔ اگر ہر یہ قیصین ان (یعنی عارضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے ساتھ مان لیں تو یہ ان اکثر احادیث کے متافی جب جو تواتر معنوی کے درجہ پر ہیں اور افضلیتِ صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر دالی ہیں اور احادیث ان کے ساتھ قعارض ممکن ہی نہیں اور اگر ہم ان دونوں دلیلوں کے درمیان مساوات مان لیں لیکن اجماع اہل سنت و جماعہ افضلیتِ صدیق اکبر پر دالی ہے اور وہ قطعی ہے، تو نحن اس کا معارض کیسے جو سکتے ہیں! (ت،

بالجملہ مسئلہ افضلیت ہرگز باب فضائل سے نہیں جس میں مضامین سن سکیں بلکہ مواقف و شرح مواقف میں تو تشریح کی کہ باب عقائد سے ہے اور اس میں احادیث صحاح بھی نامسحوح،

حیث قال لیست ہذہ المسألة یتعلق بہا ان دونوں نے کہا کہ یہ مسئلہ عمل سے متعلق نہیں بلکہ

لے رشاد الساری شرح صحیح بخاری باب تفضیل اہل الایمان فی الاعمال مطبوعہ دارالکتب العربیہ بیروت ۱/۴

عمل فیکو میا بالنظر الدی هو کانت فی
 الاحکام العملیة بل هی مسألة علیة یطلب
 فیها البتین

میں دلیل لکھی کافی ہو جائے جو احکام میں کافی ہوتی ہے
 بلکہ یہ معاملہ تو قاعد میں سے ہے اس کے لیے دلیل
 قطعی کا ہونا ضروری ہے۔ (دست)

قائد ۲: **عمدہ عظیمہ** (مشاجرات صحابہ میں تواریخ و سیر کی خوش حکایتیں قطعاً مردود ہیں، ۱۱۱۰ء ۲۳)
 پر نظر نہ کیجئے وہاں واضح ہو چکا ہے کہ کتبہ سیر میں کیسے کیسے مجروح و مفلوجوں شہید یا مغضوبوں کی روایات بھری
 ہیں وہیں کئی رافضی مکتبہ یا کذب کی نسبت سیرت عیون الاثر کا قول گزارا کہ اُس کی غالب روایات سیرت تواریخ
 میں جنہیں علمائوں سے روایت کر لیتے ہیں وہیں سیرت اہل انبیاء کا ارشاد و ذکر اور سیرت منہج کے سوا
 ہر قسم ضعیف و متیم و بہ سند حکایات کو جمع کرتے ہیں پھر انصافاً یہ بھی انھوں نے سیر کا منصب بتایا جو اس سے
 لائق ہے کہ ہر منہجات تو اصل کسی کام کے نہیں ان میں وہ بھی نہیں ملے سکتے ورنہ بنظر واقع سیر میں بہت اکاذیب
 ابھیل بھرے ہیں کمالی کتب بھر مال و حق مراتب نہ کرنا اگر جنوں نہیں تو بد مذہبی ہے بد مذہبی نہیں تو جنوں ہے یہ
 جن بالائی باتوں کے لیے ہے اُس مد سے تیار نہیں کر سکتے اُس کی روایات نہ ذکر و کسی حقیق و نفاس کے مسئلہ میں
 بھی ملے گی نہیں کہ معاذ اللہ ای وایات و معضلات و بے سرو ما حکایات سے صحابہ کرام حضور سید الانام پر عیون
 و عظیم افضل عقل و العلم پر طعن کیا کرتے ہیں کیستہ بد مذہبی میں دینے ڈالنے کہ اس کا رسکاپ
 نہ کہے گا مگر قرآن و معاذ حق میں اُن کے بدلہ جہنم میں لے جائیں گے فی تفسیر ان جزاات سیر
 تراغات تواریخ و اشالہ سے حضرات عالیہ علیہ السلام و اہل المؤمنین و طہ و زہیر و معاویہ و عمرو بن العاص و
 عفر بن شعبہ و غیر جماعتیت و صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مطابق مردودہ اور ان کے باہمی مشاجرات میں وحش و
 حمل حکایات بیوردہ جن میں اکثر تو سر سے کذب و واقعہ اور بہت الحاقات طعونہ روافضی چمٹ لاسے اور
 ان سے قرآن عظیم و ارشادات مصلحتی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و احادیث اُمت و اساطین قت کا مقابلہ چاہتے ہیں
 بے علم لوگ انھیں سن کر پریشان ہوتے یا فکر جواب میں پڑتے ہیں اُن کا پہلا جواب یہی ہے کہ ایسے مصلحت کسی ادنیٰ
 مسلمان کو کتنے ہی بٹھرانے کے لیے مسکوت نہیں ہو سکتے کہ اُن جو بایں خدا پر ہن جن کے مدائح تفصیل خواہ اجمالی سے
 کلام اللہ و کلام رسول اللہ لال ہیں بل جلا و صل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انام حجۃ الاسلام شہ الانام محمد محمد غزالی
 قدس سرہ اللہ تعالیٰ جبار العلم شریف میں فرماتے ہیں

وایجو سلبہ مسلح الی کبیۃ من غیر تحقیق
 کسی مسلمان کو کسی کبرہ کی طرف بے تحقیق نسبت کرنا حرام

نعم بخود ان یقانی اسی ملجم قتل علیہا خائف
 دلت ثبت متواتر
 ہے۔ ان پر گناہاں نہ کہ کوئی کلمہ شقی خارجی اشقی
 الاخرین نے امیر المومنین کوئی کلمہ نہ وہ کہ شہید کیا
 کہ یہ بتواتر ثابت ہے۔ (د)

حاشیہ نہ اگر مومنین و اشخاص کی ویسے حکایات ادنی قابل التفات ہوں تو اہل بیت و صحابہ درکنار خود
 حضرات عالیہ بخیار و مرسلین و منکر مقرر ہیں صلوات اللہ تعالیٰ وسلاطینہم اجمعین سے بات نہ دھو بیٹھا ہے کہ ان
 معصیات محمدیہ حضرت مسعود ائمان و مرثیہ آدم علی اللہ و اولاد علیہ اللہ و سلیمان نبی اللہ و یوسف رسول اللہ
 سے سیدہ عسینہ کھربیب اللہ علی اللہ تعالیٰ علیہ و علیہ وسلم تک سب کے بارہ میں وہ وہ ناپاک بہرہ حکایات
 مویشہ نقل کی ہیں کہ اگر اپنے ظاہر پر تسلیم کی جائیں تو محاذ اللہ اصل ایمان کو رو بیٹھا ہے ان ہولناک ابا میل کے
 بعض تفصیل میں رد جہل کتاب مستجاب شریف امام قاضی عین فی الدار اس کی شروع وغیرہ سے نہ ہر لاجرم
 اللہ تعالیٰ ہامان غمت نے تصریح فرمادی کہ ان جہل و عدل کے معصیات اور سیر و تاریخ کی حکایات پر بزرگان
 فریاد جیسے شند و شروع شند و مواہب و شرح مواہب و مدارج شیخ کتبی وغیرہ میں بالاتفاق فرمایا جسے میں صرف
 مدارج النہجہ سے نقل کروں کہ عبارت فارسی ترجمہ سے معنی اور کلمات اللہ مدد کریں کا خود ترجمہ ہے فرماتے ہیں
 رحمہ اللہ تعالیٰ!

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعلیم و احترام و حقیقت
 آپ کے صحابہ کا احترام اور ان کے ساتھ نیکی ہے
 ان کی اچھی تعریف اور رعایت کرنی چاہئے اور ان کے لیے
 دعا و طلب مغفرت کرنی چاہیے بالخصوص جس جس کی
 اللہ تعالیٰ نے تعریف فرمائی ہے اور اس سے رضی
 چڑا ہے اس سے وہ اس بات کی مستحق ہیں کہ ان
 کی تعریف کی جائے پس اگر ان پر طعن و سب کر جو
 دلائل قطعیہ کا منکر ہے تو کافر و نہ بدعت و فاسق،
 اسی طرح ان کے درمیان جو اختلافات یا جھگڑے یا
 واقعات ہوئے ہیں ان پر فاسوشی اختیار کرنا ضروری ہے

از جملہ توقیر و برآ غصرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم توقیر
 اصحاب و برایشان است و من شان و رعایت ادب
 پایشان و دعا و استغفار مرایشان را حق است
 مرکے را کہ شاکر وہ حق تعالیٰ بر فے و راضی است
 از وے کہ شاکر کہ وہ شود بر وے و سب و طعن ایشان
 اگر مخالف اول قطعیہ است کہ خود الا بدعت و فتنہ
 و عینیں مساک و کت نفس از ذکر اختلاف و
 منازعات و وقائع کہ میان ایشان شد و گزارشہ
 است و اعراض و اغراب از اخبار مومنین و جملہ
 رد و ضلال شیعو و غلاۃ ایشان و بدعتین کہ ذکر

قراوج و زلات ایشان کنند کہ اکثر آئی کذب و افتر است
و طلب کردن و بکسر نقل کرده شدہ است از ایشان
از مشاجرات و محاربات با حسی تا ویلات و اصوب
خارج و عدم ذکر پیچ کے ایشان بر بدی و عیب بلکہ
ذکر حسنات و فضائل و عبادت صفات ایشان از ہمت
آنکہ محبت ایشان با حضرت سلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
یقین سنت و ماورائے آن ظنی است و کافیت
دریں باب کہ حق تعالیٰ برگزیدہ ایشان را برائے محبت
حبیب خود سلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم طریقہ اہل سنت و جماعت
دریں باب این است در مقام مذکور شدہ اند و تذکر
احد انہم الابحیث و آیات و احادیث کثیر فضائل
صحابہ عموماً و خصوصاً واقع شدہ است دریں باب

اور ان اخبار و واقعات سے اسرا غفلت کیا جائے جو صحابہ
جامل راویوں اور گمراہ و غلو کرنے والے شیعوں سے بیان
کیے ہیں اور بدعت لوگوں کے ان عیوب اور برائیوں سے
جو خود ایجاد کر کے ان کی طرف منسوب کر دئے اور ان
کے ذلک جہان سے کہو کہ وہ کذب بیانی اور افتر است
اور ان کے درمیان جو محاربات و مشاجرات منقول ہیں
ان کی بہتر توجیہ و تاویل کی جائے۔ اور ان میں سے کسی
پر عیب یا برائی کا بعض ذکیر کیا جائے بلکہ ان کے فضائل
کلمات اور عمدہ صفات کا ذکر کیا جائے کہ نہ کہ حضرت علیہ السلام
کے ساتھ ان کی محبت یقینی ہے اور اس کے علاوہ باقی
معاملات ظنی ہیں اور ہمارے لیے یہی کافی ہے کہ اللہ
تعالیٰ نے انہیں اپنے حبیب علیہ السلام کی محبت کیلئے
منسوب فرمایا ہے اہل سنت و جماعت کا صحابہ کے بارے
میں یہی عقیدہ ہے اس لیے عقائد میں تحریرت کہ صحابہ میں سے ہر کسی کا ذکر خیر کے ساتھ کیا گیا جائے اور صحابہ کے فضائل
میں جو آیات و احادیث عموماً یا خصوصاً آرہیں وہ اس سلسلہ میں کافی ہیں احقر تصدیر (ت)

امام محقق سننوسی و علامہ عراقی چمر علامہ زرقانی شرح مواہب میں فرماتے ہیں، ما نقلہ الصدوق و خوب
کلمۃ حیاء و ادب (مورعین کی تخلیق کلمت بنیاد ادب سے ہیں) امام اجل ثقت عارف متفق قد وہ یحییٰ بن سعید
قطان نے کہا اجلۃ الثمنا تبیین سے ہیں حبیب اللہ قراری سے پوچھا کہاں جاتے ہو اکہ وہاب بن جریر کے پاس
سیر نکلتے کر، فرمایا انکلب کذا بشیر (بست سا جھوٹ نکھڑے، ذکرہ فی الہدیان) (اس کا ذکر نیز ان میں

عہ فی ترجمۃ محمد بن اسحاق حیث قال اس کا ذکر محمد بن اسحاق کے ترجمہ میں ہے جس
فہ مدارج النبوة مطبوعہ سکر میں آیات کا لفظ میں ہے (باقی اگلے صفحہ پر)

سہ مدارج النبوة وصل در توقیر حضور و اصحاب علیہ وسلم مطبوعہ مکتبہ نور در حضور سکر ۳۱۳/۱
سہ شرح الزرقانی علی المواہب لاندہ بابہ وفات امیر سلی اللہ علیہ وسلم مطبوعہ مطبعہ عامہ مصر ۲۰۴/۱
سہ میزان الاعتدال ترجمہ نمبر ۷۹ محمد بن اسحاق مطبوعہ دار المعرفہ بیروت ۴۶۹/۳

جے تہ تفصیل اس پر موش کی اسی رسائل فقیر سے لی جائے کہ مسئلہ حضرت امیر مکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں تصنیف کیا
یہاں شاہ عبدالعزیز صاحب کی ایک عبارت تھمہ اثنا عشریہ سے یاد رکھنے کی ہے مطاعن افضل الصدیقین رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے طعن سوم مختلف معیش اس امر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رد میں فرماتے ہیں،

جملہ عن تہ من تخلف عنہا ہرگز در کتب اہل سنت
موجود نیست قال التہرستانی فی الملل والنحل
انہذہ الجملۃ موضوعۃ ومفتواۃ و یلغی
فارسی نویسی کہ خود را محدثین اہل سنت شمر دہ اند و
در سر خود این جملہ را در ردہ برائے لازم اہل سنت
کفایت نمی کند زیرا کہ اعتبار حدیث نزد اہل سنت
بیاقت حدیث در کتب مسندہ محدثین است مع لکم
بالعقود حدیث ہے سند زیاد ایشان شتر ہے ہمار
است کہ اشعار گوش ہاں فی تہذیب
جملہ عن تہ من تخلف عنہا ہرگز در کتب اہل سنت
موجود نیست قال التہرستانی فی الملل والنحل
انہذہ الجملۃ موضوعۃ ومفتواۃ و یلغی
فارسی نویسی کہ خود را محدثین اہل سنت شمر دہ اند و
در سر خود این جملہ را در ردہ برائے لازم اہل سنت
کفایت نمی کند زیرا کہ اعتبار حدیث نزد اہل سنت
بیاقت حدیث در کتب مسندہ محدثین است مع لکم
بالعقود حدیث ہے سند زیاد ایشان شتر ہے ہمار
است کہ اشعار گوش ہاں فی تہذیب
جملہ عن تہ من تخلف عنہا ہرگز در کتب اہل سنت
موجود نیست قال التہرستانی فی الملل والنحل
انہذہ الجملۃ موضوعۃ ومفتواۃ و یلغی
فارسی نویسی کہ خود را محدثین اہل سنت شمر دہ اند و
در سر خود این جملہ را در ردہ برائے لازم اہل سنت
کفایت نمی کند زیرا کہ اعتبار حدیث نزد اہل سنت
بیاقت حدیث در کتب مسندہ محدثین است مع لکم
بالعقود حدیث ہے سند زیاد ایشان شتر ہے ہمار
است کہ اشعار گوش ہاں فی تہذیب

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

حالہ عندی ذنب الاما قطعنا فی السیرۃ من
الاشیاء المسکونۃ المقطعۃ والاشعار الکذوبۃ
قد انصاح سمعت یحیی العفکان یقول لعبد اللہ
الغوایری فی این تہذیب، قال فی وہب بن
جعفر کتب السیرۃ قال تکتب کذب کثیرا ۲۰ مزہم
بحر جر برکی طرف سیرت لکھے کے لیے، اس نے کہا تو وہاں بہت زیادہ جھوٹ لکھے ۲۱ منہ (ت)
عسہ اقول یعنی در امثال باب تا باب احکام طام
دون او کہ باب تسابل سست نقل معتمدی بسند است
انہوں نے کہا میرے نزدیک اس کا کوئی گناہ نہیں باسرا
اس کے کہ انہوں نے سیرت میں منکر و منقطع روایات
اور جھوٹے اشعار شامل کر دیے ہیں۔ فناکس نے
کہا میں نے تجھے تھانی تھانی کو جلیلہ قراری سے پرکتے
نہوئے منا کہ کہاں جا رہے ہو، انہوں نے کہا وہب
اقول یعنی یہ مثالی مقام کتابا میں ہے اس کے
ملا وہ باب تسابل ہے کوئی ایک معتمد نقل سند کے ساتھ ہو
(باقی بر صفحہ آئندہ)

مٹ تھمہ اثنا عشریہ باب دوم طعن سوم از مطاعن ابی بکر مطبعہ حیدر علیہ لائبر ۲۶۵ ص
تھ میرزا الاعمال نزہۃ غیر ۱۹۷ محمد بن اسماعیل دارالعرفۃ بیروت ۲۶۹/۱۳

فائدہ ۳ : (انگریزی ہے کہ تفرکذ اب بھی مستلزم موضوعیت نہیں) ، افادہ دہم دیکھیے جو حدیث میں
پندرہ قرآن دفع سے مندرجہ ہوا ہے اس کے بارے میں کلمات مل تین طرز پر نقل کئے اصلاً موضوع نہ کیوں گئے تفرکذ اب
ہو تو موضوع تفرکذ متسم ہو تو موضوع اور افادہ ۲۳ میں اشارہ کیا کہ چار سے زیادہ ایک مسلک اول قوی و اقرب بصواب
ہے افادہ ۱۰ میں امام سنی وی سے اس کی تصریح اور کلام علی قاری سے نیز صریح ذکر کی دوسری نظر صاف و
سفید حدیث مرثیہ سید کہ کلام علامہ سنی وی سے افادہ ۲۳ میں گزری وہیں دلیل ثانی میں ایشیاء و حدیث
علم عقل اس کی تقویت کا بیان کیا۔

والا ان اقول یہی مدبب فقیر نے کلام امیر المؤمنین فی الحدیث شہرہ بنی کھاج سے استنباط کیا ،
فائدہ تا سر میں آتا ہے کہ انہوں نے قلم کھا کر کہ ابان بن ابی جاس حدیث میں جوٹ ہوتا ہے پھر خود ابان
سے حدیث سنی ، اس پر پوچھا گیا ، فرمایا اس حدیث سے کون صبر کرتا ہے ، معلوم ہوا کہ ملعون ، کذاب کی
ہر حدیث موضوع نہیں ور اس کی طرف ایسی رغبت اور وہ بھی ایسے امام اجل سے چر معنی

تھ اقول اور فی الواقع یہی انگریز ہے کہ آخر انکذوب قد یدھق (جھوٹ بر لنے والا بھی کبھی
سچ کہتا ہے) ، میں کلا نہیں دیر بھی تم کو ایک شخص و مدکا دیت حدیث سے تفرکذ بھی یہاں تک کہ
غریب فرد میں یحییٰ حسن ضعیف بضعت قریب و ضعت شدید سب قسم کی حدیث مانی باقی میں تو یہ کیوں نہیں کہیں
کہ کبھی موسوم بخاندیج بھی تفرکذ کرے اور اس حدیث خاص میں سچا جو اس کے بطلان پر کیا دلیل قائم ، لا جرم
یہی مذہب مذہب متفقہ ہے ارشادات امام ابن الصلاح و امام نووی و امام سراجی و امام قسطلانی وغیرہم اکابر
سب ان سب انہوں نے موضوع کی یہی تعریف فرمائی کہ وہ حدیث کہ جو تری محض اور افتراء اور نبی صلی اللہ تعالیٰ

(بقیہ حاشیہ مرقشہ ، اگر چند جے سند است چنانکہ اور
افادہ بست و مفتتح تحقیق نویدم خود شاد صاحب ذہن
مقام بہ بسیار سے از روایات بے سند استناد کردہ است
کہ اکثری علی علیہ کتبہ و سرانجام است کہ کمال تحقیق
این معنی در فائدہ اخیر کریم ۱۲ منہ ۴)

دوسری چاہے جے سند ہوں ، چنانچہ ستائشوں افادہ
میں ہم نے تحقیق کی ہے کہ خود شاد صاحب کے اس جیسے
مقام میں بہت روایات بے سند ذکر کی ہیں جیسا کہ اس
پر غنی نہیں جس نے ان کی کتب کا مطالعہ کیا ہے ، حوالہ
اس معنی کی مکمل تحقیق میں نے آخری فائدہ میں کر دی ہے

(۱۲ منہ ۳)

اس بنا پر کہ اگر اس نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
(باقی اگلے صفحہ پر)

عفی بنا علی ان ما وضع علی غیرہ صلی اللہ

عید و سلم پر جھوٹ بنائی گئی ہو۔ علوم الحدیث امام ابو نعیم و تقریب میں ہے، الموضوع هو المختلف المصنوع
(موضوع وہ حدیث ہے جس میں گھڑت اور بناوٹی ہو۔ تہ)

الغیر میں ہے : ۵۵

شرح الضعیف الخیر الموضوع

الکذب المختلف المصنوع

(ضعیف کی بدترین قسم خبر موضوع ہے، جو جھوٹ ہو گھڑی گئی ہو اور بناوٹی ہو۔ تہ)

ارشاد الساری میں ہے :

الموضوع هو الكذب على رسول الله صلى الله تعالى
عليه وسلم وليس المختلف

ہاں اس میں کلام نہیں کہ حکم میں کبھی قطعی ہو تا ہے کبھی ظنی، جیسا کہ ہم نے شمار قرآن میں تبدیل سلوب عبارت سے اُس کی طرف اشارہ کیا اور حدیث مطعون یا کذب کو موضوع کہنے والے بھی اس کی موضوعیت بالیقین کا دعویٰ نہیں فرماتے بلکہ وضع ظنی میں رکھتے ہیں کما حدیثہ فی الذلۃ (جیسا کہ شیخ الاسلام نے نزہۃ المطر میں اس کی تفریق کی ہے۔ تہ) صحیح متفقہ و جوی حدیثی سرور القوی مقدمہ طحاہ التتبع میں فرماتے ہیں، حدیث المطعون یا کذب یسمی موضوعاً و ایسے راوی کی حدیث جس پر کذب کا طعن ہو موضوع کہلاتی

الغیر ما شیعہ صفحہ گزشتہ، تعالیٰ علیہم و سلم
فیقال له الموضوع على خلاف و مطلقه لا یسراد
به الا الكذب على رسول الله صلى الله تعالى
عليه وسلم و علیہ یستق ما فی الارشاد و انت
طلعت فانت فی صفته صد کہما ہو ظنا ہر کلام
آخر ص ۱۳ مر (د)

کے علاوہ کسی دوسرے پر جھوٹ گھڑا ہوا کہ موضوع
علی خلاف کہنا جاتا ہے اور جب مطلقاً ذکر ہو تو اس وقت
تصور رہی کہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ہی جھوٹ مارا ہو گا جو
ارشاد میں ہے اس کی بنا اس پر ہے اگر آپ اس
کو مطلق ذکر کریں تو آپ کو اس میں گنہگار ہے جیسا کہ
دوسروں کے کلام سے ظاہر ہے ۱۲ منہ (تہ)

لہ تقریب التواوی مع شرح تدریب الراوی النوع الحادی والعشرون مطبوعہ دار نشر مکتبہ الاسلامیہ ۲۷۴
مکتبہ الفیہ الحدیث مع فتح المکیث بحث الموضوع دارالامام مطبوعہ بیروت ۲۹۳
تہ ارشاد الساری شرح البحاری الفصل اثنا عشر فی نذرة لطیفہ دارالکتاب المطبوعہ ۱۳/۱

من ثبت عنه تعمد الكذب في الحديث و
 وان كان وقوعه مرة لم يقبل حديثه ابداً،
 قاله راد بالمصوب في اصطلاح المحدثين
 هذا الا انه ثبت كذباً و علم ذلك في هذا
 الحديث بخصوصه ، و المسألة طنية و الحكم
 بانضمامه و الا اعتباراً بحكمه لظن الغلب انه مخلصها
 اقول عكر عملی تاہل ہی ہے کہ مجرد کذب فی بعض الاما میں سے کہ معاذ اللہ کسی طبع دنیا یا تائید نہ سبب
 فاسد یا مضبوط و غیر ا کے باعث ہوئی غالب ہو جائے گا کہ اب جتنی حدیثوں میں یہ متفقہ ہو سبب میں وضع و افرا
 ہی کرے گا اگرچہ وہاں کوئی طبع وغیرہ غرض فاسد شاید نہ ہو اگر کسی طبع یا عادت سے ایک جگہ غلطی ہی دی تو
 اس کی سبب گواہیاں مرد و نمود ہوں گی کہ فاسق ہے مگر یہ لاکھ جگہ میں غویٰ خواہی یہ نیک غالب نہ ہو گا کہ یہاں
 بھی جھوٹ ہی کہہ رہا ہے وہاں بھی اس پر شہادت کو پس ہے اور اگر سند ہی جائے تو امام احمد الشان محمد بن اسماعیل
 بخاری علیہ رحمۃ الہیاری کا ارشاد شیخ محمد بن اسماعیل صاحب سیرت و تفسیر کی کتاب میں مروی ہے امام مالک پھر وہب
 پھر یحییٰ بن قحطان نے کتاب کہا،
 أخرجه بن سعدی عن ابی بشر الدولابی و
 ابن عدی نے ابوشیخہ دولابی سے اور

عن حال القصص عن هذا في المعبران نقول
 كنت و ما يدري هشام بن عروة فخلعه سمع
 منها في المسجد و سمع منها و هو سمع و دخل
 عليها فحدثته من وراء حجاب فغاف شغف
 في هذا و قد كانت امرأة
 قد كبرت و استأثرت
 اس سے خلاصی میزان میں ان کے اس قول سے
 ہر جاتی ہے میں کہتے ہیں بشام بن عروہ کیا ہائے شاید
 انہوں نے اس سے مسجد میں سنا یا اس وقت اس سے
 سنا جب وہ بچے تھے یا وہ اس کے پاس گئے ہوں تو
 اس خاتون نے پردے کے پیچھے سے بیان کیا ہو کیا
 معلوم کہ ان میں سے کون کی صورت ہے حالانکہ وہ خاتون
 یورحمی اور بن والی ہو چکی تھی (صاحب فتاویٰ زکریا) اور
 (باقی صفحہ پر)

محمد بن جعفر بن زید عن ابی قلابہ الرقی شفی

محمد بن جعفر بن زید نے ابو قلابہ رقاشی سے ،

(بقیہ ماضیہ صفحہ گزشتہ)

ثم قال انتم مثل هذا يستعملون تكذيب
رجل من اهل العلم هذا امر جرم قد روى
عنه محمد بن سفيان

اقول لقائل ان يقول انت الحفاظ
ان قد يتسرب اليها بصر فونت كذب الرجل
بقهر بن تلوم لهم ولقد نرى قوما من الانبياء
يكذبون مريدا ولا يذكرون من السبب
الاما هو قاصر عن ان يعلم حليا بالقول
فتبدلنا احتكاك شئ فعل الامم كذا احس
ان كذا وهي جميعا مستندة عندهم على
ذلك الامام النووي في مواضع من

شرح صحيح مسلم فقال هنا قاصدة
تتبعه علي ثم نحيل عليها فيما بعد ان شئ الله
تعالى وهي ان هذان رحمة الله تعالى قال
ابن ابی شامة (هو بن زياد الاحوي، يعني بابا
ضعفه من قبل هذا الحديث كان يقول
حدثني يحيى بن محمد ثم ادق بعد ان
سمعه من محمد وهذا القدر وحده
لا يقتضي ضعفا لانه ليس قيس
تصريح بكذب لاحتالي انه سمعه من محمد

پھر کہا کیا اس طرح کی صورت میں اہل علم شخص کو
جھوٹا قرار دینا درست ہے یہ مردود ہے (درست
نہیں) پھر اس سے محمد بن سواف نے بھی روایت کی ہے
اقول (میں کہتا ہوں) قائل کے لیے یہ کہنا جائز
ہے کہ حفاظ کا قید بعض اوقات کسی آدمی کا جھوٹ
قرائن کی وجہ سے جھٹکتے ہوئے ہیں اور ہم انہ کی ایک
ایسی جماعت کا علم رکھتے ہیں جس نے کسی شخص کو جھوٹا
کہا مگر سب ذکر کیا مگر وہ ہے جو ہمارے نزدیک جھوٹا ہے کہ
ان قرائن کو نہیں جانتے، تو ہمارے متسد احتمالات ہی ہر
ہوں گے شاید یہ سب یا سب اور وہ تمام ان کے ہاں
دفع ہوں، اس پر امام نووی نے اپنی تفسیر صحیح مسلم
میں کئی جگہ تصریح کی ہے اور کہا کہ ہاں ایک قاصد ہے
جس پر ہم تنبیہ کرتے ہیں اگر انہ تعدلے نے چاہا اس
پر اللہ دیں گے اور وہ یہ ہے کہ حفاظ رحمہ اللہ تعالیٰ
نے بیان کیا کہ ہشام (ابن زیاد الاحوی) مبتلا ہوئے
یعنی اس حدیث کی وجہ سے ان کو لوگوں نے ضعیف کہا
جس کے متعلق وہ کہتے تھے مجھے کبھی نے محمد سے بیان کیا
پھر حموی کیا کہ اس نے محمد سے روایت سنی ہے اور
صرف یہ چیز ضعف کا تقاضا نہیں کرتی کیونکہ اس میں
کذب صراحت نہیں ہے ممکن ہے اس نے محمد سے سنا ہو
باقی اگلے صفحہ پر)

وہ کہتے ہیں مجھے ابوہریرہ سے سنا ہے کہ وہ اپنے بیان کی کئی کئی اقسام

تھی ابوہریرہ سے سنا ہے کہ وہ اپنے بیان کی کئی کئی اقسام

(بشرحہ ص ۱۰۰)

پھر بخبر کیا ہو پھر بشام نے کئی سے حدیث بیان کی ہو
پھر کئی کو کچھ سے سنا یا آیا تو دونوں نے محمد کے
حوالے سے روایت بیان کی ہو۔ لیکن سنن کا ہرین
اور اس کے راویوں کے ذہنی اصول پس نے واول پر یہ
قرآن آشکار ہوئے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے
محمد سے نہیں سنا، جب ان کے ہاں اس پر دلائل ظاہری قائم
ہو گئے تو اب انہوں نے یہ قصہ دیا کہ بشام نے محمد
سے نہیں سنا، اور اس کے بعد معمر بن اُمّ کے قول میں
اسی طرح سے کثرت کے ساتھ جرح کا ذکر آئے گا اسی
سبب میں وہی بات کہی جائے گی جو ہم نے یہاں کہی ہے
وَسَلَّى عَلَيْهِ

اور اس کے بعد کہا کہ اس کلام کا معنی یہ ہے کہ
حسن بن حماد نے جھوٹ بولتے ہوئے اس حدیث کو
محکم از کئی از علی روایت کیا حالانکہ وہ حسن بصری سے
ان کے قول سے مروی ہے اور ہم پہلے بیان کر چکے
ہیں کہ اس کی مثل شبہ اگرچہ اس میں یہ احتمال ہے کہ
وہ اس سے اور علی سے ہو، لیکن اس فن کے محقق و
قرآن سے نبیوں کے جھوٹ سے آگاہ ہو جاتے ہیں اور
اس کے وہ ایسے دلائل قطعیہ سے بیان دیتے ہیں جن کو
(باقی اگلے صفحہ پر)

ثم نسبه فحدث عن يحيى بن
ثم ذكر مسامحة من محمد فرواه عنه
ولكن انهم اهل هذا اقرائت واصور
اقتضت صد العلماء بهذا الفن الحذاف
فيه المبرر من اهل العارفين بدق نق
احوال وواته انه لم يسمعه من محمد فحكموا
بذلك لما قاموا من لائل الظاهر عنهم بذلك
وسياق هذه الاشياء كثيرة من اقوال الائمة في الجرح
بنحو هذا وكما يقال فيها ما قلناه والله تعالى اعلم

وقال بعد ذلك معنى هذا الكلام ان
الحسن بن حماد كذب فروي عنه
الحديث عن الحكم بن يحيى عن علي وانه هو
عن الحسن البصري من قوله وقد قد من اس
مثل هذا وان كان يستعمل كونه جاء عن
الحسن وعن علي لكن الخطاط يصر فون كذب
الكاذوبين بقرائت وقد يصر فون ذلك
بدلائل قطعية يصر فها اهل هذا
الفن فقولهم مقبول في كل هذا
من اهل فن كذا يصر فها اهل هذا

اشہد ان محمد بن اسحق کذاب ، قلت
وما یدریک قال قال فی وہیب قلت فوہیب
وما یدریک قال قال فی مالک بن انس قلت
لمالک وما یدریک قال قال فی ہشام بن عروہ
قلت لہشام بن عروہ وما یدریک قال حدث
عن امیراتی فاطمة بنت المنذر وا دخلت
حی وحی بنت قیسہ دما مر اہا رجل حق لقیق
انہ قد فی۔

نے ساین کیا کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ محمد بن اسحق
کذاب ہے ، میں نے عرض کیا تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا ؟
کہا مجھے وہیب نے بتایا میں نے وہیب سے پوچھا کہ
آپ کو کیسے معلوم ہے ، انہوں نے کہا مجھے مالک بن انس
نے بتایا تھا ، تو میں نے مالک سے پوچھا آپ کو کیسے علم ہے ؟
انہوں نے کہا مجھے ہشام بن عروہ نے بتایا تھا میں نے
ہشام بن عروہ سے کہا کہ آپ کو اس بات کا کیسے علم ہے ؟
انہوں نے کہا اس نے میری اہلیہ فاطمہ بنت المنذر سے
حدیث بیان کی ہے اور ان کی شادی میرے ساتھ نو سال کی عمر میں ہوئی اور اس نے کسی آدمی کو نہیں دیکھا یہاں تک
کہ اس کا وصال ہو گیا ۔ (۱۰۷)

(نقیہ مائشیہ صفحہ ۱۰۷)

اما قولك ان هذا يعتمد على اقوال
فترأى طولا الانمة المجدة الا ما هم يشهدون
جزا فاعلم ان دون ثبت ثم هذا انما ذكرناه
ليعرف ان الذي هو كيف يحتال للذب عن
قدري امر وقد طهر واذا وقع بسفي اشعرى
او دلى لله صوفى ما لا يبق ولا یدر كما بينه
تلميذه الامام تاج الدين السبكي رحمه الله
تعالى في الطبقات والافانراجع عند علماء
ايضا هو توثيق است اسحق كما سنذكره
ان شاء الله تعالى والله تعالى
اعلم ۱۰۷ مر (۴)

بآية اقول ان هذا يعتمد على اقوال
عليكم انظر الى اس بات کا اقترا ہے کہ وہ انما زہ سے
کاہریتے ہیں تحقیق نہیں کرتے یہ تمام اس لیے ہم نے
ذکر کیا ہے تاکہ یہ واضح ہو جائے کہ وہ بھی نہ کسی حد
قدری سے کہہ سکیں ، جس کا معاطہ واضح تھا اور
جس وقت یہ معاطہ کسی سنی اشعری یا کسی شیعہ صوفی کو
کیا ہو تو وہ نہ چھوڑے نہ باقی رہنے دے جیسے کہ ان کے
شاگرد امام تاج الدین السبکی رحمہ اللہ نے طبعات
میں اس کو بیان کیا ہے ورنہ ہمارے ہاں بھی راجح
یہی ہے کہ ابن اسحق نے میں جیسا کہ فقیر نے ہم اسے بیان
کریں گے ۔ (۱۰۸)

امام بخاری جز الفرائد خلف الامام میں توثیق ابن اسحاق ثابت فرماتے کو اس سے جواب دیتے ہیں،

مرآیت علی بن عبد اللہ یحتج بہ بعدیث ابن اسحاق
وقال علی بن ابن عیینہ ما رایت احدا یشہد محمد
بن اسحاق (الی ان قال) ولو صح عن مالک
میں نے علی بن عبد اللہ کو حدیث ابن اسحاق سے متذلل
کہتے ہوئے پایا ہے اور علی ابن عیینہ کے حوالے سے
بیان کرتے ہیں کہ میں نے کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھا جو

علیہ نقلہ نہ یصح فی تصویب الراۃ قبل کتاب
لخدی ۱۲ (م)

علیہ ہمارے علمائے کرام قدس سرار ہم کے نزدیک بھی راجح محمد بن اسحاق کی توثیق ہی ہے محقق علی الہدای
قرع میں زیر مسئلہ تصبیح الخلیل المغرب فرماتے ہیں،

توثیق ابن اسحاق هو الحق الا ملج و ما نقل
عن کلام ابن مالک فیہ لا یتثبت ولو صح لو یقبل
اهل العلم کیف وقد قال شعبۃ فیہ هو
اصو الخ صنف فی الحدیث ورواہ
عبد مثل الثوری وابن ادریس و
حماد بن زید و یزید بن زبیر و
ابن حلیہ و عبد الوارث و ابن ابی اسحاق
و احتملہ احمد و ابن سعید و عامر
اهل حدیث عن علی بن ابراہیم و قد اطلعت
البحرۃ فی توثیقہ فی کتاب القسراء
خلف الامام ملہ و ذکرہ ابن حبان
فی الثقات و ان ما سکر جمع من الصحاح
فی ابن اسحاق و اصطلاح معہ و بعث الیہ
ہدیۃ ذکر ما اوردہ (م)

ابن اسحاق کی توثیق بھی واضح اور حق ہے اور امام مالک
کا ان کے بارے میں قول منقول ہے وہ ثابت
نہیں، اگر وہ ثابت بھی ہو تب بھی اہل علم کے ہاں
قول قول میں، کیا کیونکہ بحال ان کے شعبہ نے ان
کے بارے میں امیر المؤمنین فی الحدیث کہا اور ان
ثوری، ابن ادریس، حماد بن زید، یزید بن زبیر،
ابن علیہ، عبد الوارث اور ابن مبارک جیسے محدثین
نے روایت کی ہے اور احمد ابن سعید اور اگر محمد بن
درجم (اللہ تعالیٰ) نے ان کے بارے میں عدم توثیق
کا، احتمال غیر یقینی طور پر بیان کیا۔ امام بخاری نے
اپنی کتاب الفرائد خلف الامام میں ان کی توثیق کے
بارے میں طویل گفتگو کی ہے۔ ابن حبان نے
ثقات میں ان کا ذکر کیا اور یہ کہ امام مالک نے ابن اسحاق
کے بارے میں اپنے قول سے رجوع کر لیا، ان کے
ساتھ متفق ہو گئے اور ان کے پاس بدیہ ارسال کیا جس کا
انہوں نے تذکرہ کیا ہے ۱۲ منہ (ت)

تساو له عن ابن اسحاق فلو ربما تكلم الا فسان
 فیری صاحبہ بشی واحد ولا یتهمه فی
 لامور حکنہ
 محمد بن اسحق پر اہتمام کرتا ہوں (آگے چل کر کہا) اور اگر
 امام مالک سے ابن اسحاق کے بارے میں جو کچھ منقول
 ہے وہ صحیح ہو تو اکثر ہوتا رہتا ہے کہ ایک آدمی دوسرے
 پر کسی ایک بات میں طعن کرنا ہے اور ماقی تمام امور میں اس پر شک نہیں لگاتا (۱) (د)۔
 دیکھو صاف تصریح ہے کہ ایک ملکہ کاذب پانے سے بڑے شتم سمجھنا لازم نہیں، لاجرم امام ابن عریق تخریج تفسیر
 میں فرماتے ہیں،

قال المرکش فی نکتہ علی ابن الصلاح میں
 قول موضوع و قول لا یصح یوں یکساں
 الاول اثبات الکذب والاختلاق والث فی انجاء
 عن عدم الثبوت ولا یلزم منه اثبات العدم
 وهذا ایضاً فی کل حدیث قال فیہ ابن العسوی
 لا یصح ونحوہ قلت ہذا کان نکتۃ تعبیرہ بلفظ
 حیث عویبہ انہ لعلیہ فی الحدیث
 قرینۃ تدل علی انہ موضوع، عایۃ الاصرانہ
 احتمل عدم انیکون موضوعاً لانه من طریق
 متروک او کذب وھذا انما یتم حصد تفرد
 لکذب ابواصتھم علی ان انھا قد اجبت حصر
 حصن ھذا فی النحیۃ باسم المتروک و لیس
 یظہر فی مسلك الموضوع -
 اور صرف کذاب یا تہمت سے مروی ہو، علاوہ ازیں ماحظ ابن حجر نے بکثرت الفکر میں اسے متروک کا نام دیا ہے موضوع
 کی لڑائی میں اس کو شامل نہیں کیا۔ (د)۔
 دیکھئے تفرق کذاب کو صرف احتمال وضع کا مورث بنایا اور ابن الجوزی نے مضمومات میں جہاں موضوع کہتے

لے نصب الرأۃ لاحادیث البدیۃ آخر کتاب الوصایا مطبوعہ المکتبۃ الاسلامیہ صاحبہ الامام ربیع بن شیبہ ۱۴۱۶ھ
 ملکہ تخریج الشریعۃ لابن عریق کتاب تخریجہ فصل ثانی دار المکتبۃ العلمیۃ بیروت ۲۰/۱

ہیں و خبرہ کی طرف عدول کیا اس کا یہی نکتہ ظہر آیا کہ جو بے تفرقہ کذاب یا مستہم احتمال وضع تھا اگر غلبہ ظن بہرہ کلمہ ادا میں سے کیا جائے تھا کہ اگر صحیح موصوع وغیرہ تمام احکام میں غلبہ ظن کافی اور بدلہ مشیر حجت شرعی ہے۔

اقول والاشارۃ فی قولہ خصہ هذا
امانتہم اذی الاقرب وهو المتهم فهو الذی
خصہ الخافض باسم المتروک اما ما انفرد
به تکذاب فهو عین الموصوع عنده فانما
مصره بما فيه الطعن بکذب الراوی فلیتنبه
هذه المسئلة ما ظهری والحمد لله الواحد
الصلی۔

اقول زرکشی کے الفاظ "خصہ هذا" میں
اشارہ اقرب کی طرف مبنی مستم کی طرف ہے تو یہ وہی ہے
جس کے لئے حافظ ابن حجر نے متروک کا نام خاص
کیا ہے لیکن جس روایت میں کذاب متفرد ہو وہ
حافظ کے نزدیک بھی عین موصوع ہے کیونکہ موصوع
تو موصوع کی تعریف یہ ہے کہ جس میں کذاب راوی کا
طعن ہو، اس پر توجہ کرو یہ وہ امور تھے جو میر نے
ظاہر کیا اور تمام حداثہ کے لیے جو واحد و بلند ہے (ت)

فقیر نے اپنی بعض تحریرات میں اس مسئلہ پر قدرے کلام کر کے لکھا تھا،
ہذا ما یظهر لنا والحاصل محصل فیما قبل
لعل الله یحدث بعد ذلك امرا۔
یہ وہ ہے جو ہم پر ظاہر ہوا اور یہ مقام مقام خود فکر
سہرہ برائی نور کو سہ، شاید اللہ تعالیٰ اس کے
بعد کوئی دوسرا امر ظاہر فرمادے۔ (ت)

الحمد لله اب جو وہ کثیر اسے تاکہ وہ تائید حاصل ہو اکلام امام سخاوی کی قطع یہ کلام عنہ صرف قاری و ملاحظہ منادی ہیں اس
کے لفظ صریح کلام امام بل شبیر بن الحجاج سے استنباط صحیح تو نیست امام ابن الصلاح و امام نووی و امام عراقی و
امام قسطلانی کا قطع سے بھی حدیث سے تائید دلیل عقل سے تشبیہ کلام امام بخاری و علامہ ابن حرق سے تائید
الحمد لله مسرود ہوا فقد حقق من جانی واحداث امرا (تمام نویسی ظاہر ہوا؛ طائفاً کے لیے ہیں پس
اس سے میری امید پوری کی اور نئی راہ پیدا فرمائی۔ (ت)

تنبیہ (تنبیہ متعلق اف ۲۵۵) کہ کتاب موصوعات میں ذکر حدیث مولف کے نزدیک یہ مستلزم موصوعات
نہیں، اس عبارت تنزیہ الشریعہ سے ایک اور نفیس فائدہ حاصل ہوا کہ کتب موصوعات قسم اول میں بھی لفظ
مکرم پر لیا گیا ہے، اگر صرف موصوع یا باطل کہ وہ تو مولف کے نزدیک وضع ثابت ہوگا اور اگر لایع و خبرہ ہنگے الفاظ کا
طرف عدول کیا تو آخر یہ عدول یہ بخیر سے نیست ظاہر خود مولف کو اس پر مکرم و متی کی جرأت نہ ہوتی صرف احتمال مرجع
کتاب کیا جادہم فلعلہ حسن وجیہ ولہ امر لظہرہ فلیحفظ (اسے اچھی طرح سمجھ لیجئے شاید یہ بہتر توجیہ ہو
اور میں نے اسے کسی غیر سے نہیں پڑھا پس اسے محفوظ کر لیجئے۔ (ت)

قائدہ ۴ : (مجمول العین کا قبول ہی مدسبب تحقیق ہے) : افادہ دوم میں گزرا کہ امام نووی نے مجمول العین کا قبول بہت تحقیق کی طرف نسبت کیا اور امام اہل ابو طالب بھی نے اسی کو مدسبب فقہائے کرام و ادیانے نظام قرار دیا اور یہی مذہب چارے اکثر اعلام کا ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ مسلم الشیوخ و فوائج الرکوت میں ہے :
 (لا) حرج (پہاں نہ) راویا (واحد) (فقط) دون
 غیرہ (وہو) مجمول العین یا اصطلاح (کھینچا)
 یس لہ راوی غیر الشیخی فان المساط العداۃ و
 الحفظ لا تعد الرواۃ و تفسیر لا یقبل عند
 المحدثین و ہوت حکماء مختصرا۔
 اس میں حرج نہیں کہ اس کا راوی (فقط) ایک
 ہے (اور وہ اصطلاح میں مجمول العین ہے)۔ شد
 تمحان میں سے راوی شیخی کے علاوہ کوئی نہیں کہ نہ
 بارعد الشیخی و منطبقہ راویوں کا مستند ہونا نہیں
 بعض نے کہا کہ محدثین کے نزدیک یہ مقبول نہیں یہ
 زیادتی ہے اور مختصراً۔ دت۔

پس دوبارہ مجمول قول مقبول یہ ہے کہ مستور و مجمول العین دونوں محبت، ہاں مجمول الحال جس کی عداوت
 ہی ہری بھی معلوم نہ ہو احکام میں محبت نہیں فصائل میں بالاطفاق و دیکھی مقبول۔
 تشبیہ (غائباً مطلق) مجمول سے مراد مجمول العین ہوتا ہے، مجمول جب مطلق بولا ہوتا ہے تو کلام مجتہدین
 میں غائباً اُس سے مراد مجمول العین ہے۔ ہم کہہ سکتے ہیں "تسمیہ میں آتا ہے"
 حجابۃ العین و ہو غالب اصطلاح اہل حدیث
 افشای فی ہذا الاطلاق
 محدثین جب مطلقاً مجمول کا لفظ بولیں تو اکثر طور پر اس
 سے مراد مجمول العین ہوتا ہے۔ دت۔

قائدہ ۵ : (قائدہ ۵ مستعمل افادہ ۲۱ کہ قبول ضعیف کے لیے درود صحیح کی حاجت نہیں، ہم نے افادہ ۲۱
 میں روشنی دیوں سے ثابت کیا کہ راویوں الاحکام میں ضعیف محقق و رد صحیح نہیں اور دلیل ثابت میں اس کے و نس
 لغار کے پتے دے سب سے اہل و اعظم یہ کہ اکابر ائمہ کرام اعظم محدثین اعلام مثل امام بن حنابلہ و امام بن شہین
 و ابو جبر طیب بغدادی و امام سیل و امام محمد بن طبری و علامہ ناصر الدین ابن المنیر و علامہ ابن سید الناس و
 حافظ ابن عساکر و قاضی الخفاف و علامہ زرکانی و میریم نے حدیث ایفاء البیضاء میں کہ راوی ضعیف زیادہ فضائل

عنه فی الباب الاول تحت حدیث الاول ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

سنہ فوائج الرکوت شرح مسلم الشیوخ بذیل المستفی مسند مجمول الحال المطبوعہ فحشوات الشریف رحمہ اللہ ۱۴۹
 سنہ شفاہر انتقام فی زیارۃ خیر الانام الحدیث الاول مطبوعہ نور رضویہ فیصل آباد ص ۹

ایسا معمول و مقبول مانا کہ اسے احادیث صحاح سے کہ بظاہر مخالف نہیں مگر غریب نظر آکر ان کا نسخہ جانا تو خود اس باب میں حدیث صحیح کی حاجت و درکار اُس کے مقابل کی صحاح اُس سے ضعیف و غریب تر تھیں جو اسباب لہذہ میں ہے :

امام سیوطی نے سبیل المجاہد میں فرمایا کہ ترمذی حدیث کا ایک جماعت اس طرف مائل ہے کہ ترمذی نے حضور علیہ السلام کے والدین کریمین کو زندہ فرمایا اور وہ آپ کی ذات اقدس کس پر ایمان لائے، یہ قول انہوں نے ایک ایسی حدیث کی بنا پر کیا ہے جو ضعیف ہے ضعیف نہیں، وہ ائمہ میں مثلاً خلیب بغدادی، ابن مبارک، ابن شاپن، سبیل، عجب طبری، علامہ ناصر الدین بن مزیر اور ابن سید الناس۔ اسے بعض اہل علم سے نقل کیا اور اسی پر صلاح الصفدی اور علاء الدین ناصر نے ہیں اور ان ائمہ نے اس مذکورہ حدیث کو اس سلسلہ میں وارد فرمایا۔ حدیث کے لیے ناسخ تراویح اور تقریر کے سبب کہ یہ حدیث اس سے موخر ہے لہذا اس کے اور ان کے درمیان کوئی تعارض نہیں، اور ترمذی نے فرمایا کہ اس حدیث کو محدثین نے نسخہ قرار دیتے ہوئے اس کے ضعیف کی پروا نہیں کی کیونکہ فضائل و مناقب میں ضعیف حدیث پر عمل کیا جاتا ہے اور والدین کا اسلام لانا، آپ کی منقبت ہے، یہ ای ماہرین حدیث کا کلام ہے اور یہ اس مسئلہ میں انتہائی بہتر رائے اور تحریر ہے ابن طہطا (ت)

تنبیہ ضروری (دوایہ کے ایک کتب پر نگاہ کرنا، اقول جب کسی اصل کلمات ملتا ہے اثبات منقول ہر تو اس کے لیے کافی ہے کہ انہوں نے فلاں فلاں فروغ میں اس پر مبنی فرمائی معلوم ہوا کہ یہ اصل ان کے نزدیک متاصل ہے ان کلمات کی نقل سے غرض مستدل اسی قدر امر سے متعلق اگرچہ وہ فروغ خاص منظر کسی اور وجہ کے اس کی مسلم ہو مثلاً ہم نے افادہ ۲۸ میں اس امر کے استنباط کو کہ موضوع مستلزم نوعیت نہیں کلام جسے چند نظائر

قال السيوطي في سبيل المجاهد حال الى انت الله تعالى احياءه حتى اصابه طائفة من الائمة وحفظ الحديث واستندوا الى حديث ضعيف لا موضوع كالحطيب وابتصاصا كروا بمت شاهين والسهيل والحب الطبري والعلامة ناصر الدين ابن النوير وابن سيد الناس ونقله عن بعض اهل العلم ومثعب حليم الصلاح الصفدي، والحافظ ابن ناصر، وقد جعل هؤلاء الائمة هذا الحديث مانعاً للاتحاد الواردة بما يخالفه ونحوها على ما متاخر عليها علاقتها من حيث وينها ووق في الدرر النيفة جعله ناسخاً لم يبالوا بصحة كان الحديث الضعيف يعمل به في الفضائل والمنة وهذه منقبة هذا كلامه هذا الجهد وهو في غاية التحسين مملحصاً

نقل کیے کہ دیکھو حدیث کو موضوع اور فعل کو مشروط مانا اسی قدر سے استدلال تمام ہو گیا اگرچہ ہمیں ان بعض احادیث کی وضع تسلیم نہ ہو جو یونہی یہاں آتی ہوتی ہیں۔ کام ہے کہ علمائے کرام نے ضعیف کو صحیح سے اتنا مستغنی مانا کہ تاریخ حسبنا و طوئی غنا تو یہ و مشیت ہو گیا اگرچہ جو قابل نسخ نہ ہوں اور دوسرے طور پر صحاح کا معارضہ دفع کر کے ان ضعافات کو قبول کریں یہ نکتہ ہمیشہ طوئار کھنکھانے کا ہے کہ متکلمین و باریہ و حو کے دیتے اور خارج از بحث اس فرما کے ترجیح و تریض کی ریت کترا جاتے ہیں۔ خاتمہ التفتیشی مستندنا الوالدہ قدس سرہ المجاہد نے قاعدہ یا زعم اصول ارشاد شریف میں اُن نسخہ کے اس کید ضعیف کی طرف ایمانے لطیف فرمایا جو یونہی فقیر نے آخر نکتہ جلیو فصل سیزدیم نوع اول مقصد سیم کتاب شیعۃ الموائی فی بیان سیاح الاحوال میں اس کی بطور مستند کیا فیصلہ۔

قائدہ ۶ (نہادہ ۶ مستحق افادہ ۲۰) کہ حدیث ضعیف بعض احکام میں بھی مقبول (افادہ ۲۰) میں مگر اکر فضائل و نقصان بعض احکام میں بھی حدیث ضعیف مقبول ہے جبکہ عمل احتیاط و دفع بے ضرر ہو اُس کی ایک اور غیر تیز علامت علی کا فرمانا ہے کہ نماز میں کُسترو کو سیدھا اپنے سامنے نہ رکھے بلکہ دہن یا بائیں ابرو پر ہو کہ حدیث میں ایسا وارد ہو اور وہ اگرچہ ضعیف ہے مگر ایسے حکم میں مقبول۔

افادہ ۶ میں مستحب یہ ہے کہ کُسترو دونوں ابروؤں میں سے کسی ایک کے سامنے خرا کیا جائے جیسا کہ برداد اور نے ضیاعہ سنت مقدسہ ابن اسود اور انہوں نے اپنے والد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی کُڑی، سستون یا دُجرت کی طرف نماز ادا کرتے ہوئے نہیں دیکھ مگر آپ اس کے اپنی دائیں یا بائیں ابرو مبارک کے سامنے کر دیتے یا نکل سیدھا اس کی طرف مُرخ نہ ہوتا۔ اس حدیث کو ولید بن کمال اور ضیاعہ کے جمہول ہونے کا وجہ سے

حیث قال یبھی ان یجعلها حیال احد حاجبہ لما روی ابو داود من حدیث ضعیفہ بتحد بن الاسود عن ابیہا رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال ما رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الا عود ولا عمود ولا شجرة الا جعلہ علی حاجبہ الا یمین او الایسوی لا یصل لہ صمداً، وقد اعلی الولید بن کمال و بجهالة ضب عتہ، لکن ہذا الحکم مما یجوز العمل فیہ بمثل ہذا، لانه من العیضات لہ باختصار معلول قرار دیا گیا، لیکن یہ حکم ان مسائل میں سے ہے جن پر عمل اس طرح کی روایت سے جائز ہے کیونکہ یہ مسئلہ فضائل افعال سے ہے نہ باختصار۔ (ت)

محکم دلائل سے مزین و متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ایک اور اعلیٰ و اہل نظیر کلام امام حافظ محدث ابو بکر بیہقی و امام محقق علی الانطلاق و امام ابن امیر ریج
و علامہ ابراہیم حلبی و علامہ حسن شرنبلالی و علامہ سید احمد طحاوی و علامہ سید ابن عابدین شامی و غیر ہم سلسلہ
اعلام رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ ہے کہ سنن ابی داؤد و ابن ماجہ میں بطریق ابو عمر یا ابو محمد بن محمد بن حریت میں حدیث
حریت دہل میں بنی عذرة، حسن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ابی القاسم سلمیٰ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دربارہ تشریف
نماز مروی ہوا۔

فان لم یکن معہ عصا فلیخط خطا
اگر اس کے پاس بکڑی ہو تو اپنے سامنے ایک
خط کھینچ لے۔

امام ابوداؤد نے کہا امام حسین بن عیینہ نے فرمایا
لم یجد شیئاً شدیداً ہذا الحدیث ولعلیٰ فی الامن
ہذا الوجه۔
جسے کوئی چیز پائی جس سے اس حدیث کو قوت
دی اور اس مسئلہ کے سوا دوسرے طریق سے
نہ آئے۔

یہی امام شافعی و امام بیہقی و امام نووی وغیرہم ائمہ سے اس کی تصنیف فرمائی بدینہندہ، ائمہ سلسلہ مذکورین

عنه قال فی الحیثیثم فی رد المحتار قدیم ہمارے
تصنیفہ بتصحیح احمد و ابن حبان و غیرہما
لما در عقبہ فی لعلیۃ بما یاق عنہما من قولہ و
یظہر ان اکثبہ الخ و قال فی المرقاة قد اشار
الشافعی الی ضعفہ و اصطرط بہ قال ابن حجر صحیحہ
احمد و ابن المدینی و ابن المنذر و ابوت حبان
و غیرہم و جزم بضعہ النووی اہر ملخصاً قلت
و هو ان فرض صحۃ لو یصورنا فیما نحن بصددہ
لما قدمنا الفاق التبیہ ۱۲ مری قد تالی عنہ (م)
قرہا سے بیان کردہ مسئلہ میں یہ نقصان وہ نہیں جیسا کہ ابھی ہم نے تبیہ میں اس کا ذکر کیا ہے ۱۲ (ت)

رد المحتار میں ہے :

یس الخط کما هو المراد بالثانیة عن محمد
لحدیث ابی داود فان لم یکن معه عصا علی خط
خطا و هو ضعیف لکنه یجوز العمل به فی
الفضائل وله اقبال ابن الصامر والسننہ او فی
الاجتہاد ۱۰۰

خط کھینچنا مسنون ہے جیسا کہ امام محمد کی روایت ثابت ہے
انہوں نے ابو داؤد کی اس حدیث سے استدلال کیا ،
بخاری کے پاس عصا (کڑی) ہو تو ایک خط کھینچنے سے یہ حدیث
ضعیف ہے لیکن فضائل میں ضعیف حدیث پر عمل جائز ہے اس بنا
پر امام ابن حاتم نے فرمایا : سنت زیادہ لائق اتباع ہے ۔

تفسیر (فضائل اعمال سے مراد اعمال حسنة میں نہ صرف ثواب اعمال ، ان دونوں نظیروں میں ملازم ہر ایک
تعلی اور نظیر اخیر میں حدیث ہی کا ان افعال میں شریک اور وہ کے مقابل رکھنے یا حد کھینچنے کو فضائل سے بتانا ، اس
معنی کی صریح تصریح کر رہے ہیں ہیر نے ماضیہ افادہ ۲۱ میں ذکر کیا تھا کہ فضائل اعمال سے مراد افعال فضائل ہیں
یعنی وہ اعمال کہ بہتر و مستحسن ہیں نہ خاص ثواب اعمال ، یہاں سے خیالات بالظاہر محکمہ ہر کی تفسیر کامل ہوتی ہے نہ کہ
فائدہ ۱۰۰ حدیث ضعیف سے نیت بھی ثابت ہو سکتی ہے یا نہیں ، جمادات رد المحتار کہ اجماع متقول ہوئی
بنام ہی ہے کہ امثال مقام میں نہ صرف استواء مگر سقیمت بھی حدیث ضعیف سے ثابت ہو سکتی ہے وہی افادہ ، اس
عملی بخاری کا ارشاد گذار کہ حدیث ضعیف کے سبب جماعہ علماء نے مس کردن کو مستحب یا سنت مانا ۔

اقول لکن قال الامامہ ابن امیر الحاج
فی الحلیۃ بعد ما ذکر حدیث ابن ماجہ عن
العاکہ وعن ابن جابر عن
ابی مرافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم فی اختصالی
السبحی علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوم العیدین
وقال ابن ابی اسید قدہ وضعف ما نفعہ ،
واستعان فہم العیدین ان قلبا بان تعدد الطرق
الواردة فیہ یلزم درجۃ الحسن ، والا لندی
وفی ذلک تأمل ثم عقد اشاعر رحمہ اللہ تعالیٰ

اقول لیکن امام ابن امیر الحاج نے عید میں عیدین
کے دو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضل کے
بارے میں حدیث ابن ماجہ ، خاکہ ، ابن عباس سے اور
حدیث بزار ، بوراق رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت
کرنے کے بعد کہا کہ ان اسامیہ میں راوی ضعیف ہیں
اور یہ کہ عیدین کے موقع پر فضل سنت ہے اگر ہم یہ
کہیں کہ حدیث متعدد طرق سے مروی ہو سکتی ہے بنا پر
حسن کا درجہ پا سکتی ہے اور اگر یہ نہیں تو فضل مستحب ہے
اور اس میں تاویل ہے امام رحمہ اللہ تعالیٰ نے سہا

انہ صعیف لا یقید الاستبان وکذا و تقول انت
انستہ بریما تطلق علی المستحب لکنہ کما
مخرجوا بہم فی تبحر کلام الشیخ و القساری
و بہ یحصل التوفیق بین الروایتین عن علماؤنا
فی المسألة اعنی مسألة الخط من انت اسود
لاستحسان و من نفی فی الاستئذان و قد کان
متأیذا بما فی الخلیفہ ہل ینویب الخط بیہ
ید یہ منابہ فہن ابی حنیفہ و ہواحدی
الروایتین عن محمد انہ لیس بشیء اعم لیس
بشیء مسنون اہل ولانہ شراد لہدہ بل وعدہ و
نکرکہ سوالاتہ فقیہ بعد بعد فافہم۔

کی طرف اشارہ کیا ہے کہ حدیث ضعیف سنت کا خاتمہ
نہیں دیتی، اور تیسری یہ جائز ہے کہ اگر کچھ کچھ بعض
سنت کا اطلاق مستحب اور مقبہ کا مستند ہوتا رہتا
ہے جیسا کہ فقہان نے اس کی تصریح کی ہے، لہذا امام
شاہی اور قاری کے کلام کی توجیہ ہو جائے گی اور اس
سے مسئلہ خط میں ہمارے علمائے عروہی و روایات
میں قطعی بھی ہو جائے گی پس جس نے اسے ثابت کیا
اس نے اس سے استحسان کا ارادہ کیا اور جس نے
نفی کی اس کا مقصد یہ ہے کہ یہ سنت نہیں اور اس کی
تائید ملے گی اس عبارت سے ہوتی ہے کہ کیا خط
ستروہ کے قائم مقام ہو گیا نہیں؟ تو امام ابو حنیفہ و
ایک روایت کے مطابق امام محمد فرماتے ہیں کہ یہ کوئی شیء نہیں یعنی سنت نہیں اور کاش اس کے بعد وہ یہ اضافہ
نکرکے کہ اس کا کرنا اور چھوڑنا برابر ہے انتہی اس میں نہایت ہی بدست اسے اچھی طرح سمجھو۔ (ت)

فائدہ ۸ (فائدہ متعلق افادہ اگر وضع یا ضعف کا حکم بھی جانا سند خاص ہوتا ہے نہ بخلاف
اصل حدیث) ہم نے افادہ ۱۱ میں بہت قصور نقل کیے کہ بار بار محدثین کا کسی حدیث کو مرفوض یا ضعیف کہنا ایک
سند خاص کے اعتبار سے ہوتا ہے نہ کہ اصل حدیث کے۔ احدثین حدیث صحیح زکوٰۃ علی عروہی سنن ابی داؤد
ونسائی،

یعنی ایک بی بی خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوئیں ان کی بیٹی انا کے
ساتھ تھیں دختر کے ہاتھ میں سونے کے کڑے
تھے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
فرمایا ان کی زکوٰۃ (دا کرتی ہو) عرض کی نہیں، فرمایا کیا
کچھ یہ پسند ہے کہ اللہ عز وجل قیامت میں ان کے

امراۃ انت السبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ومعہا ابنتہا وفی ید ابنتہا سبکتان
غلیظتان من ذہب فقال لطفین ذکاۃ ہذا
قالت لا قال الیسو رک انت الیسو رک اللہ بہما
یوم القیمۃ سو امریں من نار قال فخلعتہما
فالقہما الی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نقذتہا للہ ورسولہ ﷺ

ہے آگ کے کلکھن پہناتے، اُن بی بی نے کڑے تاثر و زل کے
اور عرض کی یہ اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہیں بل جلد وصل

تعالیٰ علیہ وسلم

جیسے امام ابو الحسن ابن القطان و امام ابن المقفی و عقرتہ میرک نے کہا اسادہ صحیحہ (اس کی سند صحیح ہے،
امام جہد العظیم منذری نے مختصر میں فرمایا اسادہ لا ھتل فیہ (اس کی سند میں کچھ گھٹاگوئیں) محقق علی الاطلاق
نے فرمایا لا شہۃ فی صحیحہ (اس کی صحت میں کچھ شبہ نہیں) امام ترمذی نے جامع میں روایت کر کے
فرمایا لا یصح فی ھذا الباب عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و سید شعی (اس باب میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم سے کچھ صحیح نہیں) امام منذری نے فرمایا لحد الترمذی قصد الطریقین الدین و ذکرہ و الا فطریق
البداء و لا مقال فیہ (شاید ترمذی ان دو طریق کہتے ہیں جو انہوں نے ذکر کیے ورنہ سند ابی داؤد میں بعد
جائے گفتگو نہیں) ابن القطان نے فرمایا،

اصحیف ھذا الحدیث لا عندہ فیسی ضعیفین امت للیعة والمثوب من
اصحابہ ابن سنی نے اس وجہ سے تضعیف کی کہ ان کے
پاس اس کی سند میں دو راوی ضعیف تھے
ابن جبر اور شعی بن الصباح۔
ذکرہ الامام المحقق فی الفتح ثم الصلاۃ
الغاری فی المرقاة۔
اسے امام محقق نے فتح القدر اور طالع قاری نے
مرقاۃ میں ذکر کیا۔ (ت)

اور شیخین حدیث و شمس کہ حضور پر نور سید الانوار مہار عرب، مہر مجمل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے
دو بابوں آفتاب طلعت آیا، مغرب ہو کر پھر عصر کا وقت ہو گیا یہاں تک کہ امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ

۱۶۸/۱	مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور	باب الخزما جوہر ذکرۃ الملی	۱۶۸/۱
۱۶۴/۲	بحوالہ ابی الحسن ابن القطان فصل فی الذہب، مطبوعہ توریہ رضویہ سکھر	بحوالہ ابی الحسن ابن القطان فصل فی الذہب، مطبوعہ توریہ رضویہ سکھر	۱۶۴/۲
۱۶۴/۲	" " "	" " "	۱۶۴/۲
۱۶۵/۲	" " "	" " "	۱۶۵/۲
۸۱/۱	آفتاب عالم پریس لاہور	باب ما جاز فی ذکرۃ الملی	۸۱/۱
۱۶۴/۲	توریہ رضویہ سکھر	تالیف جہاد منذری فصل فی الذہب	۱۶۴/۲
۱۶۴/۲	" " "	بحوالہ ابن القطان	۱۶۴/۲

کا نام پاک بھی ملتا اور حضورؐ نے انکار نہ فرمایا جینہ کی مضمون صحیح بخاری صحیح مسلم نے حدیث توبہ کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں روایت کیا کہ جب اس کی توبہ قبول ہوئی عرض کی،

یا رسول اللہ ان من توبی ان اجمع صلی اللہ علیہ وسلم
 یا رسول اللہ امیری توبہ کہ قہامی رہے کہ میں پناہ دار
 مال اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 وصلی اللہ علیہ وسلم کے لیے صدقہ کر دوں۔

حضور قدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انکار نہ فرمایا۔ یہ حدیث حضرت واپس کی جان پر آفت میں انھیں دو پر کیا موقوف فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے کجا اب استغاثے بعض علمائے دینی ایک نفیس و جلیل و مجرب و رسد مسمیٰ بنام تاریکی الامس والحق لنا عقی المصطفیٰ یہ افہم البداء طقب بقلب تاریکی اکنال الفامہ علی شریک سوی پاک امور اعادہ تالیف کیا اس میں ایسی بہت کثیر و نفیس باتوں کا آیات و احادیث سے صاف و صریح ثبوت دیا مثلاً قرآن وحدیث نامن ہیں کہ اللہ و رسولؐ نے دو نعمت کر دیا۔ اللہ و رسولؐ نگبان ہیں، اللہ و رسولؐ بے دایروں کے والی ہیں، اللہ و رسولؐ مالوں کے مالک ہیں، اللہ و رسولؐ زمین کے مالک ہیں، اللہ و رسولؐ کی طرف توبہ، اللہ و رسولؐ کی دعا ہے، اللہ و رسولؐ سے دینے والے ہیں، اللہ و رسولؐ سے دینے کی توقع، اللہ و رسولؐ نے نعمت دی، اللہ و رسولؐ نے عزت بخشی۔ حضورؐ قدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی امت کے حافظ و نگبان ہیں، حضورؐ کی طرف سب کے ہاتھ پھیلتے ہیں، حضورؐ کے آگے سب گڑھا رہے ہیں، حضورؐ ساری زمین کے مالک ہیں، حضورؐ سب آدمیوں کے مالک ہیں، حضورؐ تمام امتوں کے مالک ہیں، ساری دنیا کی مخلوق حضورؐ کے قبضہ میں ہے، اللہ کی کنیاں حضورؐ کے ہاتھ ہیں، نفع کی کنیاں حضورؐ کے ہاتھ ہیں، جنت کی کنیاں حضورؐ کے ہاتھ ہیں، دوزخ کی کنیاں حضورؐ کے ہاتھ ہیں، آخرت میں عزت دینا حضورؐ کے ہاتھ ہے، قیامت میں گل اختیار حضورؐ کے ہاتھ ہیں، حضورؐ مصیبتوں کو دور فرمانے والے، حضورؐ سختیوں کو مٹانے والے، ابو بکر صدیقؓ و عمر فاروقؓ حضورؐ کے بندے، حضورؐ کے خادم نے بنایا دیا، حضورؐ کے خادم رزق آسان کرتے ہیں، حضورؐ کے خادم بنیں وہ نفع کرتے ہیں۔

علیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۱ منہ

علیہ تا علیہ جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲ منہ

علیہ تا علیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۳ منہ

حضور کے خادم بندہ ہی مرتبہ دیتے ہیں۔ حضور کے خادم تمام کاروبارِ عالم کی تدبیر کرتے ہیں، اولیاء کے سبب بلی دور ہوتی ہے، اولیاء کے سبب رزق ملتا ہے، اولیاء کے سبب مروتی ہے، اولیاء کے سبب مینہ اترتا ہے، اولیاء کے سبب زمین قائم ہے۔ یہ اور ان جیسی بیسیوں باتیں صرف قرآن و حدیث سے لگتی ہیں۔ وہابی صاحب شرک وغیرہ جو حکم لگانا چاہیں اللہ و رسول کی جناب میں یکیں یا خدا و رسول سے لڑیں گے۔ اس میں یہ بھی روشن دلیلوں سے ثابت کر دیا ہے کہ وہابی مذہب نے یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام، یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خود حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہاں تک کہ خود رب العزت جل جلالہ کسی کو سخت مشغیہ الزام لگانے سے نہیں چھوڑا۔ غنائہ بھی واضح دلائل سے بتا دیا گیا کہ وہابی صاحب کو کتنا نزدیکہ جناب شیخ مجدد صاحب و مرزا جان جاناں صاحب و شاہ ولی اللہ صاحب و شاہ عبدالعزیز صاحب اور ان کے اساتذہ و مشائخ یہاں تک کہ خود میاں اسماعیل دہلوی سب کے سب بچے شرک تھے، غرض وہابی مذہب پر شرک امور عامہ سے ہے جس سے معاذ اللہ ان کے لئے کمر سونوں، بندوں سے لے کر رب جلیل تک، شاہ ولی اللہ سے لے کر ان کے پیروں، مستادوں، شاہ عبدالعزیز صاحب سے خود میاں اسماعیل تک کوئی فانی نہیں، وہابیت کا چھانچا کج فہم کی جوتی، شرک کا رنگ، تقویۃ الایمان کی بھکاری ہے، زور ٹھٹھکے شرکوں کا شور، سار جہان شرابور، پودوں کی قید نہ، داس پر تہور، یہ تو حق پہاڑن بارہ دوس ہادی ہے۔

اشراک بھڑ ہے کہ تاحی برسد

مذہب معلوم و اہل مذہب معلوم

ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

یہ حقہ رسالہ کہ چار جڑ سے بھی کم ہے ایک سو تیس سے زیادہ فائدوں اور تیس آیتوں اور ستر سے زیادہ حدیثوں پر مشتمل ہے جو اس کے سوا کہیں جھپٹ نہیں لگے بھرا اللہ تعالیٰ اُس کی نفاست، اُس کی جدالت، اُس کی صولت، اُس کی شرکت دیکھنے سے قفل رکھتی ہے۔

ذلائع من فضل اللہ علیہ و علی الناس و لکن اکثر الناس لا یشکروں ۱۱ سب اوس معنی ان اشکر
یہ اللہ کا ہم پر اور لوگوں پر فضل ہے لیکن اکثر لوگ
شکر ادا نہیں کرتے۔ اسے میرے رب مجھے اس

صلی و علیہ و آلہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲

میزن میں ہے،

ابراہیم بن العلاء البرہارونی القنوی
وفقه جماعة ووهده شعبة فيما قيل ولم يصح
بل صححه انه حدث عنه۔

اسی میں ہے،

عبد الاکرم بن ابی حنیفہ عن ایبہ وحنسہ
شعبة لا يعرف لکن شیوخ شعبۃ جیا واثم

اقول لکن قال یزید بن ہارون
قال شعبۃ داری وجماعی فی المساکین صدقہ
ان لم یکن ابان ابن ابی حیا شرب یکذب
فی الحدیث قلت لہ فہم سمعت حنفیہ
قال ومن یصبر عن ذہ الحدیث - یعنی
حدیثہ عن ابراہیم عن علقمہ عن عبد اللہ
عن امہ امہا قالت سأتیت رسول صلی اللہ
تعالی علیہ وسلم فت فی الوتر قبل السجود
کہ فی المیزان ولک، لتقصی عنہ بان
السامع شیء والتحدیث شیء، والکلام فی
الاحیاء وان کان اسم الشیخ یقتضی ولی
الوجہین وسد ذکر اخر هذه الف تدة ان

ابراہیم بن العلاء البرہارونی غفرلہ کو ایک جماعت نے
فقہ قرار دیا ہے اور کہا گیا ہے کہ شعبہ نے انہیں کزو
کہا اور یہ صحیح نہیں بلکہ صحیح یہ ہے کہ شعبہ نے ان کے
حدیث بیان کی ہے۔ (متنا)

عبد الاکرم بن ابی حنیفہ اپنے والد سے اور ان سے
شعبہ نے روایت کیا ہے اور وہ معروف نہیں لیکن
شعبہ کے تمام اساتذہ جدید ہیں (ت)

اقول لیکن یزید بن ہارون نے بیان کیا کہ
شعبہ نے کہا کہ میرا گھر اور میری سواری مساکین میں
صدقہ سے، اگر اہل ان بن ابی حیا شرب حدیث میں
خبر نہ ہو، تو اس سے بھی کہ اگرچہ آپ نے ان سے
کیوں سنا ہے، تو اس سے فرمایا کہ ہے جو
صاحب حدیث سے حدیث لینے سے باز رہے،
اس سے انہوں نے ان کی وہ حدیث مراد لی جو
ابراہیم سے علقمہ سے عبد اللہ سے اور انہوں نے اپنی
والدہ سے بیان کی ہے، وہ بیان کرتی ہے کہ میں نے
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے وتر
میں رکوع سے پہلے قنوت پڑھی ہے جیسا کہ میزن
میں ہے، اور تیرے لیے، اس سے خلاصی کی ضرورت

۴۹ / ۱	مطہود دار المعرفۃ بیروت لبنان	سنہ میزن لا اعتدال ترجمہ ۱۵۲ ابراہیم بن العلاء
۵۳۲ / ۲	" " "	ثمہ " " " ۴۷۳ عبد الاکرم
۱۱ /	" " "	سنت " " " ۱۵ ابان ابن ابی حیا شرب

الامام من جملة من شاء ، فاذا احدث
ثبت فلهما اهل الصواب التقييد بمن
حدث عنه في الاحكام دون ما يتساهل
فيه لما تقدم في لاهادة اثنتا والعشرين
من قول ابن عدي ان شعبة حدث عن
الكلبي وسرخيه بالتفسير كما نقله في
الميزان وفيه ايضا في محمد بن عبد الجبار
قال العقيلي مجهول بالعدل قلت شيوخ شعبة
فقاوة الا ان ادر منهم وهذا الرجل قال
ابو حاتم شيخه قلت وهذا لا يصرفه
يكون الرجل ثقة حمدا وعند غيره مجهول
او مجهول حتى ان من شيوخه الذين
وثقهم وخرج بحسن الله عيهم جابر بن
يزيد الجعفي ذاك الضعيف الراعي المتهم
قال الامام الا اعظم مرضي الله تعالى حسنه
ما رأت فيمن رأت افضل من عطاء ولا
اكذب من جابر الجعفي وكذلك كذب ابوب
وثرادة ويحيى والجورجاني وتركه القطان
وابن مهدي والشافعي والآخرين۔

یہ ہے کہ سنا اور سنی ہے اور حدیث بیان کرنا اور ہے۔
گفتگو دوسرے میں ہے اگرچہ شیخ کا نام دونوں کے لیے
مستحق ہے مگر یہ تم اس فیہ کے آخر میں ذکر کیے کہ امام
شعبہ کی جس چاہے روایت ہے توجہ حدیث بیان کرے تو
اُس پر ثابت ہے۔ ہاں شاید دست یہ ہو کہ اسے متبیہ
کر دیا جائے اس شخص کے ساتھ جس سے احادیث کی حدیث
بیان کی گئی ہیں نہ کہ وہ امام حدیث بن میں نہ لکھا جاتی ہے
جیسا کہ تیسویں اور میں ابن عدی کا یہ قول مگر اسے
کہ شعبہ نے کلبی سے روایت کی ہے اور باب تفسیر
میں اسے پسند کیا ہے میزان میں اسی طرح منقول
ہے اور اس میں محمد بن عبد الجبار کے بارے میں بھی
ہے کہ قسطلی نے کہا کہ وہ مجهول بالعدل ہے۔
میں کہتا ہوں کہ شعبہ کے تمام شیوخ جید ہیں مگر بہت کم
ایسے ہیں جو جید نہ ہوں، اور یہ وہ آدمی ہیں جس کے بارے
میں ابو حاتم نے کہا شیخ ہے۔ قلت یہ
نقصان دہ نہیں یہ ہوتا رہتا ہے کہ ایک آدمی ایک
کے ہاں ثقہ ہے دوسرے کے ہاں مجرد یا مجهول
ہوتا ہے حتیٰ کہ اس کے شیوخ وہ ہیں جن کو ثقہ
کہا گیا اور ان کی تعریف کی تصریح کی گئی ان میں سے
جابر بن یزید الجعفی ہے جو ضعیف و افقی اور متم ہے
امم اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے جو لوگ دیکھے ان میں عطاء سے بڑھ کر کبھی کسی کو نہیں پایا اور جابر رضی
زیادہ خبروں کو نہیں دیکھا، اسی طرح ابوب، زائدہ، یحییٰ اور جرجانی نے اسے جہل قرار دیا۔ قطان ابن مہدی
نسائی اور دیگر محدثین نے اسے ترک کر دیا۔ (ت)

۵۵۸/۳	مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت لبنان	محمد بن السائب الکلبی	ترجمہ ۵۵۴	میزان الاعتدال
۹۱۳/۳	" " " "	محمد بن عبد الجبار	۵۸۲۲	" " " "
۳۸۰/۱	" " " "	جابر بن یزید الجعفی	۱۴۲۵	میزان الاعتدال ترجمہ

تفہار الاستقام شرح میں ہے :

احمد رحمہ اللہ تعالیٰ لعین کی بروی (لا عن ثقة) وقد صرح المصنف (یعنی ابن تیمیہ، بذلک فی النکت الذی صنفہ فی الرد علی المسکری بعد عشر کراہیں منہ قال ان القائلین بالخروج والتعديل من علماء الحديث فوعات منهم من لم يروا الا عن ثقة عنده كمالك وشعبة ويحيى بن سعيد وحميد الرحمن بن مهدي واحمد بن حنبل وكذلك البخاري وامثالهم

تہذیب التہذیب امام ابن جریر مقلاتی میں ہے :

خارجة من العصب البرجسی الكوفي روى عنه الشعبي وقد قال ابن أبي خيثمة اذا روى الشعبي عن سرجيل وسماه فهو ثقة يصح به حديثه

تہذیب میں ہے :

من لا يروى الا عن عدل كاهن مهدي ويحيى بن سعيد اه اقول ولا يكره عليهما بما في الميزان عن صاحب الدرر عن يحيى بن معين عن يحيى بن سعيد لو لم اردوا لكانوا ارضى حاصريت الا عن خمسة اه علق في الباب الاول تحت حديث الاول ۱۲ منہ (م)

علق في ترجمة اسرائيل بن يوسف ۱۲ منہ (م)

امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ ثقتہ کے علاوہ کسی سے روایت نہیں کرتے اور مخالف (یعنی ابن تیمیہ) نے اس بات کی اپنی اس کتاب میں تصریح کی ہے جو اس نے بکری کے زبانی اس کے دس رسائل کے بعد لکھی، کہا کہ عہدہ جرح و تعزیر (حدیث میں) دو اقسام ہیں ایک وہ ہیں جو صرف ثقتہ سے روایت کرتے ہیں مثلاً مالک، شعبہ، یحییٰ بن سعید، عبد الرحمن بن مہدی، احمد بن حنبل، اور اسی طرح بخاری اور ابن کثیر (۱۱۱) (ت)

خارجہ بن العصب البرجسی کوفی جی سے شبی نے روایت کیا ہے اور ابن ابی خثیمہ نے کہا کہ جب شبی کسی شخص سے حدیث بیان کریں اور اس کا نام لیں تو وہ ثقتہ ہو گا اس کی حدیث سے استدلال کیا جائے گا (ت)

وہ لوگ جو صرف عادل راویوں سے روایت لیتے ہیں مثلاً ابی مہدی اور یحییٰ بن سعید اہ اقول اور اس پر اس بات سے اعتراض نہیں کیا جاسکتا جو میزان میں جاکس دوری نے یحییٰ بن سعید سے انہوں نے یحییٰ بن سعید کے واسطے سے روایت

سلف شفاء استقام الحدیث الاول مطبوعہ مکتبہ نور بدھویہ فیصل آباد ص ۱۰

تہذیب التہذیب لایں جر مقلاتی ترجمہ ۴۵۵ خارجہ بن العصب مطبوعہ دار الفکر بیروت لبنان ص ۵۳/۲
تہذیب الراوی شرح تقریب النواوی روایہ مجهول الحدیث المستقر دار نشر المکتب الاسلامیہ لاہور ۱۱۶

فان رضى يحيى غايه لا يترك لك وكيف يرضى به
ان الخلق كلهم عندك ضعفاء الاحمسة وانما
المرضى له جيل شامت سراسر لعينك ولهم
يتولون ولا في حرف ولا مرة -

سہہ کہ پانچ کے علاوہ تمام لوگ ان کے نزدیک ضعیف ہوں اور ان کے ہاں پسندیدہ و معتبر وہی شخص ہوگا جو اس
فقیہ میں پہاڑ کی مانند شمس، مستحکم اور مضبوط ہو نہ زائل ہو اور نہ حرکت کرے نہ کسی حرف میں نہ ایک ستر تیر میں (دستا)
تہذیب التہذیب میں ہے :

سليمن بن حرب بن جليل ازدي واسطي
قال ابو حاتم احماد من الاثمة كان لا يدلس و
قال ابو حاتم ايضا كان سليمان بن حرب
قل من يرضى من المشايخ فاذا اسأله قد
روى عن شيخ فاعلم انه ثقة انه ملتقطا

تہذیب التہذیب میں ہے :

مظفر بن محمد بن الخراساني ابو كامل ثقة اور محمد بن اور
ثقة كان لا يحدث الا عن ثقة -

تافہر جامعہ : امام سخاوی فتح المغیث میں فرماتے ہیں :

ثقة من كان لا يروى الا عن ثقة الا في النادر
الامام احمد وبقی بن مخلد و حرب بن عثمان

جس کی روایت مقبول ہو اس کی معرفت میں لگا ذکر ہے (۱۲) منہ
عنه في معرفة من نقل روايته ۱۲ منہ

لہ تہذیب التہذیب میں بحر معقوفی ترجمہ ۳۱۱ سلیمان بن حرب مطبوعہ مجلس دار الفکر حیدرآباد دکن ۱۴۰۷ھ و ۱۴۰۸ھ
لہ تہذیب التہذیب میں اسمہ مظفر مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی ص ۲۴۸

وسلین بن حرب، وشعبة، والشعمی، وعبد الرحمن بن مهدي، ومالك، ويحيى بن سعيد القطان، و ذلك في شعبة على الشهور، فإنه كان يفتت في الرجال، ولا يروى إلا عن ثبت، ولا أحد قال عاهم . عن سمعت شعبة يقول، لو لم أجد ثمة إلا عن ثقة لراحثكم . عن ثمة، وفي نسخة ثمة، وثمة . و ذلك اعتراف به، بأنه يروى عن الثقة وغيره، فينظر، وعن صف، حال فهو لا يروى عن متروك، ولا عن اجمع، على ضعفه، وإما صف، الثوري فكان يترحم مع سعة عنه، وورقه، ويروى عن الضعفاء، حتى قال فيه صاحب شعبة لا تحملوا عن الثوري إلا عن تعريف، فإنه لا يبالى عن حماد، قال له، قال لي يحيى بن سعيد لا تكتب عن معتز، إلا عن تعريف، فإنه يحدّث عن كل أحد .

فقى بن محمد، حريز بن عثمان، سليمان بن حرب، وشعبة، شعمی، وعبد الرحمن بن مهدي، مالك، وأبو يحيى بن سعيد القطان، وأبو ثعبة، کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ وہ لوگوں کے بارے میں سختی سے کام لیتے ہیں وہ صرف ثبت سے ہی روایت کرتے ہیں ورنہ عامم بن علی لکھتے ہیں کہ میں نے شعبة کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اگر میں تمہیں ثقہ کے علاوہ کسی سے حدیث بیان نہ کرتا تو صرف تین راویوں (بعض نسخوں میں تیس کا ذکر ہے) سے حدیث بیان کرتا۔ یہ ان کا اعتراف ہے کہ میں ثقہ اور غیر ثقہ دونوں سے روایت کرتا ہوں، اہل غزوہ فکر کر لیا جائے، ہر حال میں وہ متروک سے روایت نہیں کرتے اور نہ اس شخص سے جس کے ضعف پر محدثین کا اتفاق ہو، یا اس کا سفیان ثوری کا قوہ ہا وجود علی وسعت اور درجہ و قدرتی کے ذریعہ سے ہرے رفعت ویت اور ضعف سے روایت کرتے ہیں حتیٰ کہ ان کے بارے میں ان کے شاگرد شعبة نے کہا ہے کہ ثوری سے روایت نہ لو مگر ان لوگوں کے حوالے سے جن کو تم جانتے ہو کیونکہ وہ پردہ انہیں کہتے کہ وہ کس سے حدیث اخذ کر رہے ہیں، فلاں لکھتے ہیں کہ مجھے یحییٰ بن سعید نے کہا کہ معتز سے نہ لکھو مگر ان لوگوں کے حوالے سے ہی کو تم خود جانتے ہو کیونکہ وہ ہر ایک سے حدیث اخذ کرتے ہیں (امت)۔

اقول ما ذكر عن عاصم في جواز بل يجب حمله على مثل ما قد صنف في كلام يحيى كنه وان للثقة اطلاعا بآخر الخس واضيق كما قال في التذييل ان اجمت مهدي قال حدثنا ابو حنيفة فقيده له اكان ثقة فعلا كان حديثا

اقول (میں کہتا ہوں) جو کچھ عاصم کے حوالے سے مذکور ہے اس کو اس گفتگو پر عمل کرنا جائز بلکہ واجب ہے جو ہم نے پہلے کلام یحییٰ پر کی تھی اور یہ کیسے نہ ہو حالانکہ ثقہ کا ایک دوسرا اطلاق نہایت ہی محدود و انحصار ہے جیسا کہ تدریب میں سب کا بیان ہو چکا

مقبولہ عندنا وعند الجماعہ ہوں ولا شك انما
 عطاء و الحسن و الزہری منہم وقلة المبالاة
 عند التحمل لا یقتضیہا عند الاداء فقد یاخذ
 لا ما مرصہ شہ ولا یرسلہ الا اذا استوثقت
 وقد واقفا علی قبول مراسیل الحسن ذالک
 التوریع الشدید عظیم التشدید قدوة الشاہ
 یحیی بن سعید القطان و ذالک لجل العلی
 علی بن مدینی الذی کان البخاری یقولہ ما
 استعظمت نفسی الا حسده و ذلک الامام
 الاجل نعم العادل ابو یوسف الرازی و ما ہیئت
 بہم قدوة اما القطان فقال ما قال الحسن
 فی حدیثہ قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم اکاد وجدنا لہ اہل الاحادیث و حدیث
 و ما علی فقال مرسلات الحسن البصری
 التی رواھا عنہ الثقات صحاح ما اقل ما یسقط
 منہا و اما ابو یوسف فقال کل شیء قال الحسن قال
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وجدت
 لہ اہل اثبات ما خلا اسبعة احادیث نقیص
 فی التدریب ۔

ہمارے اور جمہور علماء کے ہاں مقبول ہیں، اس میں کوئی
 شک نہیں کہ عطاء حسن اور زہری ان میں سے ہیں وہ
 اخذ میں نرمی کے لیے لازم نہیں کہ بیان کرتے وقت بھی
 نرمی ہو، بعض اوقات امام کسی شخص سے حدیث غلط
 کر لیتے ہیں مگر ارسال اسی وقت کرتے ہیں جب اسے
 وہ ثقہ محسوس کرتے ہوں اور ہمارے ساتھ حسن کی
 مراسیل کو قبول کرنے میں کئی بن سعید القطان شریک
 ہیں جو دروغ و تقویٰ اور حدیث کے اخذ کرنے میں
 نہایت ہی سخت ہیں اور اس فن کا عظیم شخص علی بن
 مدینی بھی جن کے بارے میں امام بخاری کا قول ہے میں
 نے اپنے آپ کو ان کے سوا کسی کے سامنے بیچ نہیں
 سمجھا اور امام اجل نعم العادل ابو یوسف راوی بھی شریک
 ہیں اور یہ رکن تشدد کے لیے کافی ہیں، لیکن قطان نے
 کہا ہے کہ جس حدیث کے بارے میں امام حسن یہ
 کہہ دیں "قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم"
 تو میں ایک یا دو کے علاوہ ہر حدیث کی اصل ضرور
 ملے، علی بن مدینی کہتے ہیں کہ وہ مراسیل حسن بصری جو
 ان سے ثقہ لوگوں نے روایت کی ہیں وہ صحیح ہیں میں
 یہ نہیں کہہ سکتا کہ ان سے ساقط ہونے والی کئی ہیں
 اور ابو یوسف کہتے ہیں جس شے کے بارے میں محمد بن حسن نے
 چار احادیث کے علاوہ ہر ایک کی اصل مل گئی ہے۔ اس عبارت کو تدریب میں نقل کیا ہے۔ (د ت)

قلت: میں کہتا ہوں، علی بن مدینی عدم وجود
 کو مستلزم نہیں تو تحقیق کو ایک یا دو احادیث جو

قلت: وعدہ الوجدان لا یقتضی
 عدم الوجود فلم یفت یحیی لا واحد و

اشنان ولعل غیر یحیی وجد مالم یجدہ و
 فوق کل ذی علم علیہ وسلم یقل فی مسئلہ الثبوت
 عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ قل صقی قلت نکو
 حدثنی حدان فهو حدیثہ وصقی قلت قال
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی سبعین
 اھ وہی التدریب قال یوسف بن عبیدہ سألته
 الحسن قلت یا اما سعید انک تقول قال رسول
 اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وانک لہ تد رکہ
 فقال یا ابن اخی لقد سألته عن شیء ما سألنی
 عنہ احد قبلک ولولا ہذا لزلت صغی ما اخیبتک
 انی فی زمان کما تری وکانت فی من صفت
 الحجاج کل شیء سمعتنی اقولہ قال رسول
 اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہذا من غوی
 بن ابی طالب عیوانی فی زمان لا استطیع ان
 اذکر علیا اھ واللہ تعالیٰ اعلم۔

نہ میں ممکن ہے کسی اور حدیث کو وہ مل گئی ہوں ارشاد
 باری ہے و فوق کل ذی علم علیہ وسلم (ہر علم واسے
 پر ایک علم والا ہے) اور مسئلہ الثبوت میں حسن رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ سے مروی ہے میں جب تم کو یہ کہوں کہ مجھے
 فلاں نے حدیث بیان کی تو وہ اس کی حدیث ہوتی ہے
 اور جب میں یہ کہوں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 نے فرمایا تو وہ شتر سے مروی ہوتی ہے اھ تدریب
 میں ہے یوسف بن عبیدہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت
 حسن سے پوچھا اسے ابو سعید! آپ کہتے ہیں نبی
 اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مالا نکر آپ نے
 آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت نہیں کی؟
 فرمایا اسے بھتیجہ! اٹھنے کے لیے ایسا سوال کیا ہے
 جو تجھ سے پہلے آج تک مجھ سے کسی نے نہیں کیا،
 اگر تیرا یہ مقام میرے ہاں نہ ہوتا تو میں تجھے اس
 سوال کا جواب نہ دیتا میں جس زمانے میں ہوں (وہ
 جیسے تجھے معلوم ہے) اور یہ حجاج کا زمانہ تھا جو کچھ مجھ سے آپ لوگ سنتے ہیں کہ میں کہتا ہوں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم نے فرمایا وہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے میں نے سنا ہوتا ہے (یہ نہیں کہ میں نے
 آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ظاہری حیات پائی ہے) چونکہ میں ایسے دور میں ہوں میں میں حضرت علی کا نام
 ذکر نہیں کر سکتا (اس میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام لیتا ہوں) واللہ تعالیٰ اعلم (ت)
 فائدہ ۱۰ : (۱۰ متفق افادہ ۲۳ دوبارہ احادیث طبقہ رابعہ) سُنھائے زمانہ نے
 احادیث طبقہ رابعہ کو مطلقاً باطل دے اعتبار محض قرار دیا جو شان موضوع ہے جس کا ابطال بین باہن

لہ القرآن ۶/۱۲

مکملہ مسلم الثبوت تقریرات المرسل مطبوعہ مطبعہ انصاری دہلی ص ۲۰۲
 مکملہ تدریب الراوی شہد تقریرات المرسل مطبوعہ دار نشر المکتب الاسلامیہ لاہور ۲۰۴/۱

وجہ افادہ ۲۴ میں گزرا، یہاں اتنا اور میں لے کر برعکس اس کے مولانا علی قاری علیہ رحمۃ الہیاری نے اُن کی روایت کو دلیل عدم موضوعیت قرار دیا ہے، موضوعات کیر میں زیر حدیث :

من طاف بالبيت اسبوعا ثم اتي مقام ابراهيم
فركب حنדה ركعتين ثم اتي من مزمع فشرب
من ما نهله اخرج به الله من ذنوبه كيوم ولدته
امه
جوسات پچیسے طواف کے مقام ابراہیم میں
دو رکعت نماز نماز پڑھے پھر ذمزم شریف پر جا کر اس کا
پانی پئے اللہ عزوجل اُسے گناہوں سے ایسا پاک کر دے
جیسا جس دن ماں کے پیٹ کے پیدا ہوا تھا

فراموش ہیں :

حيث اخرجته اواحدى في تفسيره والبعثه في
في فضائل مكة والديني في مسنده لا يقال
انه موضوع غاية انه ضعيف
جیگر اسے واحدی نے تفسیر اور جندی نے فضائل مکہ اور
دیلمی نے مسند میں روایت کیا تو اسے موضوع نہ کہا جیگا
نہایت یہ کہ ضعیف ہے۔

اقول وجہ یہ ہے کہ اصل عدم وضع ہے اور وجہ غلط سماعت۔ تمام وثابث و موضوع جس طرح وضع ممکن
یہ نہیں سمجھ سکتے کہ جب تک ضرر میں ہی و سند کے لحاظ سے دلیل قائم نہ ہو اعداد الاحتمالیہ خصوصاً خلاف اصل کو
معیس کر لینا محض ظلم و جزاف ہے، اُن کی حدیث قبل تیس سال جس طرح بسبب احتمال ضعف و سقوط احکام میں
مستند و معتبر نہ ہوگی یوں ہی ابوجہر احتمال صحت و حسن و ضعف محض موضوع و باطل و سب قضا بھی نہ ٹھہر سکے گی
لاہرم درجہ توقیر رہے گی اور یہی مرتبہ ضعیف محض کا ہے جس طرح وہاں توقف مانع تسک فی الغفائل نہیں رہی
یہاں بھی کمالا یعنی علی اولی النہی (جیسا کہ صاحب فہم پر مبنی نہیں۔ ت۔ فرائع الزکوة میں ہائے علماء کرام
رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ہے۔

الماوی اسکان علیہ صریح بالفقہاتہ ولا
بالمرایۃ بل انما صرح بحدیثہ او حدیثین
فان قبلہ الاثمة او سکتوا عنه حنہ ظہور
راوی حدیث اگر فضا بہت روایت میں معروف نہ ہو
بلکہ کسی ایک یا دو احادیث موقوف ہو اور محدثین نے
اسے قبول کر لیا یا عمود روایت کے وقت اس کے غامضی

معرفۃ العداۃ کے بحث میں ہے ۱۶ منہ دست۔

معرفۃ العداۃ (۴۸۷)

سہ الاسرار المرفیۃ فی الاخبار المرفوۃ حرف الیم
سہ ایضاً
مطبوعہ دار الفکر بیروت
ص ۲۳۶

الروایۃ او اختلفوا کائنات المعلوم و اکتفاء
 يظهر منهم غير الطعن كان مورد و طوان له
 يظهر من منهم لم يجب العمل بل يجوز فيه عمل
 به في المسند و بات و الفضائل و التواريخ
 اختیار کی ہو یا اس میں اختلاف کیا ہو تو یہ بھی معروف کی
 طرح ہی ہوگا اگر اس پر محدثین نے طعن کا اظہار ہی
 کیا ہے تو وہ مردود ہوگا اور اگر محدثین نے کسی شے
 کا اظہار نہیں کیا تو اب عمل واجب نہیں بلکہ جائز ہوگا
 تو وہ مستحب، ضائل اور تاریخ میں قابل عمل ہے (ت)

فائدہ ۱۱۱ (تذکرۃ الموضوعات محکم طبرقنی میں ذکر مستلزم گمان وضع نہیں) اُن فردی فوائد سے
 کہ بوجہ جعل ہنگام تبیین تحریر سے رہ گئے تذکرۃ الموضوعات علامہ محکم طبرقنی رحمہ اللہ تعالیٰ کا حال ہے کہ ہمیں
 مجرد ذکر سے موضوعیت پر استدلال قرآن مجید ہی مشکوٰۃ میں کیا حالانکہ بعض جمالت وہ لے رکھی یا وہ
 مخالفہ ہی تذکرہ مذکورہ بھی کتب فقہی میں ہے اس میں ہر طرح کی احادیث لائے اند کسی کو موضوع کسی کو
 لم یوجد کسی کو متذکرہ کسی کو یسبب ثبات کسی کو لا یصح کسی کو صیغہ کسی کو منقول کسی کو جالہ ثقات
 کسی کو لا یاسب یہ کسی کو صحیحہ فلان کسی کو صحیحہ فرماتے ہیں حدیث نقیض ابہا میں انہیں میں
 جنہیں ہرگز موضوع نہ کیا بلکہ صحت لایصح پر اقتصار اور تجربہ کثرت سے استنباط کیا خاتمہ جمع بکار الاوار
 میں فرماتے ہیں

فصل فی تعیین بعض الاحادیث المشتبهہ
 علی الاکس والنعوب خلاصہ علی نمط ذکر تہ
 فی التذکرۃ فیتہ من حرف نفسه حرف سربہ
 یسبب ثبات ح دانہ دی فی صورتہ شاب لہ
 و فرہ صحیحہ محمول علی س و یۃ المناہ
 او مؤول ج النہ من خبر کثیرہ و المناہ
 لنیم موضوع ح ما شہد رجل علی رجل بکفر
 فصل، بعض احادیث کی تعیین کے واسطے میں جوگوں
 کی زبانوں پر مشورہیں حالانکہ صواب اس کے خلاف
 ہے اسی طریقہ پر جس کا ذکر مذکورہ میں کیا ہے اس میں
 وہ شخص جس نے اپنے نفس (آپ) کو سچا یا اس نے
 اپنے رب کو سچا یا، یہ ثابت نہیں، حدیث میں
 اپنے رب کو ایسے خوبصورت جوان کی صورت میں دیکھا
 جس کے بال لمبے و خوب صورت ہوں، صحیح ہے یہ

عہ اقول هذا عجیب فقد اخرجه ابو داود
 اقول یہ عجیب حالانکہ ابو داود (باقی اگلے صفحہ پر)

ملہ فرائع الرکعت شرع سلم الثبوت، بذیل مستحق مشکوٰۃ لجمال الم مطبوعہ منشورات الشریف رحیمی قلم ۱۴۹/۲
 ق۔ یہ عبارت محقق اور متعدد صفحات سے نقل کی گئی ہے بحوالہ کے نیچے ۵۱ تا ۵۱۹ ملاحظہ ہو۔

الاباء به احدھما صحیفۃ فیہ طلب العلم
فریضة علی کل مسلم طر قہا و اھنیۃ ح من
ادی القرضۃ و علو الناس الخیر کانت فضله

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

والترمذی و الحاکم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ
عنہ لفظ لفاجر مکان المنافق و اسادہ کہا قال
السنن وی جید ۱۲ منہ (۴)

علہ اقول بل صحیح من اعلیٰ المصباح
للسالک والصحیح عن غیرہما عن ابن عمر رضی اللہ
عنہما سر قعہ اذا قال الرجل لا خیرہ یا کافر لقد
باء بہا احدھما و للبخاری عن ابی ہریرۃ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ من قاعا من قال لا خیرہ یا کافر
قد بادیہما احدھما ولا یث جہا من
فی سعید رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ بسند صحیح
مرفوعا ما اکسر رجل رجلا قط الاباء مہسا
احدھما و فی الباب غیر ذلک فان اراد خصوص
اللفظ فقلیل الجہد وی ۲ منہ (۵)

ساتھ روایت کیا جب بھی کوئی کسی کو کافر کہتا ہے تو وہ کفر لقیثا ان میں سے کسی ایک کی طرف رجوع کرتا ہے اور
اس باب میں اس کے علاوہ بھی احادیث ہیں اگر اس کے مراد خاص الفاظ ہیں تو ایسی روایات تو
ہست ہی کم ہیں ۱۲ منہ (۵)

علہ اقول والصحیح انہ لا ینزل عن
الحسن کما ینتہ فی اسجور الثواقب فی
تخریج حدیث انکواکب ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہ (۵)

غراب پر حمل ہے یا یہ بکول ہے اور حدیث موسیٰ و ہارون
کہا ہے والا اور شرم والا ہوتا ہے اور منافق و فاجر
اور کینہ ہوتا ہے موضوع ہے۔ حدیث نہیں گواہی دیتا

ترمذی اور حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
منافق کی جگہ لفظ فاجر روایت کیا ہے اور اس کی سند
بقول امام سنن ابی کے جید ہے ۱۲ منہ (۵)

اقول بلکہ یہ اصل درجے کی صحاح میں سے صحیح
ہے، امام مالک اور شیعین وغیرہما

۵ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما
سے مرفوعاً روایت کیا کہ جب کوئی شخص اپنے بھائی
کو یا کافر (اسے کافر) کہا، تو وہ کفر ان دونوں
میں سے ایک پر لوٹ آتا ہے۔ (اور ترمذی نے حضرت
ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً بیان کیا کہ
جس نے اپنے بھائی کو "یا کافر" کہا تو وہ کفر ان میں
سے ایک پر لوٹ آئے گا۔ ابن جری نے حضرت ابو سعید
خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً سند صحیح کے
ساتھ روایت کیا جب بھی کوئی کسی ایک کی طرف رجوع کرتا ہے اور
اس باب میں اس کے علاوہ بھی احادیث ہیں اگر اس کے مراد خاص الفاظ ہیں تو ایسی روایات تو
ہست ہی کم ہیں ۱۲ منہ (۵)

اقول (میں کہتا ہوں کہ) صحیح وہ ہے کہ جو حسن
سے نیچے درجہ جیسے کہ میں نے النجوم الثواقب
فی تخریج احادیث انکواکب میں بیان کیا ہے
۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۵)

علی العابد الحدیث ضعیف اسنادہ لکن ہم یہاں
فی الفضائل ح الموصوف علی الوضوء نوذ علی
نور لم یوید فیہ مسند العیین بیاطف
السیاتین بعد تغلیہما لا یصح وروی تجرید
ذلک عن کثیرین فیہ الصلاۃ عماد الدین
ضعیف وصلاتہ التسبیح صغیف الدارقطنی
اصح شی فی فصل الصلوٰت صلاۃ التسبیح
فیہ طعام الجواد دواء وطعام الخیل دام
فی المقاصد س چالہ ثقات وفی المختصر متکر
فی المقاصد ماء من مزہ لما شرب لہ ضعیف
لکن لہ شاہد فی مسلح ان اللہ یبسط
لہدہ الامۃ علی س اس کل مائۃ من جدد
بہاد یہاں ضعیف العاکر ح من موقہ مهر

کوئی آدمی دوسرے کے کفر کی تکفیر میں سے کسی
ایک پر لوٹ آتا ہے، ضعیف ہے۔ اسی میں ہے علم
کا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے، اس کے تمام طرق
مکڑ ہیں۔ حدیث وہ شخص جس نے فرض ادا کیا اور لوگوں
کو تیر کی تعلیم دی اس کو عابد پر فضیلت حاصل ہے،
اس حدیث کی سند ضعیف ہے لیکن محدثین فضائل مسلسل
میں نقلی برستے ہیں۔ حدیث و ضوہ و ضوہ علی نور ہے
موجود نہیں۔ اس میں ہے سب سب اہل انگیوں کا ہل چلنے
کے بعد آنکھوں سے نکالنا صحیح نہیں، اور بطور تجربہ یہ
عمل کثیر ملایسہ مروی ہے۔ اس میں ہے نازدین کا
ستون ہے، یہ حدیث ضعیف ہے۔ صلاۃ التسلیم
(وال حدیث) ضعیف ہے۔ دارقطنی میں ہے فضائل
مارے ہائے یں مئی احادیث مروی ہیں اللہ میں غالب

علی بل اخرجہ زہرین وان قال المنذری ثم
لہراق لہ نقف علیہ ۱۲ من (د)

علیہ الحسن انہ حدیث حسن صحیح لا شک
حسن لہ اتہ صحیح لہ ان لہ یکن لذاتہ و
التفصیل فی الاکلی ۱۲ من (د)

عہ اقول کذا قال المناویہ بالغ الذہب
کما دہ فقال کذب ۱۲ من (د)

علیہ اقول بل نص الحافظ انہ حجة بطریقہ وحتہ
للمناوی وحمحہ الامام سعید بن عیینہ
والذہبی والنسائی وابن الجوزی ۱۲ من (د)

عہ ورواہ ابوداود وقال المناوی لاسناد صحیح ۱۲ من (د)

بلکہ اس کی تحریک زہرین نے کی ہے اگرچہ منذری، پھر
عراقی نے کہا کہ ہم اس سے گاہ نہ ہو سکتے ۱۲ من (د)
حق یہ ہے کہ حدیث حسن صحیح ہے اس میں کوئی شک نہیں
کہ یہ حسن لذاتہ ہے صحیح لہ ہے البتہ صحیح لذاتہ نہیں
اور اس کی تفصیل اللہ کی میں ہے (د)

اقول اسی طرح منادی نے کہا اور ذہبی نے اپنی
عادت کے مطابق مبالغہ کیا اور کہا کہ وہ جھوٹے ہیں ۱۲ من (د)

اقول بلکہ ما قطنے تصریح کی ہے کہ یہ اپنی
اسناد کی بنا پر مجتہد ہے، منادی نے اسے حسن کہا،

نام سفین بن عیینہ، ذہبی، منذری اور ابن جریر نے
اسے صحیح کہا ۱۲ من (د)

اسے ابوداود نے روایت کیا اور منادی نے کہا کہ یہ صحیح ہے۔ (د)

والی حدیث اصح ہے۔ اس میں ہے کئی کا کھانا دوا ہے
بخیل کا کھانا بیماری ہے، مقاصد میں ہے کہ اس کے
درواقہ فقہ ہیں، اور فقہ میں ہے کہ یہ منکر ہے۔

مقاصد میں ہے نغمہ کا پانی (اسلمی) کے لیے ہے جن کی
خاطر اسے پیایا، ضعیف ہے لیکن اس کے لیے سلم
میں شاہد ہے۔ حدیث اللہ تعالیٰ ہر نو سال کے بعد
اس اُمت میں ایسے شخص کو مبعوث فرماتا ہے جو اس کیلئے
دن کی تجدید کرتا ہے، عالم نے اس کی تفسیر کی۔ حدیث
میری اُمت کی مثال بارش کی طرح ہے معلوم نہیں

اس کا اول بہتر ہے یا آخر، موضوع ہے۔ وچیز میں ہے، میں، ابو بکر اور عمر نے ایک ہی مٹی سے پیدا ہوئے، اس
میں راوی مجہول ہیں، میں کتا ہوں اس کی ایک اور سند ہے اور اس کے لیے شاہد ہے حدیث اویس جو دو درون
پر ہے ابن جان کے کامیاب داخل ہے، میں کتا ہوں سکوت بہتر ہے کیونکہ اس کی مستند داستانیں اس کی بعض سنڈ ہیں۔

لا یدری اولہ خیر ام آخرہ موضوع فی الوجیز
انا و ابو بکر و عمر خلفائے من تربیة واحدة فیہ
مجاہیل قلت لہ طریق آخر ولہ شاہد
فی اولی حدیث فی درقین قال ابن حبان یاطیل
قالت الوقت اولی فان لہ طرقاً عديدة لا یاس
بعضہا ح من اخلص للہ اربعین یوما سندہ
ضعیف ولہ شاہد ح یکن فی آخر الزمان
خليفة لا یفقد علیہ ابو بکر ولا عمر موضوع
قلت بل مؤول الی هنا فی التذکرۃ المتفقہا۔

اس کا اول بہتر ہے یا آخر، موضوع ہے۔ وچیز میں ہے، میں، ابو بکر اور عمر نے ایک ہی مٹی سے پیدا ہوئے، اس
میں راوی مجہول ہیں، میں کتا ہوں اس کی ایک اور سند ہے اور اس کے لیے شاہد ہے حدیث اویس جو دو درون
پر ہے ابن جان کے کامیاب داخل ہے، میں کتا ہوں سکوت بہتر ہے کیونکہ اس کی مستند داستانیں اس کی بعض سنڈ ہیں۔

اقول (میں کتا ہوں کہ) یہ عجیب ہے، بلکہ
اس کو احمد اور ترمذی نے جامع میں حضرت انس رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور حسن قرار دیا نیز میں اس کے
میں حضرت عمر بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے
بھی مروی ہے اس کو بخاری نے روایت کیا ہے۔
سخاوی لکھتے ہیں کہ اس کی سند حسن ہے اور اس کا یہ
میں حضرت علی، حضرت عمار اور حضرت عبداللہ بن عمر
رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی مروی ہے، ابن عبد البر
لکھتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے، ابن القطان کی رائے ہے کہ یہیں اس میں کسی علت کا علم نہیں۔ مناوی نے کہا
کہ اس کی سند جیدہ ہے ۱۲ منہ (ت)

عن اقول هذا عجیب بل اخرجه احمد والترمذی
فی الجامع عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حسنہ
وفی ابواب عن عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ
عنہ اخرجه البزار قال السخاوی یسنده حسن
وفیه عن علی وعن عمار وعن عبد اللہ بن عمر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقال ابن عبد البر ان
الحديث حسن وقال ابن القطان لا فعل له
حالة قال المناوی اسنادہ جیدہ ۱۲ منہ (م)
لکھتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے، ابن القطان کی رائے ہے کہ یہیں اس میں کسی علت کا علم نہیں۔ مناوی نے کہا
کہ اس کی سند جیدہ ہے ۱۲ منہ (ت)

میں کوئی حرج نہیں۔ حدیث جس نے چالیس دفعہ اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کیے، اس کی سند ضعیف ہے اور اس کے لیے شاذ ہے۔ حدیث آخر زمان میں ایک غیض ہوگا جس سے ابوبکر و عمر افضل نہ ہوں گے، موضوع ہے میں کہتے ہیں بکواس میں تبویل ہے، یہاں تک ان روایات کا ذکر ہے جو ذکر میں تھیں اور مستطاباً۔ (ت)

فائدہ ۱۲ : (حدیث ہے سند مذکور ملے کے قبول میں نہیں و جلیل احتیاطی امام ابوہام قاضی زبان کا ابطال و ازہاق) **اقول :** واللہ التوفیق اذ بان اکثر قاضی زبان میں سند کی فضیلتیں اور کچھ ترمیم میں اتصال کی ضرورتیں و کچھ دیگر مرکز ہو رہا ہے کہ احادیث سے سند اگرچہ نکلتا ہے مگر معتدین یہاں بیحد جرم مذکور ہوں مطلقاً باطل و مردود و حامل کہ احکام، مغازی، سیر، فضائل کسی باب میں اسلئے نہ ٹھننے کے لائق نہ ماننے کے قابل حالانکہ بعض اعتراض بین افہام و مشابہہ مگر میں وجہاں ہر فقہاء و فروع فریق کے مخالفت اجماع ہے، غیر صحابی جو قول یا فعل یا عمل حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے سند متصل نسبت کہ جس حدیث کے نزدیک یا غفلت عادت و اصطلاحات مرسل متعلق منقطع ہے اور فقہاء اصولیین کی اصطلاح میں سب کا نام مرسل اصطلاح حدیث پر تسلط و اعتدال یا اصطلاح فقہاء اصولیہ یا ارسال میں کچھ بعض سند کا ذکر ہرگز لازم نہیں بلکہ تمام وہاں لغو و فساد کر کے مٹنے مصنفین جو قال یا فعل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و امثال و کما کہتے ہیں یہی مرسل و مرسل ہے، امام اجل ابیہ اصطلاح کتاب مرسلہ، ترجمہ علم الحدیث میں فرماتے ہیں :

المعطل حدیث وہ ہوتی ہے جس کے سند سے وہ یا دو سے زائد راوی ساقط ہوں مثلاً وہ چھتے تھے تابعی یہ کہتے ہوئے روایت کرے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اور اسی طرح وہ روایت ہے تابعی کہ ابوبکر کوئی شخص حضور علیہ السلام سے یا ابوبکر و عمر یا دیگر کسی صحابی سے حضور اور صحابہ کے درمیان واسطہ ذکر کیے بغیر روایت کرے ابی نصر السنجری حافظ بیان کرتے ہیں کہ راوی کا قول بلفظی (مجھے یہ روایت پہنچی ہے) شذیہ امام مالک کا قول کہ مجھے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت پہنچی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مخلوک کے لیے کھانا نہ پکڑے ہیں، الحدیث۔ اور فرمایا

المعطل حدیث وہ حدیث من اسنادہ اشنان فصاعداً مثلاً ما یرویہ تابعی کتابی ثانیاً فیہ قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و کذا لک ما یرویہ من دون تابعی الت تابعی عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و عن ابوبکر و عمر و غیرہما و غیرہ اگر لو سائل بینہ و بینہم و ذکر ابو نصر المسبحی الحافظ قول الراوی بلفظی "نحو قول مالک" بلفظی عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال للمملوک طعامہ و کسوتہ الحدیث و قال اصحاب الحدیث یسمونه المعطل قلت و قول المعصنین من الفقہاء

وغيرهم قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم كذا وكذا " ونحو ذلك كله من قبيل المعضل لما تقدم وسماه الخطيب ابريكرا الحافظ في بعض كلامه من سلا وذلك على مذاهب من ليسوا كل ما لا يتصل برسلا كما سبق له باختصار .

توضیح میں ہے :

الاصحاح عدم الاستناد وهو ان يقول الراوي قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم من غير ان يذكر الاستناد

ارسال وہ ہے جس میں سند کا ذکر نہ ہو وہ یوں کہ کوئی راوی بغیر سند ذکر کیے کہ شے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے (ت)

مما مر تبارک في تاريخ محمد بن علي صاحب در مختار افاضة الافراد على اصول المنابر في فراتے ہیں ان لحدیث کو واسطہ اصلا فسر شد اگر راوی سند و سند در نہ ہو تو وہ مرسل ہے ۔ (ت)

المُرسل قول العدل قال عليه ، وعنه اهل واصحابه الصلاة والسلام كذا ، وعنه اهل الحديث فالمرسل قول الله تعالى قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وآله واصحابه وسلم كذا ، والعلق ما رواه من دون المتابع من دون سند والكل داخل في المرسل عند اهل الاصول اه مختصرا .

مرسل وہ ہے جس کے متعلق عادل کا قول ہو کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے یہ فرمایا ہے اور محدثین کے ہاں مرسل سے مراد بھی کا یہ قول ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا اور حدیث متعلق وہ روایت ہے جو بغیر سند کے کا یہی کے بعد کوئی شخص روایت کرے ۔ اور اہل اصول کے ہاں یہ تمام مرسل ہیں داخل ہیں مختصرا

سے مقدمہ ابن الصلاح فی علوم الحدیث النوع الحادی عشر بالمعضل مطبوعہ فاروقی کتب خانہ ملتان ص ۲۸
سے توضیح التلویح فصل فی الاقطار مطبوعہ نورانی کتب خانہ پٹنہ ص ۳۷

سے حاشیہ التوضیح مع التوضیح
سے فرائع الرجوت شرح مسلم الشبوت بذیل المستفی مسئلہ فی کلام علی الرسل مطبوعہ منشورات المشریف الہی قم ۱۴۴۲ھ

پھر باجماع علماء محدثین و قہار سب انوار فروع موضوع سے بیگانہ ہیں اور دونوں الا حکام مثل فضائل اعمال و مناقب رجال و سیر و احوال میں سلفاً و خلفاً ماخوذ و مقبول جملہ مصنفین علوم حدیث موضوع کو مثلاً فروع بتاتے اور انھیں اُس سے جدا شمار فرماتے، اسے اور تمام مؤلفین کثیر مکرر اسرائیل و معضلات کا ذکر و اثبات کرتے کہ یہ افادہ ۲۳ میں علامہ علی کا ارشاد گذرا کہ سیر بلاغ و مرسل و منقطع و معضل غرض ماسوائے موضوع ہر قسم حدیث کو جمع کرتی ہے کہ ائمہ کرام نے اور اسے احکام میں مسابقت فرمائی ہے، یہ عبارت دونوں مطلب میں نص ہے معضل کا موضوع نہ ہونا اور اس کا مادہ الا حکام میں مقبول ہونا خود صحیح بخاری و صحیح مسلم و صحیح ترمذی میں معضلات و بلاغات موجود ہیں مسط میں بقیہ حروف میں بکثرت خصوصاً بعض بلاغات، ماکہ وہ ہیں کہ ان کی اسناد اصلاً نہ ملی، تدریجاً یہ نام بڑا مفصل زین الدین عراقی سے ہے ۱

ان مسائل و مسائل و الصبیح بل ا دخل فیہ المورسل
والمنقطع والبلاغات و من بلاغاتہ احادیث
لا تخریف کما ذکرہ ابن عبد البر
اہم ماکہ نے احادیث صحیحہ کو، ماکہ نہیں بلکہ اس میں
مرسل و منقطع اور بلاغات کو شامل کر دیا ہے حالانکہ
ان کی بلاغات میں ایسی احادیث بھی ہیں جو معروفہ
نہیں، حدیث کہ اس جدا کرنے ذکر کیا ہے۔ (ت)

وہیں امام منطقی سے ہے ۱

مثلاً ذیل فی کتاب البیہار (اسی کی مثل بخاری کی کتاب میں ہے۔ ت)

وہیں امام حافظ الشافعی سے ہے ۱

کتاب مالک صحیحہ عندہ و عند من
یقدہ علی ما اقتضاه دفترہ من الاحتجاج
بالمورسل والمنقطع وغیرہ
امام ماکہ کی کتاب ان کے احوال و لوگوں کے نزدیک
صحیح ہے جو ان کی تقلید کرتے ہیں اس فیما و پر کہ اس کی
نظر کا نفاصا ہے کہ مرسل و منقطع وغیرہ اس کے درست ہے۔ (ت)
اسناد کے نسبت مطلوبہ و فضیلت پر غور و خاصہ است مروجہ ہونے میں کئے کلام ہے محققین تابعین مزارع

عن فی الثانی من مسائل الیوم ۱۴۴۴ م
مسائل صحیحہ کے دوسری قسم میں ہے ۱۲ منہ (ت)

تہ تدبیر الراوی الثانی من مسائل الیوم
مطبوعہ دار نشر مکتب الاسلامیہ
۱۰/۱
" " " " " "

مما ضل بھی مساند کو ان پر تفصیل دیتے اور منقطع سے متصل کا نسخ نہیں مانتے ہیں کما نص علیہ فی المسند
 ونبیہ (جیسا کہ مسلم الثبوت وغیر میں سکا تھریک کی ہے۔ ت) تاکیدا اثر میں یکا سے خود ہے اور قول بقیہ بن الولید
 ذاکرت حماد بن سید یا حارث فقال ما لہوہا لوکان لہا الجحہ یعنی الاستاد (میں سند کا دینی زید)
 بعض احادیث کے متعلق مذاکرہ کیا تو فرمایا بڑی جید ہیں اگر ان کے لیے پر یعنی اسناد ہو۔ ت) قطع نظر اس سے کہ واقعہ
 عین کا عصب لہا (یا ایک معین واقعہ ہے اس کے لیے علم نہیں۔ ت) مگر کہ وہ احادیث و بارہ احکام
 ہوں یوں بھی صرف لغوی جودت کے گاہ وہ بطور محدثین مطلقا مسلم کہ معضل ضعیف ہے اور ضعیف جید نہیں، قول ۵۴
 سفیان ثوری الاستاد صلاح المؤمن فاذا لم یکن صحیحہ سلام فیہا شی یقاتل (سند میں کا اس طرح ہے
 جب اس کے پاس اسلحہ نہ ہو تو وہ کس شے سے لڑے گا۔ ت) مراد و بارہ عقائد و احکام ہے۔
 فلان الحاجة الى التسلل انما هي فيما يجري فيه لاثاني في فريته وان آتی سے جہاں گئی اور باجم جگہ
 التشديد والتاكس دوم ما اجمعوا على هو ذکر وہاں جس میں نرمی پر اجماع ہے۔
 التهاصل فیہ۔ (ت)

یوں ہی ارشاد امام مبارک رحمہ اللہ ہی مبارک بود لا تاد لقر من شاء ما شاء (اگر منشاء کا اعتبار
 نہ ہوتا تو جو کسی کی مرضی ہوتی وہی کہتا۔ ت) کہ جب قبول ضمانت فی المصالح میں دخول تحت اصل خود مشروط اور امر
 عمل قواعد مقررہ شرعیہ میں احتیاط و اختیار نفع ہے ضرورت منوط قوضیف اثبات ہریدہ ذکر سے گی اور من شاء
 ما شاء (جو کسی کی مرضی ہو کہے۔ ت) صادق نہ آئے گا کما قد منا بیامہ فی الاخذة الثانية والعشرون
 (جیسا کہ ہم اس کا بیان بائیسویں اذہ میں پیش کر آئے ہیں۔ ت) ہر نماز میں کہ یہ اور ان کی اشال جتنے نکات محدثین
 کرام سے ضرورت اسناد میں ہیں گے سب کا مفاد ضرورت خاص اتصال ہے کہ نا متصل بھیجے اقسام ان کے نزدیک
 ضعیف اور ضعیف خود مجرد ہے نہ کہ سلاح و صانع قتال، یعنی ایک راوی بھی ساقط ہو تو ان کے طور پر دبی
 من شاء ما شاء کا احتیاطی احتمال و لہذا وہ بالاتفاق منقطع و معضل اور معضل دون معضل میں اصلا فرق حکم
 نہیں کرتے، اسی لیے فرائع الرحموت میں اصطلاحات مرسل و معضل و منقطع و معطل بیان کر کے فرمایا
 لم يظهر تشکیب اصطلاح و الاستادی فائدة (کثیر اصطلاحوں اور ناموں کی وجہ سے کوئی فائدہ ظاہر
 نہ ہو گا۔ ت)

بالجہد جب اتصال نہ ہو تو بعض سند کا ذکر ہونا نہ ہونا سب یکساں، آخر نہ دیکھا کہ انھیں امام ابن المبارک

رحمہ اللہ تمنا ہے کہ حدیث ابن خراش عن الحجاج بن یسار قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کی نسبت کیا فرمایا؟

الخبر مسلم في مقدمة صحيحه قال قال
محمد يعنى ابن عبد الله بن قيس بن قيس بن
ابا اسد ابراهيم بن عيسى الطالقاني قال
قلت لعبد الله بن مبارك يا ابا عبد الرحمن
الحديث الذي جاء ان من البر بعد المبرات
تعلي لا بورك مع صلاتك وقصوم لسانك
صومك قال فقال عبد الله يا ابا اسحق عن
من هذا قال قلت له هذا من حديث شهاب بن
خراش فقال ثقة عن قال قلت عن الحجاج بن يasar
قال ثقة عن قال قلت قال رسول الله صلي الله عليه
عليه وسلم قال يا ابا اسحق ان بين الحجاج بن يasar
وبين النبي صلى الله تعالى عليه وسلم حفاوة تنقطع
فيها العناق المعنى ولكن ليس في الصدقة اختلاف
نبي اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے درمیان اتنی عظیم مسافت ہے جسے طے کرتے ہوئے سوار یوں کی گردن منقطع ہو جائے
لیکن والدین کی طرف سے صدقہ کو دینے میں کوئی اختلاف نہیں۔ (دست)
امام نووی شرح میں فرماتے ہیں:

معنى هذه الحكاية انه لا يقبل الحديث الا
باسناد صحيح۔

اب اگر ان کلمات کو علوم پر رکھتے ہو، منقطع، متصل، ہر تہ متصل باطل و ملحق بالمرئوع
ہو جاتی ہے اور وہ بالا حجاج باطل افادہ ہر میں ابن حجر کی مشافہی و ملحق جاری حقیقی سے جزر النقطہ یعمل
بد فی الفضائل اجماعاً (منقطع پر فضائل میں اتفاقاً عمل کیا جائے گا۔) تاجرم واجب کہ یہ سب

ملہ و ملہ صحیح مسلم باب بیان ان الاسناد من الدین مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۲/۱
ملہ مرقا شرح مشکوٰۃ الفصل الثانی من باب الکرکات مکتبہ اداریہ ملتان ۳۱۶/۲

جہاں صرف باب اہم و اعظم یعنی احکام میں ہیں اگرچہ ظاہر اطلاق و ارسال ہوتا کہ حسب نفس کلام تخصیص پر وبال ہو
 کما قرین نافی الکلمات الذکوۃ (جیسے کہ ہم نے کلمات مذکورہ میں گفتگو کی ہے۔ ت) اور واقعی دوبارہ رد و
 قبول غالب و محاورات علماء صرف نظر پر باب احکام ہوتے ہیں کہ وہی اکثر محط انظار نجد و نہرہ وغیرہا میں دیکھنے کے
 حدیث کی دو قسمیں ہیں: مقبول و مردود۔ مقبول میں صحیح و حسن کو رکھا اور تمام ضعافت کو مردود میں داخل کیا جائیگا
 ضعافت فضائل میں اجماعاً مقبول ہلکذا ینبغی التحقیق واللہ ولی التوفیق (تحقیق اسی طرح کرنی چاہیے
 اور قوی دینے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ ت)

(جمہیر فقہائے کرام کے نزدیک ائمہ فقہاء کی بے سند حدیثیں دربارہ احکام بھی
 محبت ہیں) یہ سب کلام بطور عہد میں تھا اور جمہیر فقہائے کرام کے نزدیک تو مضللات
 مذکورہ فضائل و رد کا دعوہ باب احکام میں محبت میں یکسر مرسل امام معتمد محتاطی الدین عارف بالرجال بعیر بالعلل
 غیر معروف بالتساہل ہوا رد مذہب محتار امام محقق علی الاطلاق وغیرہ اکابر میں کچھ تخصیص قرنی غیر قرنی نہیں ہر قرن کے
 ایسے عالم کا قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہنا محبت فی الاحکام ہے کما نص علیہ فی المسئلہ
 و شروحه وغیرہا (جیسا کہ مسل الشریعہ اور اس کی شروح وغیرہ میں اس کی تصریح ہے۔ ت)

مسئلہ المرسل ان کان من الصحابی یقبل مطلقاً
 اتفاقاً وان من غیرہ فلا اکثرہ منهم الا ما
 البوحنیفہ والامام مالک والامام احمد رضی اللہ
 تعالیٰ عنہم قالوا یقبل مطلقاً اذا کان الروی ثقہ
 وقال ابن ابی ان رحمہ اللہ تعالیٰ من مشائخنا انکما
 یقبل من القرون الثلاث مطلقاً ومن ائمة
 النقل بعد ثلاث القرون وقال طائفة من
 المتأخرین منهم الشیخ ابن الحاجب المالکی
 والشیخ کمال الدین بن الہمام منا یقبل من
 ائمة النقل مطلقاً من ای قریب کا من
 اعتضد بشیخ ام لا ویوقوف فی المرسل من
 مرسل الرضائی کی ہو تو مطلقاً اتفاقاً اسے قبول کیا
 جائے گا اور غیر رضائی کی مرسل کے بارے میں اکثر
 علماء جن میں امام اعظم الرضی عنہ امام مالک اور
 امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں کہ اسے یہ ہے
 مطلقاً مقبول ہے بشرطیکہ راوی ثقہ ہو ابن ابی ان
 رحمہ اللہ تعالیٰ جو ہمارے مشائخ کرام میں سے ہیں
 فرماتے ہیں کہ قرون ثلاثہ (تین زمانوں) کی مرسل
 مطلقاً مقبول ہے اور جن قرون کے بعد ائمہ نقل کی گزرتی
 ہیں مقبول ہے متاخرین کی ایک جماعت جن میں
 ابن حاجب مالکی اور شیخ کمال الدین بن الہمام ہیں
 یعنی اختلاف کیا کہ اسے یہ ہے کہ اکثر نقل کی مرسل مطلقاً مقبول
 (باقی برصفا آئندہ)

اقول (تحقیق معصفت کر غیر ناقد کے لیے) اہل کتب و حدیث پر بھی لازم، انصافاً غیر ناقد کے لیے ماسیل مذکورہ سے احتجاج فی الاحکام اثر میں پر بھی لازم، آخر اس کی سبیل یہی قول ناقد پر اعتماد ہے نہ فقہ کہ تکلیف مالہ لایطاق ہے، تو اس کے لیے ذکر و عدم ذکر سند دونوں یکساں اور بلا شبہ قول ناقد حق طاقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تصحیح صریح والزامی سے اعلیٰ انہیں تو کم بھی نہیں اور جو احتمالات مسابلت و تحسین ظن و خطائی النظر یہاں نہ آیا وہاں بھی حاصل بلکہ مجرب و مشاہدہ یا تہمید امام ابن الصلاح و امام طبری و امام نووی و امام زکشی و امام عراقی و امام عسقلانی و امام سخاوی و امام زکریا انصاری و امام سیوطی وغیرہم نے تصریحیں فرمائیں کہ اگر امام معتزلے کسی حدیث کی صحت پر تفسیس کی یا کتاب فترم الصوفیہ میں اُسے روایت کیا اسی قدر اعتماد کے لیے بس ہے اور احتجاج روا

کما ذکرنا نصوصہم فی مداسرہ طبقات الحدیث جیسے کہ پہلے طبعات الحدیث میں ان کی تصریح و قد تقدم نص القاسمی عن شیخ الاسلام کا ذکر کیا ہے اور پہلے اکیسویں افادہ میں طاعلی زاری فی الافادۃ الحادیۃ والعشرین کے حوالے سے شیخ الاسلام کی تصریح کر چکی ہے۔

تو کیا وہ جبر کیا اس پر اعتماد نہ ہو لہذا ہم جس طرح امام احمد یا بخاری کا ہذا الحدیث صحیح (یہ حدیث صحیح ہے۔ ت) فرمایا بخاری یا مسلم یا ابن خزیمہ یا ضیاء الصحاح میں لانا یا دوسری مندرجہ کا مختصر میں سبکت رہنا،

www.alaqah.org/31stFloor.org

(بقیہ ماحشیہ صفحہ گزشتہ)

غیر ہم وهو المختار قیل وهو مراد الاثمة الثلثة والجمهور ولا یقول احد بتوثیق من لیس له معرفة فی التوثیق والتجریح وعلی هذا خلاف ابن ابان فی عدم اشتراط هذا الشرط فی القرون الثلثة لزمه عدم الحاجة الی التوثیق فی تلك القرون لامت الرواة فیها کافوا اهل بصیرة فی التوثیق والتجریح ثم من مسلم الثبوت وفواتح الرحمت ملخصا ۱۲ منه رضی اللہ تعالیٰ عنہ (دھ)

خواہ اس کا تعلق کسی قرن سے ہو خواہ اس کی تائید ہو یا نہ ہو، اور ان کے علاوہ کی مرسل میں قوت ہے اور یہی مختار ہے اور کہا گیا ہے کہ جنوں ائمہ اور جمہور کی راوی بھی ہے اور کوئی ایسے شخص کی توثیق کیسے کر سکتا ہے جو توثیق و تجریح کی معرفت نہ رکھتا ہو، اسی بنا پر ابن ابان نے قرون ثلاثہ میں عدم اشتراط کا اختلاف کیا ہے کیونکہ ان کے نزدیک ان قرون میں توثیق کی حاجت نہیں اسی لیے کہ ان ادوار میں تمام راوی توثیق اور تجریح کے ماہر تھے اہل مسلم الثبوت اور فواتح الرحمت سے ملخصاً بیان ہے ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (دھ)

لہذا فواتح الرحمت شرح مسلم الثبوت مسئلہ فی الکلام علی المرسل مطبوعہ مشورات الشریف الرضی قم ۱۴۰۶ھ

یوں ہی ابن السکین کا صحیح یا مجملہ الح کا احکام میں وارد کرنا، یہ نہی امام محمد ناقہ محتاط کا کہنا،

قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم
 فعل رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم
 الى غير ذلك من احكامه واحواله ونعمته
 جماله وشيونه جلالة وصفاته كماله مخلوات
 الله تعالى وسلامه عليه وعلى آله صلى الله
 تعالى عليه وعليهم وبارك وسلم وشرف
 ومجد وعظم وكرم امين۔
 نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ فرمایا، نبی اکرم
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ کیا، اور اس طرح کے
 آپ کے دیگر احکام و احوال، آپ کے جمالی و جلال
 کی صفات و شائیں اور آپ کے صفات کا علم میں
 آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور سلام ہو اور آپ کی
 آل و اصحاب پر، آپ پر اور صحابہ پر برکت و سلام،
 شرافت، بزرگی، عظمت و کرم کی برسات ہو، آمین

الحمد لله الذي جعل يومنا هذا من ايامنا
 حضور پروردگار سے ہوئی اور انتہائی حضور ہی کے نام محمود و درود و مسود پر ہوئی امید ہے کہ مولیٰ عز و جل اس
 نام کریم و صلوة و تسلیم کی برکت سے قبول فرمائے اور اناربت عیون و تنزیر قلوب و تکفیر ذنوب و سلامت ایمان و
 امن و امان و تنجیم قبر و نجات فی العرش کا باعث بنائے فانہ تعالیٰ بکرمہ یقیل الصلواتین و هو اکرم من
 ان یدع ما بینہما و کان ذلک لليلة السالفة یوم الاثنين لعشاء الثامنة عشر من الشهر الفاخر
 شہر ربیع الثانی من شہور السنة الثالثة عشر من المائة الرابعة عشر من ہجرة الحبیب
 سید البشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و صحبہ و اولیائہ اجمعین آخر دعوانا ان الحمد لله
 رب العالمین، سبحانک اللہم و بحمدک، اشهد ان لا اله الا انت استغفرک و اتوب
 الیک، واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم و علیہ جل مجدہ اتم و احکم۔